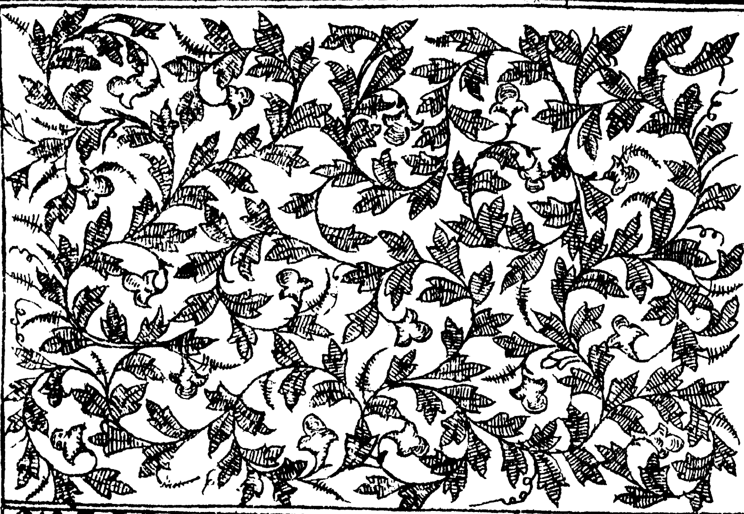


NAWAB MOHOMED UMER KHAN WAFA,
HYDERABAD (DECCAN).



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ثنا پرداز روزِ اولین سے ہے قلم تیرا
کہ تیرے سجدۂ درگاہ مین بھرتا ہے دم تیرا

تری مخلوق ہین سب اور تو مختار ہے سب کا
ازل تیرا۔ ابد تیرا۔ قدم تیرا۔ عدم تیرا

نظر پہونچی جدہر اپنی تجھی کو جلوہ گر پایا
جسے ہم دیکھتے ہین صاف ہوتا ہی بھرم تیرا

شہنشاہِ شہنشاہان الہ العالمین تو ہے
مکان تیرے مکین تیرے عرب تیرا عجم تیرا

منور کیون نہ ہو جلوے سے تیرے اپنا غمخانہ
برنگِ شمع روشن دلمین ہے داغِ الم تیرا

ترا جو فعل ہے یا رب نہین حکمت سے وہ خالی
تری عینِ عدالت ہے ستمگر پر ستم تیرا

ترے گھر کے ہزارون نام ہین اور تو مکین تنہا
کلیسہ۔ صومعہ۔ بیت الحرم۔ بیت الصنم تیرا

قلم چلنے لگا ہر گام پر کرتا ہوا سجدے
ہوا نامِ گرامی جس گھڑی زیبِ رقم تیرا

نصارا ہو۔ یہودی ہو۔ مسلمان ہو کہ ترسائی
بھرا کرتے ہین خالق رات دن دم شیخ وکم تیرا

نہین ہے انتہا دونون کی دونون حد سے بیحد ہین
گنہ میرے تری بخشش مرے عصیان کرم تیرا

تجھے زیبا ہے یکتائی تجھے شایاں ہے خودرائی	ستم بھی ہے اگر تیرا تو ہے عین کرم تیرا
نہین غافل ہین تیری یاد سے ذی روح ہین جتنے	بھرا کرتے ہین دم اٹھکر طیور صبحدم تیرا
نہالِ خشک بھی سرسبز ہوتے ہین زمانے مین	یہ کچھ قدرت دکھاتا ہے نہین ابر کرم تیرا
نہین کچھ منحصر ہے کافر و دیندار پر رحمت	صلائے عام ہے یارب تری رحمت کرم تیرا

وفائے خستہ جان سے کیا ادا ہو حق طاعت ہو
کہے جب مَا عَبَدْنا خود رسولِ محترم تیرا

تو سزاوار ہے یکتائی کا	اور شایان ہے خود آرائی کا
کیا کوئی کھینچے گا نقشہ تیرا	اور نقشہ تری رعنائی کا
کیون نہ ہو ایک زمانہ قائل	ہم زبان یار کی یکتائی کا
تاب نظارہ کوئی لائے گا	کیا کلیجہ ہے تماشائی کا
طور پر حضرت موسیٰ نے بھی خاک	جلوہ دیکھا تری رعنائی کا
ایک دم چین سے رہنے نہ دیا	شکر ہے اپنی شکیبائی کا
تیرے آگے کہین قم قم عیسیٰ	ہیچ ہے دعویٰ مسیحائی کا
آرزو اور ترا شوقِ جمال	واہ کیا دل ہے تمنائی کا

اے وفا تم رہو نادان بنکر
کام اس جا نہین دانائی کا

رازِ پنہان تھا جو تم پر آشکارا ہو گیا	تم ہوے اللہ کے اور وہ تمہارا ہو گیا
جلوۂ دیدار سے اب سرفرازی ہو عطا	یا محمدؐ ہجر سے دل پارا پارا ہو گیا
آپ کے لطف و کرم سے یا شفیع المذنبین	عاصیون کو روزِ محشر کا سہارا ہو گیا

ظلم حضرت نے سہے کیا کیا نہ اُمت کے لیے
جو نہ تھا دل کو گوارا وہ گوارا ہو گیا

چاند کے ٹکڑے ہوئے دو واہ واصل علیٰ
آپ کا بس ایک اُنگلی کا اشارا ہو گیا

لیگئے تشریف جب بیت المقدس مین حضور
موم اعجازِ قدم سے سنگ خارا ہو گیا

ہند مین کیا خاک مجکو چین آئیگا رسول
دل تمہارا جب ہوا مین بھی تمہارا ہو گیا

اپنے منہ سے کیا کہون مین اپنے دلکا مدعا
یا محمد آپ پر سب آشکارا ہو گیا

جسنے دیکھا خواب مین روئے منور ایکبار
وہ فدائی ہو گیا عاشق تمہارا ہو گیا

ساحتِ افلاک پر حضرت نے جب رکھی قدم
نقش پا اک اک بجاے خود ستارا ہو گیا

اے وفا کیا غم ہے اُسکو پھر صراط حشر سے
خواب مین جس کو محمدؐ کا نظارا ہو گیا

خط عارض بہرِ امت خلد کا پروانہ تھا
نور احمد اپنے پروانون سے بے پروانہ تھا

اللہ اللہ کیا اثر رکھتا تھا خلق احمدی
جسکا شیدا ہر یگانہ اور ہر بیگانہ تھا

شاہ دین نے دولتِ دنیا کو چاہا ہی نہین
ورنہ سب کچھ قبضۂ قدرت مین تھا وان کیا نہ تھا

نزع مین جب دل کو آیا مصحف رخ کا خیال
شہ کا ہر دندان سمجھے یٰسین کا دندانہ تھا

اشتیاقِ خاک پاے شہ مین تھرانے لگا
عرش بھی معراج کی شب اُستن حنانہ تھا

قبلۂ عالم کے آتے ہی مٹا کعبے سے کفر
اب وہین اللہ کا گھر ہے جہان بتخانہ تھا

ہاے وہ محفل جہان ہون شمع محفل مصطفےٰ
طائر سدرہ بھی اس محفل کا اک پروانہ تھا

قدر پوچھو حاملان عرش سے معراج کی
کون اُس جا میہمان تھا کون صاحبخانہ تھا

کوچۂ الفت مین جو داخل ہوا بے خود ہوا
باخبر نکلا وہی جو آپ کا دیوانہ تھا

حشر مین خوشبو سے اپنی کر رہا ہے سبکو مست
وہ دل صدچاک جو زلف نبی کا شانہ تھا

شہ کے مداحون مین جب لکھا گیا نامِ وفاؔ
ہرگز نہ دفتر سے ایسا مٹ گیا گویا نہ تھا

دل سنبھلتا ہی نہین میرا سنبھالے آجا
رحم کر رحم کرا و گیسوؤن والے آجا

یا و پھر آگئی گلشن مین مدینے کی فضا
پھر مرے زخمِ جگر ہوگئے آلے آجا

کچھ تو جینے کا ملے لطف کہ معلوم ہے یہ
موت جب آتی ہے ٹلتی نہین ٹالے آجا

غم گلا گھونٹ رہا ہے مرا ازبہرِ خدا
ہنستے ہنستے تو گلے مجھکو لگا لے آجا

کعبہ کیا جائین زیارت کو کہ شرم آتی ہے
تو گنہگارون کو کملی مین چھپالے آجا

ابھی کافورِ شبِ غم بھی نہ ہونے پائی
کہ مری شمع لگی لینے سنبھالے آجا

حشر کے دن کہین پردہ نہ مرا کھلجاے
تو خدا کے لئے دامن مین چھپالے آجا

غمِ فرقت سے یہ حالت ہے کہ دشمن میرے
کانپ کانپ اُٹھتے ہین سُنکر مرے نالے آجا

ہے جو منظو میری زیست وہ کیون بوسینگے
آ مدینے مین مرے چاہنے والے آجا

دن تو پھر جائین مرے جاگ تو اُٹھے قسمت
خواب ہی مین کبھی او گیسوؤن والے آجا

دل کو مین وصل کی امید سے کیا بہلاؤن
کہ پڑے ہین شبِ غم جینے کے لالے آجا

تیرے مشتاق کی ہوجائے گی حالت معلوم
جبکہ جا پہونچین گے وان قافلے والے آجا

زندگی ہوگئی دشوار غمِ فرقت سے
کس ستمگر کے وفاؔ پڑ گیا پالے آجا

آج دنیا مین ہوئے غوثِ معظم پیدا
ہوے اسرارِ خداوند کے محرم پیدا

دین کو زندہ کیا غوثِ معظم ہی نے
کوئی حضرت سا ہوا کب ہے مکرم پیدا

قطب و ابدال ہین سب جن کے ازل سے خادم
لو ہوئے آج وہ مخدوم و مکرم پیدا

ازلی جن کا مین خادم ہون ہو کیونکر نہ خوشی
ہوے دنیا مین وہی شاہِ معظم پیدا

فخر اور ناز کرے گی نہ ولایت کیونکر
ہوئے وہ جن کا رتبہ سے مسلم پیدا

وصل سے پھر تو کسی کو نہین ہونیکی خوشی
دل مین حضرت کی جدائی کا ہو گر غم پیدا

دوش پر جس کے ہو سردارِ دو عالم کا قدم
نہ ہوا ایسا ولی کوئی مسلم پیدا

اولیا مین نہین ثانی کوئی حضرت کا **وفا**
اور ہوگا نہ کوئی ایسا معظم پیدا

دل کی خاطر ہوے دنیا مین غم و ہم پیدا
رونے دھونے کے لئے دیدۂ پرنم پیدا

جلوہ یار کی خواہش ابھی پوری ہوگی
تابِ دیدار تو آنکھون مین کرین ہم پیدا

ہم نے چاہا جو حسینون کو تو کیا جرم کیا
الفت و حسن ازل مین ہوے توام پیدا

مین تو ہر چند محبت مین ہون غم کا خوگر
کیا کرون دل سے جو ہون نالۂ پیہم پیدا

کون سنتا ہے شبِ ہجر کہانی میری
کوئی مونس ہے نہ ہمراز نہ ہمدم پیدا

بسترِ غم سے اُٹھے ہین نہ اُٹھین تیرے مریض
مٹ کے سو بار ہون گر عیسیٰ مریم پیدا

اے **وفا** دیکھ کے مجھکو وہ یہ فرماتے ہین
بیوفا ایسے بھی دنیا مین ہوے کم پیدا

کیا تھا وعدہ تو ایفا ضرور تھا کہ نہ تھا
کوئی تمھارے لئے ناصبور تھا کہ نہ تھا

دوبارہ آپ کو جانا ضرور تھا کہ نہ تھا
کلیم طور پہ اس کا ظہور تھا کہ نہ تھا

وہ تمکنت وہ تلون وہ انکسار وہ عجز
یہ شبہہ ہوتا ہے تم کو غرور تھا کہ نہ تھا

تمہارا بیٹھے بٹھائے یہ روٹھنا کیسا
یہ پہلے کہدو یہان ذکرِ حور تھا کہ نہ تھا

مین بوسہ مانگتا تھا آپ دیتے کیا ہوتا
پھر اس سے کیا کوئی بیخود ضرور تھا کہ نہ تھا

نکالا محفل اغیار سے نہ دیکھا یہہ
کسی کا شیشۂ دل چور چور تھا کہ نہ تھا

شراب ناب کا تھا دور یہ بتا واعظ
کہ توبہ توڑنا مجکو ضرور تھا کہ نہ تھا

ہم آسے میکدے مین یون تمہین کہو واعظ
کہ کوئی تذکرہ نار و نور تھا کہ نہ تھا

خطا تو غیر نے کی تھی ملی سبجھے تعذیر
کسی سے پوچھتے میرا قصور تھا کہ نہ تھا

جوان ہوتے ہی کچھ ایسی شوخیان آئین
نہ یہ کھلا کہ وہ بت بے شعور تھا کہ نہ تھا

قسم خدا کی وفا ہم سے گو کہ خوگر جور
ترحم اسکا تو کرنا ضرور تھا کہ نہ تھا

کیا وہ دن تھے کہ ہمکو تیرے وصل کا ارمان تھا
راتدن حسرت رہا کرتی تھی غم مہمان تھا

ولولے پہلے سے دلمین ہین نہ وہ شوق وصال
وہ بھی اکدن تھا کہ دل جب آپ پر قربان تھا

دوست بنکر دوست سے جسنے دغا کی جانکن
دشمن جانی تھا وہ کمبخت کب انسان تھا

پوچھتے کیا ہو کہ دی کس وضع سے عاشق نے جان
وقت مردن بھی تمہاری یاد تھی اور دھیان تھا

آپنے مہمان بلا کر لی ہماری آبرو
رات ہم تھے جان من اور آپکا دربان تھا

وہ رقیبون سے کہا کرتے ہین میری بعد مرگ
وضعداری کا خزانہ آبرو کی کان تھا

گو بتون سے عشق مین کھوئی وفائی جان زار
ہم تو لاکھون مین کہین گے اسکو با ایمان تھا

دل کی ہم سیر کیا کرتے ہین گلشن کیسا
نغمۂ عیش ہے یہ نالہ و شیون کیسا

محفل حسن کا گر شمع نہین ہے یہ دل
آپ کا نام جہان مین ہوا روشن کیسا

کوئی صورت نظر آتی نہین آسایش کی
کاوش غم سے قفس مین ہون نشیمن کیسا

فاتحہ بھی نہ پڑھے گا کوئی کیا کم ہے یہی
زندہ درگور کیا عشق نے مدفن کیسا

جانتے بوجھتے ہاتھوں میں وہ دل ملتی ہیں
پھر یہ کہتے ہیں کہ ہوتا ہے لڑکپن کیسا

ہم نے مانا کہ کوئی اور کیا ہوگا قتل
یہ تو بتلایئے ہے آپ کا دامن کیسا

لوٹکر ہاسے وہ ایمان لئے جاتے ہین
گھر جو لوٹا ہے خدا کا وہ ہے رہزن کیسا

گر نہین سہے ہدفِ ناوک انداز تو پھر
آپ ہی کہیئے یہ سینے مین ہے روزن کیسا

اپنے ہاتون سے وفا ہم نے کیا ہی سب کچھ
آشناؤن کا گلہ شکوۂ دشمن کیسا

شادمان گلشن عالم مین کبھی دل نہ ہوا
نخلِ امید سے کچھ بھی مجھے حاصل نہ ہوا

غیر کس دن نہ ہوئے سرخرو کیا کہتے ہو
خون عشاق کا کس دن سرِ محفل نہ ہوا

سر پہ چڑھ بیٹھے ہین اغیار مگر وا سے نصیب
مین قدمبوسی جانان کے بھی قابل نہ ہوا

آج واعظ بھی مجھے سمجھانے کو پھر آیا ہے
گویا اُس بت کو ابھی دیکھ کے قائل نہ ہوا

وہی ہوتے ہین گرفتار جو دیوانے ہین
مائل گیسو جانان کبھی عاقل نہ ہوا

یہی رونا ہے کہ ہنستے ہوئے کرتے ہین گلہ
اُن کی محفل مین اگر مین کبھی شامل نہ ہوا

قبلۂ مقصد دارین وہی سے ہے واللہ
جو عبادت سے خدا کی کبھی غافل نہ ہوا

جام مے دیتے ہین غیرونکو نہ کیونکر بھر آئے
گویا پتھر ہوا پہلو مین مرے دل نہ ہوا

زندہ در گور ہین جو مرتے ہین معشوقون پر
وہ ہی اچھا ہے وفا اپنے جو مائل نہ ہوا

تمام عمر بلاؤن سے مین دوچار رہا
اسیرِ حلقۂ گیسوئے تابدار رہا

رہا تو کیا رہا سب کی نظر مین خوار رہا
تمہاری بزم مین کیا کیا مین بیوقار رہا

شکستہ خاطر محزون و غمگسار رہا
تمہاری چاہ مین میرا یہ حال زار رہا

فروتنی سے یہ رتبہ عروج پر پہونچا
بلند سر سے ہمیشہ مرا غبار رہا

نہ شعلے مین یہ تڑپ ہے نہ برق مین شوخی
دل اس طرح شب فرقت مین بیقرار رہا

رہی جگہ نہ غم و درد کے سمانے کو
جگر مین تیر نظر اُن کا وار پار رہا

تمہاری زلف دل آویز کا ہے کیا شکوہ
ہمارے دل پہ ہمارا نہ اختیار رہا

ملی نجات نہ گریہ سے عمر بھر ہم کو
بندھا فراق مین یہ آنسوؤن کا تار رہا

تمہارے عشق مین کیا کیا نہ ہم ہوے رسوا
تمہین خیال ہمارا نہ زینہار رہا

ہمارے قول کا جب تم کو اعتبار نہین
تمہاری بات کا کب ہم کو اعتبار رہا

کیا وفا سے جو وعدہ کبھی وفا نہ ہوا
یہ بدنصیب ہمیشہ امیدوار رہا

دل پر ہے اونہین گمان کلی کا
آفت ہے زمانہ کمسنی کا

کھل جاے گا وقت امتحان حال
دم بھرتے ہین غیر عاشقی کا

وہ باتین کسی کی ہنستے ہنستے
اور ہاے وہ روٹھنا کسی کا

جو لوگ رقیب تھے سب نے دوست
انجام بُرا ہے دل لگی کا

جب قتل پہ وہ نہین ہے راضی
پھر لطف ہی کیا ہے زندگی کا

معلوم ہے کس نے جان دیکر
زندہ کیا نام عاشقی کا

وہ آئے ہین باغ باغ ہے دل
گلشن مین وفا ہر اک کلی کا

وہ کہتے ہین کہ مین غیرون پہ مائل ہو نہین سکتا
مگر ہم کیا کرین دل اسکا قائل ہو نہین سکتا

خدائے بندہ پرور اک تری ہی ذات ہے ایسی
کہ جسکی یاد سے کوئی بھی غافل ہو نہین سکتا

ہزارون ہین شہید ناز پھر اُسپر یہ کہتے ہو
مری تیغ نگہ سے کوئی بسمل ہو نہین سکتا

دکھا کر تجکو پوچھے گر خدا بھی حشر مین کہدون
یہ نازک نازنین اور میرا قاتل ہو نہین سکتا

محبت ہو نہ اُنکو غیر سے یہ غیر ممکن ہے
وہ قائل کر نہین سکتے مین قائل ہو نہین سکتا

ترا کوچہ ہے جیسا ویسی جنت ہو نہین سکتی
جو شیدا ہے ترا حورونپہ مائل ہو نہین سکتا

جگر مین چٹکیان لیتی ہے تیری یاد رہ رہ کر
رہے آرام سے دم بھر مرا دل ہو نہین سکتا

اسیر چاہ الفت ہے کہان مجھسا زمانے مین
اگر تجھسا کوئی زہرہ شمائل ہو نہین سکتا

محبت ہے بلا کا روگ جاتے جاتے جائیگا
جو دل مین درد ہے فوراً وہ زائل ہو نہین سکتا

ہمارے دعوئ الفت کو تم باطل جو کہتے ہو
تو غیرونکی بھی چاہت کا مین قائل ہو نہین سکتا

وفا کو کیا پڑی ہے تیرے آگے ہاتھ پھیلائے
کوئی دے یا نہ دے بوسہ وہ سائل ہو نہین سکتا

سب سے دم چھاننے کی چالین یار چلکر رہگیا
غیر سے دیکھا گئے مین ہاتھ ملکر رہگیا

یہ سنا تھا آج یان آنیکو وہ تیار ہے
وائے قسمت پھر سنا کپڑے بدلکر رہگیا

ضعف کے ہاتھون رہ الفت مین ناکامی ہوئی
دو قدم بیمار الفت تیرا چلکر رہگیا

یار کے پہلو مین جسدم غیر نے دیکھا مجھے
تیوریان اُسپر چڑہائین مجھسے جلکر رہگیا

جان لینے مین کمی کی تھی نہ درد ہجر نے
کچھ سنبھالے نے سنبھالا مین سنبھلکر رہگیا

وائے ناکامی قسمت وہ بت سفاک آج
میرے گھر آنیکو نکلا اور ٹہل کر رہگیا

قتلگہ مین ہاتھ مجھپر بھی اُٹھا تھا یار کا
پھر نہین معلوم کیون ظالم سنبھلکر رہگیا

غیر نے جب یہ سنا وہ میرے گھر مہمان ہین
رشک سے جلکر کف افسوس ملکر رہگیا

شمع رخ سے یار نے محفل مین جب اُلٹی نقاب
دل کسی کا صورت پروانہ جلکر رہگیا

رات تھی امید ملنے کی مگر قسمت کی بات
یاد مہندی کی ہوئی مین ہاتھہ ملکر رہگیا

رشک کہتے ہین اسے غیرت اسی کا نام ہے
گرم وہ مجھپر ہوئے تھے غیر جلکر رہگیا

اب ترے آنے نہ آنیکی نہین پروا مجھے
دل مرا تیرے تصور سے بہلکر رہگیا

ناز کرتا تھا بہت وہ دل ہمارا پھونک کر
شمع رو جب کہدیا ہم نے تو جلکر رہگیا

ڈھونڈتا تھا اک بہانہ دل مچلنے کے لئے
خیر گزری یار کا کچھہ ذکر چلکر رہگیا

کشتگانِ ناز کا تھا ذکر اُسکے سامنے
جب **وفا** کا نام آیا ہاتھہ ملکر رہگیا

آزردہ جب وہ کافر بے پیر ہو گیا
نالہ ہمارا نالۂ شبگیر ہو گیا

دل مبتلائے زلف گرہگیر ہو گیا
گیسو کا حلقہ حلقۂ زنجیر ہو گیا

جس دلپہ تونے مہر و محبت سے کی نظر
تیری نگاہ ناز کا نخچیر ہو گیا

ہمکو رُلا رُلا کے جو تونے کیا ہلاک
کیا تیرا فائدہ فلک پیر ہو گیا

کل اُنکو مین نے نامہ جو لکھا بچشم زار
طوفان اک بپا دم تحریر ہو گیا

دیوانگی نے پھر ہمین شوریدہ سر کیا
پھر دل ہمارا طالب زنجیر ہو گیا

واعظ نے جبکہ گیسوے جانان پہ کی نظر
وہ بھی اسیر زلف گرہگیر ہو گیا

جل جلکے خاک ہو گیا مین سوز رشک سے
وہ یار غیر سے جو بغلگیر ہو گیا

شاید مری طرف سے اُنہین کچھہ ملال ہے
چہرے کا اُسکے رنگ جو تغیر ہو گیا

اُٹھا جو گھونگٹ اُسنے شب وصل مین تو مین
تصویر اُسکی دیکھہ کے تصویر ہو گیا

بیرحم نے جو قتل کیا مجھکو اے **وفا**
حسرت کا خون بھی تہ شمشیر ہو گیا

لطف کیا خاک ملا مجکو جو گلشن مین رہا
مین بھی بلبل کیطرح نالہ و شیون مین رہا

خوش نصیبی یہ مری ہے کہ ترے دل مین ہون
پر غضب ہوگا اگر تو دل دشمن مین رہا

بال سلجھاتے رہے آپ ادہر شانے سے
دل صد چاک مرا رات بھر الجھن مین رہا

غم رہا یہہ کہ مرا یار اکیلا ہوگا
مرنے والے کو ترے چین نہ مدفن مین رہا

مجکو صیاد رہائی کی خوشی کیا ہوگی
موسم گل کا اگر دور نہ گلشن مین رہا

دیکھنا برق تجلی کی شرر افشانی
نئے پھولون کا چمن طور کی دامن مین رہا

بیقراری سے پس مرگ بھی فرصت نہ ہوئی
کبھی لاشہ سر مدفن کبھی مدفن مین رہا

آسکے مہمان جو ہوا وہ گل رعنا میرا
گلشن خلد کا عالم مرے مسکن مین رہا

دیکھکر مائل فریاد سب مجھسے کہتے ہین
اے **وفا** کوئی اثر بھی ترے شیون مین رہا

سنتا ہے دل سے حال درد نہان ہمارا
اب مہربان ہوا ہے نا مہربان ہمارا

نام و نشان کی خواہش کچھ ہے نہ منزلت کی
پھر کیون بنا ہے دشمن یہ آسمان ہمارا

چاہا اگر خدا نے پھر سرخرو رہین گے
دشمن کے ساتھ کل ہے پھر امتحان ہمارا

اک برق ناگہان کا کچھ ہے خوف ورنہ
گلچین سے بڑھکے ہمدم ہے باغبان ہمارا

رنجش تمہاری ہمکو اک روز رنج دیگی
پھونکے گا ہمکو اک دن سوز نہان ہمارا

بعد فنا لحد کو کسطرح مٹایا
رکھا نہ آسمان نے کچھ بھی نشان ہمارا

اس انجمن مین مشکل ہے اپنی اب رسائی
ملکر عدو سے دشمن ہے پاسبان ہمارا

جب لطف گفتگو تھا ہوتی زبان ہماری
قاصد کے منہ سے مطلب کیا ہو بیان ہمارا

رہجائیگی جہان مین یہ یادگار باقی
پیاری زبان ہماری ستہرا بیان ہمارا

آوارہ گردیون سے تاب قیام کب ہے ۔۔۔ مانند گرد باد اب مسکن کہان ہمارا
ہم سے نظر ملا کر پھر کہنا کیا کہا تھا ۔۔۔ سچی زبان تمہاری جھوٹا بیان ہمارا
مدت سے تاک مین تھا آخر پھنسا کے چھوڑا ۔۔۔ صیاد نے اجاڑا آج آشیان ہمارا
بھڑکی وہ آتش گل بلبل پکار اٹھی ۔۔۔ شعلہ بنا ہوا ہے آج آشیان ہمارا
لینی ہے جان لیلو کیون جی چرا رہے ہو ۔۔۔ باقی ابھی ہے کیا کچھ اور امتحان ہمارا
باغ جہان مین اسکو اک ہم سے بیر کیون ہے ۔۔۔ صیاد تاکتا ہے کیون آشیان ہمارا
ہم گرمی بیان سے وہ شمع انجمن ہین ۔۔۔ جل جائیگا سنے گا جو ہم زبان ہمارا
سچ تو یہ ہے جہان مین دشمن ہین دو ہی اپنے ۔۔۔ اک دل بغل مین اپنا اک دلستان ہمارا

لو جا ملا عدو سے افسوس اے وفا وہ
جو دوست تھا ہمارا جو مہربان ہمارا

دل ہوگیا اسیر خم زلف یار کا ۔۔۔ چمکا نصیب اب مری شبہائے تار کا
صید نظر ہون آہوے مردم شکار کا ۔۔۔ روندا ہوا ہون مردم ابلق سوار کا
ناصح پیامبر ہو تو کیا خوب بات ہے ۔۔۔ لاریب آدمی ہے تو یہ اعتبار کا
قاصد نورد خط سے ہویدا ہی پیچ وتاب ۔۔۔ نقشہ کھنچا ہوا ہے شب انتظار کا
تڑپا کیا ہون بستر گل پر شب فراق ۔۔۔ تھا برگ برگ گل پہ گمان نوک خار کا
عاشق پہ ظلم کرتے ہو بیخوف رات دن ۔۔۔ کچھ بھی تمھین خیال ہے روز شمار کا
ساقی نے رکھدی کشتی مے لا کے سامنے ۔۔۔ دھوکا جو محتسب پہ ہوا بادہ خوار کا
وعدے کی شب بھی پاؤن مین مہندی لگی رہی ۔۔۔ ارمان خون ہوا دل امیدوار کا
لیتا ہے بات بات پہ سینے مین چٹکیان ۔۔۔ ناصح پہ ہے گمان ترے رازدار کا

عاشق کے دل کی موج بھی دریا کی موج ہے
اُسکے چڑھاؤ کا نہ ٹھکانا اُتار کا

سب بے اختیار اُڑتے ہین آہون کی ساتھ ساتھ
اُجزاے دل نے رنگ دکھایا شرار کا

افسوس دل بھی آیا تو آیا شباب مین
لوٹا خزان نے لطف ہماری بہار کا

عاشق مزاج ہے تو وفادار کیون نہو
آخر **وفا** ہے نام ترے جان نثار کا

ایما سے کشت و خون جو ہوا چشم یار کا
اِک اک نگہ نے کام کیا چار چار کا

تم سے پری جمال کو تسخیر کرلیا
دیوانے دل نے کام کیا ہوشیار کا

آشوب روزگار ہے وہ رہزن طریق
دیر و حرم مین غلغلہ ہے گیر و دار کا

منصور کہکے کلمۂ حق جان بحق ہوے
مشہور روزگار ہے افسانہ دار کا

چکر مین رکھتی ہے نگہ شوق رات دن
حلقہ بنا ہون گردش لیل و نہار کا

چن چن کے ذی ہنر کو ملاتا ہے خاک مین
خاکا ہے آسمان ترے دشت کے غبار کا

اچھا ہے تیرے دل مین رہی ورنہ بعد مرگ
خاکا بہت اُڑے گا ہمارے غبار کا

حاجت نہین ہے شمع کی بالین گور پر
ہر داغ دل چراغ ہے اپنے مزار کا

تم نازنین ہو نام خدا پھول پان ہو
گردن سے بار اُٹھیگا نہ پھولونکے ہار کا

کہتے ہین وہ بگڑکے مرے عرض حال پر
اچھا نہین سوال ترا بار بار کا

وعدہ وفا نہو نہ سہی یاس ہی سہی
ممنون ہے **وفا** ترے قول و قرار کا

شام فراق آپ کا جب انتظار تھا
کچھ پوچھیے نہین ہین جو اضطرار تھا

شاید کہ شب کو غیر سے وہ ہمکنار تھا
مضطر بہت بغل مین دل بیقرار تھا

گستاخیٔ وصال کی تقصیر ہو معاف — مین اضطراب شوق سے بے اختیار تھا
باد صبا کی نذر ہوا سب رہا سہا — تھوڑا سا رہ گیا جو ہمارا غبار تھا
ہم خوب جانتے تھے کہ ہوگا نہین نباہ — بڑھکر رقیب آپ سے بے اعتبار تھا
روز جزا کی پوچھ نہ کیفیت ہجوم — اے بت وہان بھی سب کو ترا انتظار تھا
چالاکیان رقیب کی کچھ ہم سے پوچھئے — یہ ٹھیک ہے وہ ساری خدائی کا یار تھا
صیاد فصل گل مین کہین کیا چمن کا حال — گو موسم خزان تھا مگر خوشگوار تھا
ساقی تھا کنج باغ تھا فصل بہار تھی — اور تھا تو صرف آپکا اک انتظار تھا
دنیا مین تھا قرار نہ زیر زمین سکون — دونون جگہ مین دل مرا سیماب وار تھا
سامان ہمارے دفن ہوے سب ہماری ساتھ — باقی رہا تو ایک چراغ مزار تھا
واعظ نہ کر مذمت مے تجکو کیا خبر — جام شراب ناب عجب خوشگوار تھا
دل لے لیا تھا جان بھی لیتا وہ شوخ گر — مانع تھا کون اُسکو سبھی اختیار تھا
مے کے عوض وہ زہر ہی دیتے تو تھا بھلا — اس دست نازنین سے وہی خوشگوار تھا

مرنا وفا کا سُنکے وہ بولے ہزار حیف
وہ مرد باوفا تھا محبت شعار تھا

میرے کوچے مین وہ جو آ نکلا — دل کا جو کچھ تھا مدعا نکلا
مر گئے ہم بلا سے کیا غم ہے — تیرے خنجر کا حوصلا نکلا
باوفا جسکو جانتے تھے ہم — وہ زمانے کا بیوفا نکلا
دیکھو چالاکیان کہ چلکر چال — اُسکے کوچے مین غیر جا نکلا
عمر بھر ہم رہے تمنا مین — کچھ بھی دل کا نہ حوصلا نکلا

ہم کو دل پر گمان وفا کا تھا — ہاے افسوس بے وفا نکلا
عشق مین کہو کے جان شیرین بھی — کوہکن کا نہ مدعا نکلا
سب وفا خاک مین ملی اپنی — درد دل کا بیان گلا نکلا
ہم رہے زیر مشق جور مدام — حوصلا آسمان کا نکلا
سنتے ہین میکدے سے واعظ بھی — آج اوڑھے ہوے ردا نکلا
خاک مین ملگئی ہواے وصال — مر گئے ہم نہ حوصلا نکلا
قحط غم نے بٹھا دیا ہم کو — درد نکلا تو بے دوا نکلا
چاک دامن ہوا جو یوسف کا — کیا زلیخا کا مدعا نکلا

اے **وفا** جس سے تھی وفا کی امید
ہاے وہ شوخ بے وفا نکلا

اگر ملتا ہے پیری مین کوئی محرم جوانی کا — تو رہتا ہے یہی رونا یہی ماتم جوانی کا
عجب عالم دکھاتا ہے ترا عالم جوانی کا — غنیمت جان لے اے شوخ اک اک دم جوانی کا
جگر ٹکڑے کلیجہ شق تو سینہ چاک ہوتا ہے — نکرنا بار دیگر ذکر اے ہمدم جوانی کا
نہ اس سے حضرت زاہد جوانی پھر کے آئیگی — کیا کرتے ہو تم یہ ذکر کیون ہر دم جوانی کا
نہ یہ شوخی رہیگی پھر نہ یہ سفاکیان ہونگی — رلائیگا تجھے آٹھ آٹھ آنسو غم جوانی کا
پڑینگی جھریان رخ پر بدن کا پوست لٹکیگا — غنیمت جان لے غافل جو ہے عالم جوانی کا
مریجان چاہنے والون سے کیون تم کھنچے جاتے ہو — نہ ہونگے چاہنے والے نہ یہ عالم جوانی کا
بہار باغ حسن یار کے خواہان ہزارون ہین — مگر یہ بھی جبھی تک ہے کہ ہے موسم جوانی کا
بصارت آنکھ مین قوت تن مین دل نہ قابو مین — گیا ہے مجکو بیکس چھوڑ کر عالم جوانی کا

نصیحت کون زاہد کی سنے فرصت کسی اتنی
کیا کرتے ہین ہم تو رات دن ماتم جوانی کا

نہ مونس ہے کوئی باقی نہ دل مین شوق الفت اب
کبھی ماتم ہے یارونکا کبھی ہے غم جوانی کا

گئے سب ولولے سب جوش داغ دل رہا باقی
زمانہ ہوگیا سب درہم و برہم جوانی کا

نکر تے یون تو ہم ہرگز خوشامد ماہرویونکی
اگر کچھہ قول ہوتا ہم سے مستحکم جوانی کا

ہمارے سینہ پر بس سانپ سا اک لوٹ جاتا ہے
کبھی کر بیٹھتا ہے ذکر جب ہمدم جوانی کا

امنگین مٹ گئین دلکی مسرت ہو گئی عنقا
وہ سامان ہوگیا سب یکقلم برہم جوانی کا

کئے ہین مضمحل اعضا سراسر ضعف پیری نے
نہ تن مین تاب و طاقت ہے نہ وہ دم خم جوانی کا

جگر سے واعظ و زاہد کے بھی آہین نکلتی ہین
کسی دن ذکر جب لی بیٹھتے ہین ہم جوانی کا

وفا جو آجکل ممکن ہو تم سے جلد کر لینا
عزیز از جان سمجھنا چاہیے عالم جوانی کا

ہوگیا دل بت بے پیر کا خواہان کیسا
پھنس گیا دام مین کافر کے مسلمان کیسا

ہمکو گلشن نہین بہاتا ہے بیابان کیسا
داغ دل سیر کو کافی ہین گلستان کیسا

ہمت دشت نوردی اسے کہتے ہین کہ اب
قیس کہتا ہے بیابان مین بیلان کیسا

کوئی باقی نہ رہا پوچھنے والا اپنا
دارو سے درد کسے کہتے ہین درمان کیسا

کیا عداوت دل عاشق سے ہے کاکل کو ترے
بل بھرا کرتی ہے یہ زلف پریشان کیسا

دلکو اک لطف سا آتا ہے بجاے کاوش
تمنے ناوک مین لگا رکھا ہے پیکان کیسا

پھر بہار آئی ہوا جوش جنون پھر مجھکو
قابل دید بنا چاک گریبان کیسا

دل ہی باقی نہو پہلو مین تو حسرت کیسی
قطع جب ہو گئی امید پھر ارمان کیسا

غیر کا بھی ہے تصور مین ترے ساتھہ گزر
آگیا سینہ مین ناخواستہ مہمان کیسا

شمع بالین مقابر نہ کوئی چادر گل
حال دیکھا یہ ترا گور غریبان کیسا

اے وفا کچھ نہوئی آپ کی توقیر وہان
ڈانٹتا تھا در دلدار پہ دربان کیسا

کیا غم ہے گر وہ شوخ شب وصل سو گیا
جو کچھ مرے نصیب مین ہونا تھا ہو گیا

سوکھے ہوے جو پھول تھے جان اُن مین پڑ گئی
میری لحد پہ آگے جو وہ شوخ رو گیا

روتے مین دم نکل جو گیا اُسنے یہ کہا
دنیا مین آج نام بھی اپنا ڈبو گیا

کیسا نہال ہوکے اُٹھیگا وہ حشر مین
دل کی زمین مین عشق کا دانہ جو بو گیا

شاید عدم مین بھی کوئی دلچسپ ہے مقام
آیا نہ پھر پلٹ کے اُدھر جاکے جو گیا

ہاتھ آیا اک شگوفہ تازہ رقیب کو
محفل مین اُن کی آج مرا دل جو کھو گیا

کیا بیکسی برستی ہے میرے مزار پر
دشمن کا بھی گزر جو ہوا وہ بھی رو گیا

یہ بات ایک شمع پہ موقوف کچھ نہین
جو آیا تیری بزم مین اکجان رو گیا

روز حساب کا اُسے کیا خوف اے وفا
دامن سے اپنے داغ گنہ کے جو دھو گیا

آیا نہ پھر کے سوے عدم دوست جو گیا
کیا جانے کیا ہوا مری نظرون سے تو گیا

ممنون ہون مین اشک ندامت کے جوش کا
دم بھر مین صاف ظلمت عصیان کو دھو گیا

اچھا ہوا کہ رشک سے اغیار کے بچا
مین محو عشق ہوکے زمانے سے کھو گیا

کیون بعد وصل ایسے پشیمان آپ ہین
تقدیر مین لکھا تھا جو ہونا تھا ہو گیا

مین نے کہا تھا جان نکلتی ہے ہجر مین
اُس حیلہ جو کو روٹھنے کا حیلہ ہو گیا

آیا عدو تو اپنی عیادت کو فائدہ
نشتر ہمارے زخم پہ وہ بھی چبھو گیا

آئے نہ وہ ہزار بہت احباب نے کہا
تابوت جان نثار لحد تک چلو گیا
مجکو گلی مین دیکھ کے بولے وہ ناز سے
کیا ڈھونڈھتے ہو دل تو نہین یار کھو گیا

کب تک کریگا مادر مشفق کا غم **وفا**
جو کچھ ترے نصیب مین ہونا تھا ہو گیا

تمام رات مجھے جسکا انتظار رہا
غضب خدا وہ دشمن سے ہمکنار رہا
بہار مین یہ بڑا فضل کردگار رہا
وہ گلعذار ہمارے گلے کا ہار رہا
جو شب کا حال وہ پوچھے تو نامہ بر کہنا
تڑپ تڑپ کے ترا محو انتظار رہا
زہے نصیب کہ انکی زبان سے مینے سنا
ترا خیال مجھے آج بار بار رہا
تمہارے جاتے ہی سب چلدے جلیس و انیس
نہ ہوش سر مین نہ دل مین مرے قرار رہا
یونہین گزر گئی تقدیر سے جو رات آئی
وہ خواب ناز سے مین غم سے ہمکنار رہا
وفا پرست زمانے مین ایسے ہوتے ہین
تمام عمر غم ہجر غمگسار رہا
ہم ایسے دیدۂ و دل سے رہے مصیبت مین
اک اشکبار رہا - ایک بیقرار رہا
سلوک ہے یہ کسیکی نکیلی پلکون کا
ہمیشہ ایک نہ اک تیر دل کے پار رہا
کھلے وہ داغ کے گل جو کبھی نہ مرجھائے
مرے چمن مین سدا موسم بہار رہا
چھپا کے خاک مین چلتے ہوے سبھی دلسوز
رہا تو ایک چراغ سر مزار رہا
بھلا ہو نالۂ پر درد کا یہ سنتا ہون
کہ رات میری طرح وہ بھی بیقرار رہا
پس فنا مجھے ہوگی ہوس نہ جنت کی
اگر تمہاری گلی مین مرا مزار رہا
وہ میرے نالۂ دل سے سدا رہے بیچین
مین اُن کی شوخ نگاہی سے بیقرار رہا

جہان مین ترے عاشق ہزار ہا گذرے

وفا سے بڑھکے نہ کوئی وفا شعار رہا

دوہرا انچل اسطرح ہے سینہ پر آیا ہوا — دوسرا بادل ہو جیسے چرخ پر چھایا ہوا

ہاے کیا کمبخت سے پوچھون جواب خط شوق — قاصد آیا تو سہی لیکن ہے گھبرایا ہوا

موسم اچھا. وقت اچھا ہے پلا چلک ساقیا — وہ گھٹا اُٹھی ہے کالی ابر ہے چھایا ہوا

تم دل صدچاک کو تو دیکھتے ہو غور سے — جانتے ہو کس نگہ کی چوٹ ہے کھایا ہوا

غم کی خاطر کیا کرون جز خون دل خون جگر — یہ کوئی مہمان نیا ہے میرے گھر آیا ہوا

وہ مری رنجیدگی ظالم تری رخصت کے وقت — وہ پشیمانی کا عالم تیرا گھبرایا ہوا

یاد آتی ہے اداے انفعال صبح وصل — لب تک آیا بھی کوئی فقرہ تو شرمایا ہوا

یہ بھی کوئی بات ہے یہ بھی کوئی انداز ہے — مجھ سے چھپکر غیر کے گھر جاے گھبرایا ہوا

پختہ کاران جنون ملتے ہین اپنے عزم سے — پند زاہد سے کہین پھرتا ہے دل آیا ہوا

پی بھی جا واعظ مے گلگون پھر اس سے فائدہ — دیکھتا ہے جام کی جانب جو للچایا ہوا

ہمنے دیکھا ہے **وفا** کو قیس عامر کی طرح
جا رہا تھا سوے صحرا آج گھبرایا ہوا

معشوق مین نے اسکو بنایا تو کیا ہوا — دلکش تھا وہ جمال دل آیا تو کیا ہوا

مونس وملال ویاس ہین حرمان ہے غمگسار — وہ بت ہمارے پاس نہ آیا تو کیا ہوا

سر پہ مجھے بٹھاتے ہین اہل نظر جو ہین — تمنے اگر نظر سے گرایا تو کیا ہوا

روشن ہے اپنے سینہ مین داغ دل اے نسیم — تونے چراغ گور بجھایا تو کیا ہوا

گل نے سنی نہ ایک بھی فریاد عندلیب — نالون سے باغ سر پہ اُٹھایا تو کیا ہوا

وہ دوست کیا گلہ جو کرے اپنے دوست کا — دلبر نے میرے دلکو ستایا تو کیا ہوا

سب جانتے ہین جلتے ہین پروانے شمع پر
عشاق کو جو تمنے جلایا تو کیا ہوا

ہمکو تو عرض حال سے تسکین ہوگئی
اُنکو اگر یقین نہ آیا تو کیا ہوا

زلفون کے جال سے نہ کسی طرح بچ سکا
تیر نظر سے دل کو بچایا تو کیا ہوا

ملتے نہین ہین عاشق و معشوق کیا کبھی
ہمنے تمھین گلے سے لگایا تو کیا ہوا

مستان جام عشق تو چوکے نہ آجتک
چلکر جو تمنے حشر اُٹھایا تو کیا ہوا

دامن سے اُنکے خاک لپٹتی ہے باربار
تمنے جو عاشقون کو مٹایا تو کیا ہوا

کسکو ہے اب یہ ہوش کہ دیکھے جمال یار
برقع جو اُسنے منہ سے ہٹایا تو کیا ہوا

چھپتی نہین ہے شبیہ خیالی نگاہ سے
مجھسے جو تونے منہ کو چھپایا تو کیا ہوا

صبر و قرار تنگ ہوے اے **وفا** ترے
دیکھا کر دل جو تونے لگایا تو کیا ہوا

دل اپنا دیکے دوست کو دشمن بنالیا
خود ہمنے اُس نگار کو بد ظن بنالیا

جنت کا لطف کیون نہو عاشق کی روح کو
جب اپنا کوے یار مین مدفن بنالیا

سیر چمن کی اب ہمین پروا نہین رہی
داغون سے ہمنے سینے کو گلشن بنالیا

ہین لعل کیطرف نہین بھولے سے دیکھتا
جب دلکو اپنے لعل کا معدن بنالیا

سب سے نہ کسلیئے وہ رہے دور دوستو
جسنے کہ دل کو راز کا مخزن بنالیا

عاشق نے لوٹ پوٹ کے برق جمال پر
تیری گلی کو وادی ایمن بنالیا

کیا ہرج تھا جو دوست کا وہ بھی تھا خواستگار
ہمنے عبث رقیب کو دشمن بنالیا

مل ملکے بار بار لب لعل پر مسی
اُس شوخ نے گلاب کو سوسن بنالیا

دلکو بناکے چشم فسون گر کا آشنا
رہبر کو ہمنے آپ ہی رہزن بنالیا

دیوانگان عشق کی حالت نہ پوچھئے
مدت ہوئی کہ دشت کو مسکن بنا لیا
اس بت نے وسکے ساتھ کیا ہاے کیا سلوک
کعبے کو یکلخت دیر برہمن بنا لیا

آخر مری دعا نے دکھایا اثر وفا
سنتا ہون اُس نے غیر کو دشمن بنا لیا

ناخن رہا ہمیشہ جگر سے لگا ہوا
اچھا ہوا جو زخم وہ سب سے بُرا ہوا
زلف دوتا مین دیکھہ کے لیلی کو شانہ کش
غیرت سے شانہ وش قد مجنون دوتا ہوا
آگاہ تھا نہ ہاے مقدر کے پیچ سے
مین چھو کے اُسکی زلف اسیر بلا ہوا
وہ بزم سے اُٹھے کہ پھڑک کر یہ رہگیا
بیٹھے بٹھاے دلکو خدا جانے کیا ہوا
جسپر پڑی نگہ رگ وپے مین اُتر گئی
رکھتا نہ تیری تیغ نے تسمہ لگا ہوا
اُس بیوفا کی طرز جفا سب سے ہے جدا
مجھسے کیا جو وعدہ عدو سے وفا ہوا
صبر و قرار مجھ سے جدا ہو گئے مگر
دل سے خیال یار نہ دم بھر جدا ہوا
کیسی بہار ہے رخ رنگین یار پر
اِک پھول ہے گلاب کا گویا کھلا ہوا
گلزار کی ہوا نہ موافق ہوئی سبے مجھے
وحشت کچھہ اور بڑھ گئی سودا سوا ہوا
تیر نگاہ ناز سے اللہ کی پناہ
کسکو دکھاؤن اپنا کلیجہ چھنا ہوا
زیبا ہے جور و ظلم حسینون کو واسطے
دلکو ملا جو ہاتھ سے رنگ حنا ہوا
بیچین کر رہی ہے کھٹک اسکی بار بار
ارمان ہے کہ دل مین ہے کانٹا چھبا ہوا

کھینچا ہزار قاتل بیرحم نے وفا
دل سے مرے نہ تیر کا پیکان جدا ہوا

پاس جب تک وہ ماہ پیکر تھا
خوب چمکا ہوا مقدر تھا

دل کے ہوتے وہان مین کیون جاتا
دیر و کعبہ مین خاک و پتھر تھا

ہم کو جنت کا تھا مزا حاصل
جب دلون انکے در پہ بستر تھا

ایک اک دن تری جدائی کا
ایک اک سال کی برابر تھا

تشنہ کامون کو کر گیا سیراب
واہ کیا آب دار خنجر تھا

زندگی بھر نیاز مند رہے
سر ہمارا تھا یار کا در تھا

تیغ خود انکے ہاتھ مین دے دی
دوش پر بار اس قدر سر تھا

دل قیامت کا بیوفا نکلا
ہاے ہم کو بھی ناز کس پر تھا

ہاے ایام وہ جدائی کے
شب قیامت تھی روز محشر تھا

کچھ فلک نے تو کی نہین سازش
پہلے اتنا نہ تو ستمگر تھا

دل کو تڑپا گیا کلام وفا
ایک اک شعر اس کا نشتر تھا

کوئی سنتا ہی نہین اب تو فسانہ دل کا
راس آیا نہ ہمین ہاے لگانا دل کا

نگہ ناز سے غمزے سے خم ابرو سے
خوب آتا ہے تمھین یار لبھانا دل کا

کیا اسے بھی کوئی پروا نہ سمجھ رکھا ہے
دیکھو دیکھو نہین اچھا ہے جلانا دل کا

بال بکھراے ہوے روز نکلنا گھر سے
کھیل ٹھہرا ہے انھین اپنو پھنسانا دل کا

سامنا ہوتے ہی وہ آنکھ چرا جاتے ہین
خوف یہ ہے کہ نہ کھل جاے چرانا دل کا

چین آتا ہے کسی وقت نہ نیند آتی ہے
سچ تو یہ ہے کہ برا ہوتا ہے آنا دل کا

دلربائی کے بھی انداز غضب ہوتے ہین
انکا آنا اور ادھر ہاتھ سے جانا دل کا

عشق کے درد کو اللہ سلامت رکھے
رہ گیا ہے یہی اک دوست پرانا دل کا

نالہ دل کی بھی کچھ تم کو خبر ہے نہیں
رنگ لائیگا کسی روز ستانا دل کا

ان بتوں کی نگہ ناز سے اللہ بچائے
اسی ناوک سے اُڑاتے ہیں نشانہ دل کا

خیر ہم تو ترے کوچے سے اُٹھے جاتے ہیں
مگر ایجان ہے دشوار اُٹھانا دل کا

آپکی زلف میں یا چشم سیہ میں ہوگا
ہمسے کیا پوچھتے ہیں آپ ٹھکانا دل کا

دلدہی خستہ دلوں کی وہ بھلا کیا جانیں
اُنکو آتا ہے تو آتا ہے دُکھانا دل کا

آپکے ناز ہزاروں ہی اُٹھائے دلنے
آئینے ہائے کہا ایک نہ مانا دل کا

عشق بازی نہیں آتی جو بت کمسن کو
سیکھ لے اپنے **وفا** سے وہ لگانا دل کا

وہ شوخ جبکہ سینہ سے میرے لپٹ گیا
ارمان دل بر آیا ستارہ پلٹ گیا

وہ مست ناز بستر راحت پہ تھا دراز
دیکھا جو مجکو شرم سے بالکل سمٹ گیا

وہ رات خوب ہے جو کٹے دلربا کیساتھ
وہ دن بھلا جو لطف کی باتوں میں کٹ گیا

لطف و کرم ہو غیر پہ اور ہم پہ یوں ستم
آخر کو ایسی باتوں سے دل اپنا پھٹ گیا

وہ سخت جان ہوں کٹ نہ سکی اک رگ گلو
شہ رگ پہ آکے آپکا خنجر اُچٹ گیا

وعدے کا اعتبار میں ایسے کا کیا کروں
گھر آتے آتے میرے وہ کافر پلٹ گیا

اپنی وفا بھی کام نہ کچھ آئی اے **وفا**
وہ کیا بگڑ گیا کہ زمانہ پلٹ گیا

غم دنیا کی میں ہر حال میں پروا نہیں کرتا
ذرا غمگین نہیں ہوتا ہوں فکر اصلا نہیں کرتا

جھکا دیتا سر تسلیم کو ہوں پیش دشمن بھی
زمانہ گو یہ کہتا ہے کہ میں اچھا نہیں کرتا

کسی کی مہربانی کی نہیں ہے کچھ خوشی مجکو
نگاہ خشم دشمن کی بھی میں پروا نہیں کرتا

مرا اک دن بھی آنا ہو گیا دو بھر بہت اچھا
مزا یہ ہے کہ ہین ہفتہ مین بھی آیا نہین کرتا

مگر برعکس اسکے ہو گئے ہین آجکل خوگر
وہ کب وعدہ نہین لیتے ہین کب ایفا نہین کرتا

عدو پر مہربان ہو کر مجھے ترساتا ہے ترسا
ترے ترسانیکی پروا بت ترسا نہین کرتا

ترحم چاہیئے دل مین زبان مین چاہیئے نرمی
درشتی مجھ سے تو کرتا ہی یہ اچھا نہین کرتا

جواب نامہ قاصد نے جو مانگا تو وہ یون بولے
رسید خط مین ایسے ویسون کو لکھا نہین کرتا

ندے پیر مغان مجکو مبارک تیری مے تجکو
گدائے میکدہ اک جام کی پروا نہین کرتا

ترے اوصاف کے اذکار تو کرتا نہین دشمن
جفاکاری کا تیرے وہ کہان چرچا نہین کرتا

وفا کو لاکھ سمجھایا کئے احباب کیا کیجے
نچھوڑی عاشقی اُس پر بھی یہ اچھا نہین کرتا

جب تک نہ اُنسے آنکھ لڑی شاد حال تھا
یہ کاہشین تھین دلکو نہ رنج وملال تھا

خوشحال پایا اسکو جو خوش اعتدال تھا
کامل ہوا ہلال تو آخر زوال تھا

وہ میرے بعد مرگ ہوئے ہین جو چشم نم
پوچھے تو کوئی پہلے نہ اس کا خیال تھا

دشوار جانتے تھے جسے وہ سہل تھا بہت
آسان جسکو سمجھے تھے بالکل محال تھا

افتادگی مین بھی نہ گئین وضعداریان
گو دل تھا پائمال مگر رخ بحال تھا

رہتا نہین زمانہ کبھی ایک رنگ پر
دیکھا تو مہر و مہ کو بھی آخر زوال تھا

فرماتے ہین خبر مرے مرنیکی سنکے وہ
اللہ بخشے اسکو بڑا خوش خصال تھا

ہم ترک کرکے عشق جو گوشہ نشین ہوئے
معلوم ہو گیا کہ وہ مہمل خیال تھا

وہ ہمسے بیوفائی کرین سہل تھا بہت
ہم اُنسے ترک عشق کرین یہ محال تھا

وہ شکوہ جفا یہ کہتے ہین صاف صاف
کیون دل لگاتے وقت نہ اسکا خیال تھا

بس مہربان مجکو نہ باتون مین ٹالیئے
اُس کا جواب دیجیے جو میرا سوال تھا

ملنے گئے تھے ہم بھی وفا سے تو آج ہی
سودائیون کے رنگ مین وہ باکمال تھا

پوچھو نہ یہ کہ وصل مین کیا کیا مزا ہوا
حاصل ہمارے دل کا سبھی مدعا ہوا

ساقی کھڑا ہے سامنے ساغر لیئے ہوے
لیکن مجھے ہے خوف قیامت لگا ہوا

رکھتا ہے میرے حلق پہ قاتل جو بار بار
کیون آج تیرے خنجر بران کو کیا ہوا

قاتل کو میرے قتل کا اللہ رے اشتیاق
پھرتا ہے قتلگہ مین مجھے ڈھونڈتا ہوا

اُڑتا نہین ہے طائر رنگ حنا کبھی
ہے یہ پرند آپکے ہاتھون پلا ہوا

جوش طرب سے غنچہ دل کھل گیا ادھر
بند قبا جوان کا شب وصل وا ہوا

چھپتی نہین ہے بات زبان سے کہی ہوئی
رکتا نہین ہے تیر کمان سے چلا ہوا

دل پس گیا جو اپنا نہین اسکا غم ہمین
اچھا ہوا کہ خاک رہ دلربا ہوا

خود اپنے دل مین آپ ہی انصاف کیجیے
کسدن وفا سے آپ کا وعدہ وفا ہوا

کسی کی یاد نے اسدرجہ بیقرار کیا
کہ موت کا بھی شب غم نہ انتظار کیا

یونہین ہمیشہ رہی اُن کی آج کل پرسون
تمام عمر یونہین مین نے انتظار کیا

جو تجھپہ بس نہ چلا کچھہ نہ غیر پر قابو
تو دلپہ جبر محبت مین اختیار کیا

جھڑک کے بولے کہ یہ گرمیان نہین اچھی
گلے لگا کے اُنہین وصل مین جو پیار کیا

یہی زبان تمہاری ہے غیر کی جھوٹی
اسی پہ مین نے بھروسا ہزار بار کیا

نہ کھاؤ عذر وفا پر قسم رقیبون کی
یقین مین نے کیا دل نے اعتبار کیا

وفا ٹھکانے لگی آج کچھ مری محنت
کہ اس نے چاہنے والون مین تو شمار کیا

پہلو سے میرے وہ دل شیدا نکل گیا
اچھا ہوا کہ ایک تو کانٹا نکل گیا

رخصت ہوا شباب کے ہمراہ ناز حسن
سر سے غبار نشہ صہبا نکل گیا

دشمن سبھی مجھے نکالتے کیا بزم ناز سے
لیکن بپاس خاطر والا نکل گیا

پھنسکر تمہاری زلف مسلسل کے دام مین
سو بار طائر دل اعدا نکل گیا

تھا بیوفائی کا نہ گمان دلپہ اے وفا
قابو سے کیون یہ نازونکا پالا نکل گیا

ناز سے ہاے شب وصل وہ آنا تیرا
رخ پر نور وہ آنچل مین چھپانا تیرا

آئینہ دیکھ کے ہو جاتی ہین آنکھین نیچی
میری نظرون مین ہے ابتک وہ زمانا تیرا

سانپ سا لوٹ گیا دل پر اگر یاد آیا
مسکراتے ہوے چھاتی سے لگانا تیرا

کیا تماشا ہے کہ تو دیر مین تو کعبے مین
پھر کسی جا نہین ملتا ہے ٹھکانا تیرا

وہی ہوتا ہے جو قسمت مین لکھا ہوتا ہے
کام خاک آئے گا یہ اشک بہانا تیرا

یاد آتا ہے تو دل تھام کے رہجاتا ہون
ہاے شوخی سے وہ آنکھون کا لڑانا تیرا

خوگر جور ہون مین عادی بیداد ہے تو
کم نہین لطف و کرم سے یہ ستانا تیرا

ہاے وہ غیر سے شکوے سر محفل پیہم
دیکھتے ہی مجھے وہ بات بنانا تیرا

اُڑتی اُڑتی سی خبر میری بھی پہونچا دینا
اے صبا اُسکی گلی مین جو ہو جانا تیرا

وہ غم ہجر مین رہ رہ کے تڑپنا ایدل
مین نہ بھولا ہون نہ بھولون گا فسانا تیرا

تھام لیتا ہون کلیجہ اگر آتا ہے یاد
ناوک ناز وہ سینے پہ لگانا تیرا

ایک دن خون بہائےگا دل عاشق کا — لب لعلین پہ مستی کا جمانا تیرا

جان عشاق پہ ڈہاتا ہے بلائین تازہ — کھول کر بال لب بام پہ آنا تیرا

دیکھ جائیگا نہ خالی کبھی اوبانی جور
ان وفاؤنپہ وفا کو یہ جلانا تیرا

ہے جوش پر شباب بت خوش جمال کا — رنگ آجکل ہے اور ہی کچھ چال ڈہال کا

ہر ایک بزم مین ہے اسی شعروکا ذکر — چرچا ہر اک چمن مین اُسی نونہال کا

افسوس دل کے ساتھ گئی جان زار بھی — آغاز عشق نام ہے اپنے مآل کا

بے عیب کوئی حسن نہ دیکھا جہان مین — ہے دامن کمال پہ دہبہ زوال کا

قدر ہنر ہی آہ زمانے سے اُٹھ گئی — کس منہ سے نام لے کوئی کسب کمال کا

آئینہ لیکے دیکھ لو صورت خطا معاف — کیا پوچھتے ہو حال دل پر ملال کا

افضل وہی بشر ہے فرشتون سے اے وفا
پیدا ہو جسکے قال مین بھی رنگ حال کا

مین نظر مین اک جہان کی نہ ذلیل خوار ہوتا — وہ جفا شعار ظالم جو وفا شعار ہوتا

مین جہان کے مہوشون پر نہ کبھی نثار ہوتا — مجھے اپنے دلپہ یارب اگر اختیار ہوتا

نہ ملو رقیب سے تم جو کہا تو روٹھہ بیٹھے — نہ محبت اُس سے ہوتی نہ یہ حال زار ہوتا

جو وہ بکھرے بالون ہوتا لب بام جلوہ فرما — تو ہر اک کا خون ناحق سر رہگذار ہوتا

جو یہ اے وفا ستاتا غم ہجر یار مجھکو
تو مرے کہے مین اپنا دل بیقرار ہوتا

ہے وفا آدمی ٹھکانے کا — بھٹکتا بھکتا یا اک زمانے کا

یہ بہانا نہین نہ آنے کا
صاف فقرہ ہے آزمانے کا

دشمن جان ہوا ہون پھر اپنا
پھر ارادہ ہے دل لگانے کا

بجلیان میرے دل پہ توڑے گا
ہاے انداز مسکرانے کا

تم سما جاؤ میری آنکھون مین
صاف رستہ ہے دلمین آنے کا

موت بھی ہجر مین نہین آتی
اب ارادہ ہے زہر کھانے کا

بن رہے ہین وہ میرے دیوانے
ہے یہ تعویذ اک سیانے کا

جذب دل مین بھی کچھ سکت نہ رہی
نام لیتے نہین وہ آنے کا

ق

رکھ کے بھیجا جو خط مین بہر جواب
اک ٹکٹ مینے آدھ آنے کا

اُس ستمگر نے یون جواب دیا
میرے دکھ درد کے فسانے کا

مارا قاصد کو خط کیا پرزے
یہ نتیجہ ہے دل لگانے کا

لاکھ مین لاکھ بار کہدون گا
تجکو لیکا ہے دل چرانے کا

کائیان ہے اگر وہ شوخ وفا
مین بھی آزاد ہون زمانے کا

مجھ سے جدا جو میرا دل آزار ہوگیا
جینا ہوا یہ حال کہ دشوار ہوگیا

اچھا وہ ہوسکیگا نہ ہرگز علاج سے
الفت مین ان بتون کی جو بیمار ہوگیا

آزاد اسی کو کہتے ہین سچ پوچھیے اگر
الفت کے دام مین جو گرفتار ہوگیا

جو دوست تھا وہ ہوگیا دشمن کیا ہوا
دشمن جو تھا ہمارا وہ غمخوار ہوگیا

کیا جانئے کہ یاد مجھے آئیگا یہ کیا
مضطر جو آج مرا دل زار ہوگیا

کانٹے کی طرح دوست کھٹکتے ہین آنکھ مین
انکے گلے کا جب سے عدو ہار ہوگیا

غیر ونکو اُس سے خوش کبھی ہونا نچاہیے
اگر وہ مجھ سے گر میرا دلدار ہو گیا

کیا فکر واقعات گزشتہ سے فائدہ
چلنے کو جبکہ قافلہ تیار ہو گیا

ثابت قدم رہا نہ وہان کوئی مدعی
جسوقت گرم قتل کا بازار ہو گیا

اُلجھن بڑھی ہوئی ہے تیری کس کیواسطے
کیا تیرا طرہ طرار ہو گیا

تیر نگاہ ناز کی تاثیر سے وفا
کانٹا بھی گل کی طرح دل افگار ہو گیا

ردیف باے عربی

مین کیا کرون بلا سے جو تو مہربان ہے اب
وہ ولولے وہ اپنی طبیعت کہان ہے اب

وہ ہو چکے رقیب کے گوشہ گزین مین ہم
جو راز درمیان مین نہان تھا عیان ہے اب

وہ ہمکو یاد کرتے ہین ہم اُن سے بے خبر
اُلفت پہلی چاہ کا باقی نشان ہے اب

سودا ہے زلف و خال سے نفرت سی ہو گئی
گزرا ہوا فسانہ ہے یادستان ہے اب

پہلا سا اپنا حال نہ اپنا خیال ہے
وہ خواب خوشنما تھا جو خواب گران ہے اب

آرام کا نشان نہین مدت سے اپنے پاس
ہم جانتے نہین ہین کہ راحت کہان ہے اب

کچھ انقلاب دہر کی خوبی نہ پوچھئے
اُجڑے ہوے مکان کا یہ نہین نشان ہے اب

دل پیچکے ہو داغ جگر ہے ہمارے پاس
منظور ہو تو لیلو یہی ارمغان ہے اب

بیکار اے وفا گئی تیری وہ وفا
وہ رات پوچھتے تھے عمر خان کہان ہے اب

ردیف باے فارسی

پوچھتے ہین کرکے نگاہ سے آپ — باز آئے ہین میری چاہ سے آپ

اسقدر ادعا سے حسن اجی — بڑھ کے کیا ہونگے مہر و ماہ سے آپ

ہو ہی جاوے گا کچھ اثر اسکا — خوف کیجیے ہماری آہ سے آپ

آپ کی قدر یہ نہ تھی پہلے — کچھ ہوے اور میری چاہ سے آپ

بال بکھرے ہوے ہین چہرہ فق — آتے ہین کسکی خوابگاہ سے آپ

اعتبار اور رقیب کا کیا خوب — بچکے چلئے گا اسکی راہ سے آپ

اے وفا قدر آپ کی کیا ہو
جب گرے اپنی بھی نگاہ سے آپ

ردیف تاے فوقانی

تڑپا کیا ہے یہ دل بسمل تمام رات — آنا نہ تھا نہ آیا وہ قاتل تمام رات

منت ہماری اور وہ اسکی نہین نہین — برہم رہا وہ راہزن دل تمام رات

کچھ لذت وصال زیادہ نہ پوچھیئے — المختصر تھے ہاتھ حمائل تمام رات

قسمت سے عمر بھر مین ملی تھی شب وصال — افسوس نیند مین رہے غافل تمام رات

دریاے غم سے پار ہوئی بھی تو کیا ہوا — اندوہ مین کٹی لب ساحل تمام رات

مہمان اس نے ہمکو بلایا تو کیا ہوا — اغیار بھی رہے وہین شامل تمام رات

جو مدعاے دل تھا وفا سب ہوا حصول
مہمان رہا وہ حور شمائل تمام رات

ردیف تاے ہندی

تاک کر آپ نے لگائی چوٹ
یہی دل تھا کہ جس نے کھائی چوٹ

ہے نتیجہ یہی محبت کا
دیکھے دل دلگی کی کھائی چوٹ

جور کب تک سہون حسینون کے
زندگی بھر ہے دلپہ کھائی چوٹ

وار خالی گیا نگہ کا جب
بولے کمبخت کہ نہ آئی چوٹ

تیری ضرب نظر کا کیا کہنا
جانچکر تاک کر لگائی چوٹ

کیا ملین تجھ سے اوبت کافر
دلپہ ہے اگلی بیوفائی چوٹ

بیخبر اس مزے سے ہے واعظ
کب حسینون کی تونے کھائی چوٹ

جسنے کی عاشقی یہی دیکھا
توبہ کی عشق سے وہ پائی چوٹ

اے وفا ہم ہین اور تنہائی
ہے حسینون کی دلربائی چوٹ

کیون نہین پیمانہ چلتا کیون ہوئی محفل اچاٹ
رند بھی ہے سرنگون ساقی کا بھی ہے دل اچاٹ

ہاتھ جب اوچھا پڑا گردن پہ اس سفاک کا
قتلگہ مین ہوگیا ہے کچھ دل بسمل اچاٹ

قتل ہونے آئے تھے سرباز کس کس شوق سے
ہوگیا ہنگامہ سے لیکن دل بسمل اچاٹ

وصل کی شب آپ کیون دلگیر ایسے ہوگئے
کیا خطا مجھ سے ہوئی کیون ہوگیا ہے دل اچاٹ

دل ڈرا جاتا ہے کچھ فکر امید وھم مین
بیٹھے ہین عشاق تیرے اوبت غافل اچاٹ

ان حسینون کی ملاقاتون مین وہ صدمہ سہے
گوشہ تنہائی مین بھی اب نہین ہے دل اچاٹ

آج دیکھا تھا وفا کو یاد مین اس شوخ کی
غرق بحر فکر بیٹھا تھا لب ساحل اچاٹ

ردیف ثائے مثلثہ

غم فرقت سے مضطر ہے دل ناشاد عبث
سننے والا نہین کوئی تو ہے فریاد عبث

نام کو بھی جو نہین رحم بتون کے دل مین
قتل عشاق مین تاخیر ہے جلاد عبث

باغ دل جسکا ہو سرسبز وہی ہوگا نہال
سبکو معلوم ہے سختی کاوش شداد عبث

باغ مین روح تو بلبل کی پہونچ سکتی ہے
بند کرتا ہے قفس مین اسے صیاد عبث

وہی ہوتا ہے جو قسمت مین لکھا ہوتا ہے
شب فرقت مین ہے فریاد سے فریاد عبث

کوہ کن دید نگر کاہ برآورد آخر
ہم تو یہ کہتے ہین تھی محنت فرہاد عبث

دوستون نے تو کہو فائدہ کیا پہونچایا
غیرون سے کرتے ہو تم شکوہ فریاد عبث

جبکہ پابند ہے غیرون کی محبت مین وہ شوخ
لوگ کہتے ہین وفا سرو کو آزاد عبث

یان کے پھولون سی تو کانٹے ہی کچھ اچھے ہین وفا
گلشن زیست سے ہم کرتے ہین دلشاد عبث

ردیف جیم تازی

مین نے جو انہین وصل پہ مجبور کیا آج
کہنے لگے نازل ہوئی کیا تجھ پہ بلا آج

آتی ہے یہ مجکو در جانان سے صدا آج
دیکھو کوئی دروازہ پہ سائل ہے نیا آج

لونگا مین ہر ایک جور کا کل حشر مین بدلا
ظالم مجھے جتنا ترا دل چاہے ستا آج

مین بھی ہون کمر باندھے ہوئے چلنے کو تیار
گر تجکو اجل سامنے آنا ہے تو آ آج

مدت سے جہان شایق دیدار ہے تیرا
گھونگٹ کو ذرا بہر خدا رخ سے ہٹا آج

یکتائی کا گر اُس بت خود سر کو ہے دعویٰ
کہدو کہ رخ آئینہ مین دیکھے وہ ذرا آج

ہان وہ تو سہی لے بت بے پیر مین تجکو
گھر غیر کے جانیکا چکھاؤن گا مزا آج

مے پینے پلانے مین عبث دیر ہے ساقی
کیا زیر فلک چھائی ہے گھنگھور گھٹا آج

سو نے دئے ہین مدت کے تھکے ماندے مسافر
للہ ہین صور قیامت نہ جگا آج

سر سے مرے جاتی رہی جنت کی بھی پروا
کھائی ہے جو دلدار کے کوچہ کی ہوا آج

دل خون ہوا جاتا ہے دیکھے سے ہر اک کا
کیا رنگ ہے لائی کف رنگین پہ حنا آج

مین نے شب ہجران کا کیا اُن سے جو شکوہ
فرمانے لگے مجھ سے نکر فکر ذرا آج

کسطرح نہو دل مرا مست مئے الفت
دیکھی ہے کسی نرگس میگون کی ادا آج

آئی ہے نظر اُس گل رعنا کی جو صورت
ہے باغ دل اپنا چمنستان سے سوا آج

کیون کر گل مضمون نہ جھڑین شاخ قلم سے
آئی ہے طبیعت مری زورون پہ **وفا** آج

دنیا سے کچھ نرالا ہے اُس یار کا مزاج
ہے لحظہ لحظہ اور جفاکار کا مزاج

انداز و ناز کے تو جداگانہ رنگ ہین
لیکن نہین بدلتا ہے انکار کا مزاج

ہر وقت پوچھتے ہین طبیعت تو ٹھیک ہے
مین لاؤنگا کہان سے یہ ہر بار کا مزاج

آیا ہمارے گھر مین تو تیور ہی اور ہین
بدلا ہوا ہے کچھ بت عیار کا مزاج

پٹی پڑھائی ایسی رقیبون نے کچھ اُسے
پلٹا نہ جس سے شوخ دل آزار کا مزاج

واعظ مین تیری سحر بیانی تو جانون جب
آجائے راہ پر جو ستمگار کا مزاج

دم بھر مین آپ اور سے کچھ اور ہو گئے
اقرار تھا ابھی۔ ابھی انکار کا مزاج

گھر آکے میرے پوچھتے ہین یون وہ میرا حال
ہے جیسے پوچھتا کوئی بیمار کا مزاج

بس اک نگاہ لطف پہ صحت ہے منحصر
کہدو وہ پوچھین گر دل بیمار کا مزاج

صیاد کیا رہائی کی ہوگی مجھے خوشی
ملتا نہین ہے مالک گلزار کا مزاج

ہر لمحہ انقلاب کی کچھ حد نہین رہی
شوخی نہین یہ ہے کسی میخوار کا مزاج

ظالم ہے وقت نزع ترحم کا ہے مقام
کیا پوچھتا ہے طالب دیدار کا مزاج

مدنظر ہے اُنسے صفائی مگر پھر اب
وہ پوچھنے گئے ہین جو اغیار کا مزاج

ابرو پہ بل ہے چین جبین ہی سبب ہے کیا
بگڑا ہوا ہے آج جو سرکار کا مزاج

اسکی جفا سے ہم تو لب گور ہو گئے
کیا پوچھنے کو جائین دل آزار کا مزاج

اپنی وفا کی جب نہین پروا **وفا** اُسے
کیون پوچھین جا کے شوخ جفا کار کا مزاج

لائی ہے جو بوئے گیسوے جانان کی اُڑا آج
اترائی ہوئی پھرتی ہے کیا باد صبا آج

آجا مرے بستر پہ تو اے ماہ لقا آج
قدم سے طالع خفتہ کو جگا آج

ہے بام پہ وہ رشک پری جلوہ نما آج
دیکھین تو بھلا آئی ہے کس کسکی قضا آج

مین ناصیہ فرسا جو ہوا در پہ تمہارے
رفعت مجھے حاصل ہوئی گردون سے سوا آج

سر سے مرے جاتا رہا اندیشۂ فردا
ساقی نے پلائی جو ہے ہوش ربا آج

برباد کیا گل کو اُسے باد خزان نے
جو پھول کہ صحن چمنستان مین کھلا آج

فرماتے تھے وہ وعدہ وصلت پہ سدا کل
بس روٹھ گئے مین نے جو اُنسے یہ کہا آج

جی کھولکر اپنا مین کرون شکوۂ ہجران
آجاے اگر وہ بت بے مہر و وفا آج

کب سے دل مشتاق ہے خواہش زدۂ وصل
کر دل مین صنم تو ہی تو انصاف ذرا آج

آنیکا کیا ہے کسی گلرو نے مگر قصد
بلبل چمنستان مین جو ہین نغمہ سرا آج

آتے ہین وہ اب رخ سے نقاب اپنی الٹکے
ہونیکو ہے محفل مین بس اک حشر بپا آج

کھایا ہے مگر خار بہت ہم پہ صبا نے
لاتی جو نہین بوئے سر زلف دوتا آج

ہر ایک مین کل مجھکو بھی بدنام کروگے
کرتے ہو جو تم مجھسے رقیبون کا گلا آج

لالے نہ پڑین جینے کے کیونکر شب فرقت
وہ رشک چمن ہے مری نظرون سے جدا آج

اس وعدہ خلافی کی کوئی حد بھی ہے آخر
ہر تذکرۂ وصل پہ کہتے ہو سدا آج

چھائی ہے نظارے سے تری بیخودی ایسی
حیرت سے ہوا جاتا ہون نقش کف پا آج

دہوکے مین وفا اس بت پرفن کے نہ آنا
وہ لاکھ کہے تجکو گلے مل لے ذرا آج

ردیف جیم فارسی

اپنی نظر مین ہے چمن روزگار ہیچ
یہ گل ۔ یہ غنچہ ۔ اور یہہ باغ وبہار ہیچ

یہ ہے خیال وعدہ پہ وہ آئین گے ضرور
اور دل یہ کہہ رہا ہے ترا انتظار ہیچ

ہم تیرے جور وظلم سے گھبرا نہ جائینگے
تیرے ستم ہین دشمن صبر و قرار ہیچ

وعدے ہوئے ہزار وفا اک نہین ہوا
اب ہم سمجھتے ہین ترے قول و قرار ہیچ

واعظ یہ رند تیرے نہ بھرون مین آئینگے
تیرے یہ وعظ و پند ہین اسے ہیچکار ہیچ

مرنیکے بعد نام و نشان سے صفا کیا
لوح مزار کیا ہے نشان مزار ہیچ

وہ جانتے نہین کہ وفا کس کا نام ہے
ان کا کرم ہے ہیچ وفا انکا پیار ہیچ

ردیف حاے حطی

جنکی آنکھین دیکھتی ہین جلوۂ رخسار صبح
ہے انہین کیواسطے سب برکت و انوار صبح

کی ہوئنگی زلف مین پیدا ہوئے آثار شام … رخ پہ جب غازہ ملا پیدا ہوئے آثار صبح

شام فرقت اسلیئے آہون ز باندہی سے ہوا … زلف سب سر کے کہین ہو جلوہ گر رخسار صبح

بارش مضمون ہے کیا کیا وصف رشتے یار مین … یون کبھی برسا نہو گا ابر گوہر بار صبح

تیرے جلوے سے ہے بزم حسن گرمائی ہوئی … جسطرح خورشید سے ہو گرمئ بازار صبح

سونے والونسے یہ کہتے ہین فرشتے ہوشیار … ہاتھ سے جانے نہ پائے دولت بیدار صبح

بات کوئی بھی تری قابل بھروسے کے نہین … شام کا اقرار دیکھا سن لیا انکار صبح

خواب سے انکو جگا نیکی ملے خدمت مجھے … دے مرے اللہ مجکو طالع بیدار صبح

کھیلتے پھرتے ہین جو باد سحر سے خوبرو … ہے بجا کہیئے اگر انکو گل گلزار صبح

رخ سے گیسو جبکہ سرکے غل ہوا عشاق مین … رات کا پردہ اٹھا پیدا ہوئے آثار صبح

ہے ستارون سے یونہی رونق شب تاریک کی … جسطرح پھولون سے ہو آراستہ دربار صبح

وصف گیسو گر کرون ہو جائے عالم شام کا … ذکر ہو رخ کا تو پیدا ہون ابھی آثار صبح

ہجر کی شب چاہیئے ایدل خیال روئے یار … ورنہ پیدا ہو نہین سکتے کبھی آثار صبح

پھرتے ہین آنکھون مین ابتک وصل کی لیل و نہار … ہائے وہ لطف سواد شام وہ انوار صبح

اے **وفا** کاٹے نہین کٹتی ہے یہ فرقت کی رات
جان آجائے جو ہون پیدا کہین آثار صبح

وقت رخصت کیا کہون حال دل بیمار صبح … گریہ بے اختیار و نالہ ہائے زار صبح

وصل کی شب شام ہی سے ہین عیان آثار صبح … یا الہی بڑھ گئی ہے کس قدر رفتار صبح

وصل کی شب کیا قیامت ہے نمود روز ہجر … ہین سواد شام فرقت سر بسر انوار صبح

جلوہ اس یوسف کا آتا ہے نظر خورشید مین … کوئی میرے دلسے پوچھے گرمئ بازار صبح

وصل کی شب شام سے کھٹکا ہے روز ہجر کا
یاالٰہی حشر تک پیدا نہون آثار صبح

ہو بڑے وعدون کے سچے واہ واکیا بات ہے
شام کی تقریر کیا تھی اور کیا اقرار صبح

آج وہ مہمان ہین تو گھر مین ہے کیا کیا بہار
خوشنما رنگ سحر سے ہے عجب گلزار صبح

وصل کی شب بھی نہین آرام دیکھا ہائے ٹلے
کچھہ ابھی سے خاطر برہم کو ہین انکار صبح

کیا وفائے وعدہ کی امید اُنسے اے وفا
شام ہوتے ہی بدل جاتے ہین سب اقرار صبح

ردیف خاے معجمہ

خوب ہم سمجھے ہوے ہین شوخئ رفتار چرخ
شیوۂ مکر و دغا ہے ابتدا سے کار چرخ

کون ہوگا اس ستم پر یار اور غمخوار چرخ
خود ستمگر اور پر بیداد ہے رفتار چرخ

ہین سراسر بر خلاف اس بیوفا کے قول و فعل
پردۂ اقرار مین ظاہر ہے خود انکار چرخ

اسکی نیرنگی سے نالان اک زمانہ آج ہے
ایسی صورت مین بھلا ہوگا کوئی غمخوار چرخ

لیکے ڈوبیگا جہان کو ساتھہ اپنے ایک دن
ہین خرابی کے نشان اطوار ناہنجار چرخ

سخت جانی سے مری ظالم نہ سربر ہو سکا
سیکڑون جھیلے ہین صدمے سیکڑون ہی وار چرخ

کچھہ نہ کچھہ تو ہو رہیگا خوب و زشت انجام کار
راتدن گردش مین ہے یہ گنبد دوار چرخ

میری بربادی کے درپے ہین مہ و آسمان
اسکی چالین اور ہین کچھہ اور ہے رفتار چرخ

اس ستمگر کا نہین دنیا مین کوئی دوستدار
ایک مین کیا کل جہان ہے شاکی آزار چرخ

میکشون کا راتدن رہتا ہے ساغر دور مین
کیا برا ہے گر کہین رندونکو ہم میخوار چرخ

کیجئے گلہائے انجم کے نظارے وقت شب
واہ کیا پھولا پھلا ہے چرخ پر گلزار چرخ

ورد مندونکو گھڑی بھر چین سے رکھتا نہین
اسقدر ہے فتنہ گر اب پیر دل آزار چرخ

ایسے ظالم کا کوئی ہمدرد ہوگا کیا بھلا
کون نکلیگا زمانے بھر مین یارب یار چرخ

نیست ونابود یہ بھی ایک دن ہوجائیگا
چند روزہ اور ہے یہ گردش و رفتار چرخ

وہ گئے دن جبکہ یہ مانوس تھا اورونکی ساتھ
بیکسونکو اب ستانا ہوگیا ہے کار چرخ

ظلم مین پیر رہتے ہے یہ اُس بیوفا کا اے **وفا**
راستی پر آئے کیا رفتار کجرفتار چرخ

ردیف دال مہملہ

بھولے ہوئے ہین یاد مین اُسکی خدا کی یاد
کیا کیا ستم نہ توڑے گی اس بیوفا کی یاد

فرقت کی شب مین ہوش کا مطلق نہین ہے غم
ہان بھولتی نہین ہے دل بیونا کی یاد

مرقد مین نیند چین سے ہرگز نہ آئیگی
وان بھی ستائیگی کسی شیرین ادا کی یاد

کیا وجہ رات بھر مری ہچکی رُکی نہین
کس نے کیا تھا یاد یہ ہے کس بلا کی یاد

بھولے سے اب تو یاد وہ کرتے نہین مجھے
پوچھے تو کوئی کیا ہوئی وہ ابتدا کی یاد

لطف و کرم کا خواب بھی دیکھا نہین کبھی
بھولونگا مین نہ آپکے جور و جفا کی یاد

ساقی شراب ناب ہے زہر آب اب مجھے
بیچین کر رہی ہے کسی مہ لقا کی یاد

مصروف رات دن ہین وہ اب تو بناؤ مین
آئینہ کی طلب ہے کبھی ہے حنا کی یاد

آخر کو جذب دل نے دکھا ہی دیا اثر
سنتے ہین اب کہ شام و سحر ہے **وفا** کی یاد

بیان حال کو باقی نہین زبان صیاد
نہ کام آسکے مرے نالہ و فغان صیاد

چمن کی ہم کو خبر کچھہ غرض نہ گلشن سے
بلا سے اپنی ہے گر موسم خزان صیاد

دعا مین میری اثر ہے نہ آہ مین تاثیر
تجھے بھی کچھ نہین بھاتا مرا بیان صیاد

کسی بہار کے موسم مین ہم تھے گلشن مین
قفس مین بند ہین ایسی چلی خزان صیاد

ترانے یہ جیسے لاکھون ہی یاد تھے مجکو
قفس مین بند ہوئی ہے مری زبان صیاد

خزان سے مجکو غرض ہے نہ ہی بہار سے کام
ستا رہا ہے کچھ ایسا غم نہان صیاد

یہ کہکے عمر گزاری تجھے نہ رحم آیا
کبھی تو سُن لے مری غم کی داستان صیاد

کبھی قفس کو جلادیگی۔ تجھکو پھونکیگی
جو میرے سینہ مین آگ ہے نہان صیاد

نشان بلبل بیکس مٹا رہا ہے وفا
خدا کرے یونہین ہو جائے بے نشان صیاد

ردیف ذال معجمہ

ہمنے سو بار انھین لکھہ لکھہ کے بھیجا کاغذ
پر نہ اُس شوخ کو لکھنا تھا نہ آیا کاغذ

مٹگئے حرف بھی سب میرے مقدر کیطرح
مینے جب اُس بت نوخط کو ہے لکھا کاغذ

اور قاصد کی زبانی نہ ملی کوئی خبر
صرف اتنا کہ عدو نے ہے یہ بھیجا کاغذ

دل سوزان کی حقیقت جو لکھی تھی مین نے
لیکے قاصد سے مرا اُس نے جلایا کاغذ

اسکے ہر حرف سے کچھہ بوے وفا آتی ہے
جانے اُس شوخ نے کس دھیان مین لکھا کاغذ

اسنے لکھا ہے کہ اب چھوڑ دو میری چاہت
خط نہین آیا یہ آیا ہے قضا کا کاغذ

یہ سنا ہے کہ عدو کل سے پریشان ہی بہت
جب یہ معلوم ہوا ہے تھا وفا کا کاغذ

ہاتھ آیا ہے کسی رشک قمر کا تعویذ
جانے یہ سحر کا ہے یا کہ نظر کا تعویذ

حرز جان اسکو بنائے ہوئے رکھتا ہون مین
جب سے ہاتھ آیا ہے اس شوخ کے در کا تعویذ

کیا کرون لیکے کسی عامل و کامل کا عمل
مل رہیگا کبھی آہون کے اثر کا تعویذ

غیر نے لا کے دیا ہے عمل بغض کا نقش
اور کہتا ہے کہ ہے تیغ و تبر کا تعویذ

وصل کی صبح خفا ہو کے وہ فرماتے ہین
کیا ہوا ہائے غضب۔ وہ مرے سر کا تعویذ

اے مریجان سب تجھے خواہش ہو تو لادونگا مین
ایک سے ایک زیادہ ہے اثر کا تعویذ

بارک اللہ یہ خوبی یہ جمال زیبا
چاہیے تجکو مریجان نظر کا تعویذ

اسکے ہم چھیڑنے کو روز کہا کرتے ہین
تو خبر لے تری چوٹی سے وہ سر کا تعویذ

خط نہین لایا یہ قاصد نے مریجان آئی
ہاتھ آیا ہے مسیحا کے یہ گھر کا تعویذ

اے دل زار حسینون کی محبت ہے عبث
گر نہین پاس ترے زور کا زر کا تعویذ

خاک در ہاتھ کسی غیر کی آئی شاید
کہ بنایا ہے اسے تمنے نظر کا تعویذ

کیا کرون مین کسی عامل سے کہین ملکے وفا
مجکو کافی ہے مرے زور کا زر کا تعویذ

ردیف رائے مہملہ

چلا جب وہ سینے سے میرے نکلکر
تو دامان غم دل نے پکڑا اچھل کر

مرا حال اچھا جو دیکھا تو دیکھا
کسی نے زمانے کو آنکھین بدل کر

قدم خود لئے قیس نے آکے میرے
گیا جب مین صحرا کو گھر سے نکلکر

ہمارا ہی دل تھا کہ کی قدر غم کی
بہت غم ہوا غم کو دل سے نکلکر

کہین رنگ لاے نہ قسمت آلہی — وہان آج جاتا ہون صورت بدلکر
مرے قتل کی جب کسی نے خبر دی — وہ افسوس کرنے لگے ہاتھ ملکر
غضب ہے کہ دامن رقیبون نے پکڑا — مین جب اُٹھ چلا اُنکی محفل سے جلکر
خوشی سے مین روتا ہون اُنکی گلی مین — کہ گرتے ہین دشمن ہمیشہ پھسلکر
نظر آئی جب شام فرقت کی صورت — مرے سینے مین رہگیا دل دھلکر
سنا دون اگر حالت سوزش دل — ابھی موم ہوجاے پتھر پگھلکر
جو دیکھے کبھی میرے خورشید رو کو — فلک خاک ہوجاے دم بھر مین جلکر
مین خود چارہ گردان تو جاتا نہین ہون — مگر لیکے جاتے ہین آنسو مچلکر
ہے دودن بہار جوانی کا عالم — شگفتہ ہو کیا خاک دل پھول پھلکر
امیدون پہ پانی پھرا سوز دل سے — کہ وہ ہاتھ دہو بیٹھے ہین مجھ سے جلکر
کہان تک دوپٹہ سنبھالو گے آخر — کہ اکدن رہیگا یہ جوبن بھی ڈھلکر
اگر جوش مین آے رحمت خدا کی — تو قطرہ بھی ہوجاے دریا اُبلکر

وفا جب مین جا پہونچا اُن کی گلی تک
قضا بول اُٹھی قدم رکھہ سنبھلکر

وہ شوخی سے یہ کہتے ہین کہ اطمینان پیدا کر — دل شوریدہ تو بھی سیکڑون ارمان پیدا کر
عبادت حق کی کرلے رہکے اس دنیاے فانی مین — سفر کا اپنے کچھ توشہ تو اے نادان پیدا کر
خدارا جلد آ ساقی کہ چرخ لاجوردی پر — گھٹائین چھارہی ہین عیش کی سامان پیدا کر
شب فرقت کے صدمون سے مرا دم آگیا لب پر — مسیحائی دکھا مجھ نیمجان مین جان پیدا کر
تجھے جب دیکھ لیتا ہون تو ہوجاتا ہون دیوانہ — مداواے دل خود رفتہ میری جان پیدا کر

بھلا کیا فائدہ ظالم کسی کا دل جلانے سے
زمانہ دم بھرے الفت کا ایسی شان پیدا کر

ہمیشہ جس طلاطم مین رہے کشتی رقیبونکی
الٰہی عشق کے دریا مین وہ طوفان پیدا کر

رقیب روسیہ گر وصل کی شب لاکھ بہکائے
نہ دل مین مجھ سے ہرگز بدظنی بیجان پیدا کر

ستمگر ہیو فا گر تجھکو یکتائی کا دعویٰ ہے
نئی شوخی نیا غمزہ نرالی شان پیدا کر

اگر منظور ہے قطع تعلق مجھ سے او کافر
تو مجھسا چاہنے والا کوئی انسان پیدا کر

وفا مشتاق ہے تو گر جمال کبریائی کا
نگاہ حق نگر مین پیشتر عرفان پیدا کر

دل بیتاب مین کچھ شوق کچھ ارمان پیدا کر
اگر ہے ادعائے عاشقی یہ شان پیدا کر

اگر مرنے پہ دم دے وصل کا ارمان پیدا کر
وگرنہ چھوڑ یہ دیوانگی اوسان پیدا کر

جو نیکی کر کے الٹی جائے وہ بھی ہے کوئی نیکی
بھلائی کر کوئین مین ڈال یہ احسان پیدا کر

ہمارے دل مین سینہ مین رگ جان مین وہ رہتا ہے
مگر پہچاننے کیواسطے اوسان پیدا کر

کلیسا مین حرم مین دیر مین ہر ایک ہی جلوہ
اگر ارمان ہے دیدار کا پہچان پیدا کر

یہ سچ ہے اسکا ملجا مقر رام ہے تجھسے
خودی سے اپنے گم ہونیکو تو اوسان پیدا کر

یہ پیہم نالۂ بے سود آہ بے اثر کیون ہو
سلیقہ عشق و الفت کا ارے نادان پیدا کر

وہ وعدے کے نہین سچے نہون امید تو کچھ ہے
اگر ہے زندگی مقصود اطمینان پیدا کر

وفا غفلت نہین اچھی جو کرنا ہے وہ کرلے تو
بھلائی کر کے عقبیٰ کے لئے سامان پیدا کر

جب یہان آتی ہین حورین باغ رضوان چھوڑ کر
پھر کہان جاتا ہے زاہد کوئی جانان چھوڑ کر

کیون نہ بلبل خوش ہو آنکھین دیکھ کر اُس شوخ کی
باغبان جنگل مین رہتا ہی گلستان چھوڑ کر

سوزش داغ جگر سے اک قیامت ہوگئی
سرخروئی کو کرے کیا جب جگر خون ہوگیا
کون کہتا ہی کہ یوسف کو زلیخا سے تھا عشق
دیکھکر عارض کو تیرے پانی پانی ہو گئے
جو یہان سرسبز ہین حاصل ہی انکو وصل دوست
ایک بھی باقی نہین ہی جبکہ پیراہن کا تار
زندگانی پر تو کیون بھولا ہوا ہے مردہ دل
جذبۂ دل دیکھکر سینے سے لگے زخم جگر

مر رہے بھاگے جاتے ہین شہر خموشان چھوڑکر
لعل نے غربت مین کیا پایا بدخشان چھوڑکر
وہ تو تمکو ڈھونڈھتے پھرتی تھی کنعان چھوڑکر
مثل شبنم گل اڑے جاتے ہین بستان چھوڑکر
پھول جاتے ہین کہین گلشن کا دامان چھوڑکر
جا نہ نکلے وحشی کہان صحرا کا دامان چھوڑکر
یاد رکھ جائیگی اکدن جسم کو جان چھوڑکر
صبحدم جب چلدیا وہ مجکو گریان چھوڑکر

آسمان خود حلقۂ زنجیر آفت ہے **وفا**
حضرت یوسف نے کیا پایا تھا زندان چھوڑکر

اثر میرے تڑپنے کا ہوا اتنا تو قاتل پر
قمر ہو یا ستارے سب ہین تیرے چاہنے والے
مرے صیاد کا عالم کوئی دیکھے گلستان مین
تمھین کو ہم تو دیکھین گے تمھین کو ہم تو چاہین گے
اسی کا نام جینا ہے تو اس سی موت ہے بہتر
تمھین کہدو کہ ایسے مین ہو کیا صورت تسلی کی
دلونکا ایک میلا ہے جہان وہ جلوہ فرما ہین
جزاک اللہ کیا پہلو نکالا جی جلانے کا
خیال اتنا رہے لے سخت جانی ذبح ہونے مین

کہ تھی جس ہاتھ مین تلوار اب وہ ہاتھ ہی دل پر
کوئی رخسار پر صدقے کوئی رخسار کے تل پر
نظر ہے روے گل پر کان آواز عنادل پر
کسی کا کچھ اجارہ ہے ہمارے دیدۂ دل پر
لگا دو اور اک خنجر کرو احسان بسمل پر
تمھین پروا نہین دلکی ہمین قابو نہین دل پر
بڑی کثرت سے پروانے گرے ہین شمع محفل پر
عدو کو آپ نے تاکا گری بجلی مرے دل پر
کہ مین کٹ جاؤنگا آیا اگر الزام قاتل پر

ہماری بیقراری شوخیون سے دب نہین سکتی
وہ نازان اپنی چتون پر ہم اپنے چلبلے دل پر

جنون اچھا ہوا تو نے نکالا مجکو زندان سے
مرے پابند ہونے سے مصیبت تھی سلاسل پر

ہزارون چاند سورج اس زمین پر چلتے پھرتے ہین
فلک کو ناز ہے بیفائدہ اک ماہ کامل پر

تری تلوار کا سایہ عجب سایہ ہے اے قاتل
ملا آرام ایسا نیند سی طاری ہے بسمل پر

عدو کی چاہ کو دیکھو اور اپنی شان کو دیکھو
کہو اب بھی غلط ہے بس نہین چلتا کچھ دل پر

وفا کو جب نہ دیکھا بزم مین اسنے تو یون بولا
اداسی آج کیون چھائی ہوئی ہے ساری محفل پر

ردیف زاے معجمہ

پہلے تھے اقرار ہی اقرار روز
اور اب ہونے لگے انکار روز

پہلے تھی دشمن سے بھی دوستی
اور اب آنے لگے ہین تار روز

ایک وعدہ بھی وفا ہوتا نہین
یون تو وہ کرتے ہین اب اقرار روز

دم قدم سے ہے مغان کی جمگھٹا
جمع ہین میخانے مین میخوار روز

انکی محفل رات دن اب گرم ہے
صبح سے آجاتے ہین اغیار روز

اب مہینون مین بھی وہ ملتے نہین
یا دکھاتے تھے ہمین دیدار روز

اس پری رو کے خرام ناز سے
حشر رہتا ہے سر بازار روز

وہ نہین ہوتے خبر افسوس ہم
پھوڑتے ہین سر پس دیوار روز

میری حالت پر نہ رحم آیا **وفا**
اسکو سمجھاتے رہے غمخوار روز

اغیار سے وہ ملنے لگے ہین تمام روز — ہمکو نظر وہ آتے نہین صبح و شام روز

یا مئے کو منہ لگاتے نہ تھے یا یہ حال ہے — محفل مین انکی چلنے لگا اب تو جام روز

ملتے نہین ہین ہم سے مگر شکر ہے کہ وہ — لیتے ہین پیش غیر ہمارا وہ نام روز

نظارۂ جمال مہینون محال ہے — یا دن وہ تھے کہ ان سے تھے ہم ہمکلام روز

کسطرح ہوگی ان سے ملاقات اب بھلا — انکا یہ قول ہے کہ مجھے اب ہے کام روز

اب ان کی بزم ناز مین دشمن کا ہے گزر — کیا دن تھے وہ کہ ہوتا تھا اسکا سلام روز

وہ وعدہ کرکے آتے نہین اپنے گھر کو کیون — آمد کا ان کی کرتے ہین ہم اہتمام روز

کیا انقلاب پوچھتے ہو آج کل وفا
رہتا ہے انکے پاس نیا انتظام روز

ردیف رائے ہندی

ای دل خدا کیواسطے سیر چمن کو چھوڑ — سودائے زلف و خال و خط گلبدن کو چھوڑ

بسمل کو کر رہی ہے جدا تیغ یار سے — دولہا سے کہہ رہی ہے قضا اس دلہن کو چھوڑ

شوق وصال کا یہ تقاضا ہے بار بار — اے روح کیا بدن مین پڑی ہو بدنکو چھوڑ

اے دل ملے ہین رنج عزیزون سے بیشمار — منہ پھیر کر وطن کیطرف یون وطن کو چھوڑ

اے عندلیب سب تجھے کانٹا سمجھتے ہین — اب تو بھی بوئے گل کی طرح سے چمن کو چھوڑ

مجھکو خیال یار یہ دیتا ہے اب صلاح — خلوت مین چلکے بیٹھ کہین انجمن کو چھوڑ

وہ دن خزان کا دور ہے آئیگی پھر بہار — اے بلبل چمن نہ خدارا یہ چمن کو چھوڑ

رونق تجھی سے اس دل پر آرزو کی ہے — اے شمع انجمن نہ مری انجمن کو چھوڑ

احباب کا سخن سب مجھے کیونکر قبول ہو
ہستی اگر مٹائی ہے اپنے دل حزین
فرماتے ہین یہ مجھ سے کہ شعر و سخن کو چھوڑ
یاد کمر کو چھوڑ نہ فکر دہن کو چھوڑ

حب الوطن کا لطف یہ کہتا ہے اے **وفا**
سارے جہان کو چھوڑ نہ لیکن وطن کو چھوڑ

پیمان وصل باندھ کے او گلبدن نہ توڑ
اس غنچۂ اُمید کو رشک چمن نہ توڑ
اچھی نہین ہین روز کی وعدہ خلافیان
امید بستہ کو مری پیمان شکن نہ توڑ
داغون سے لالہ زار ہے سینہ مین جا دل
ہان دیکھ بہال کر گل رنج و محن نہ توڑ
نازک لبون سے نقط نہین کا روا نہین
سائل کے دل کو یاس سے غنچہ دہن نہ توڑ
دل بیوفا ہوا تو ہوا کیا مضائقہ
اے یاس تو امید کا میری چمن نہ توڑ
دل تو ٹکر بنے گا بنا سے سے تیری کب
بیرحم جان بوجھ کے نادان نہ بن نہ توڑ

صیاد سے **وفا** یہ عنادل کی ہے صدا
سب کچھ تو توڑ ایک گل خندہ زن نہ توڑ

ردیف سین

کیون نہین پیمانہ چلتا کیون ہے یون محفل اُداس
اہل محفل جمع ہین لیکن ہے سب کا دل اُداس
قتل گہ مین ایسی کچھ شورش ہوئی عشاق کی
رہگیا خنجر اُٹھا کر ہاتھ مین قاتل اُداس
ہاتھ جب اوچھا پڑا اُس قاتل سفاک کا
رہگیا اپنا کلیجہ تہام کر بسمل اُداس
بزم مین اپنی وہ بت آیا مگر اندوہ گین
دیکھ کر اسکو ہوا سب انجمن کا دل اُداس
ملگیا اپنی محبت کا صلہ جب یہ سُنا
میرے مرنیکی خبر سنکر ہوا اسکا دل اُداس

جانتا ہون غیر سے اُن بن ہوئی ہے کچھ ضرور
آج کیون بیٹھا ہے وہ رشکِ مہِ کامل اُداس

ہمنے دیکھا تھا **وفا** کو اک نئے انداز سے
غرقِ بحرِ فکر بیٹھا تھا لبِ ساحل اُداس

ردیف شین معجمہ

وادیٔ شوق مین ہے کب ہمین رہبر کی تلاش
راہزن کی ہے طلب شوخ ستمگر کی تلاش

شبِ غم پوچھتے کیا ہو کہ گذاری کیونکر
کبھی تھی یاد تمھاری کبھی خنجر کی تلاش

قیس آوارہ کا احوال نہ پوچھ اے لیلےٰ
وہ تھا اور نجد کا بن اور تھی خنجر کی تلاش

کھینچ لائی ہمین اغیار کے در پر افسوس
کیا بُری چیز محبت مین ہے دلبر کی تلاش

بیخودی مین بھی نہ بھولے تری یاد او کافر
کوچہ گردی مین بھی رہتی تھی ترے در کی تلاش

آرزو رند قدح کش کی نہ پوچھ اے واعظ
ابر آیا ہے مجھے ہے مے و ساغر کی تلاش

جوشِ سودا مرے سر مین ہے کچھ ایسا واعظ
کبھی خنجر کی کبھی ہوتی ہے نشتر کی تلاش

آپ پوچھین مری خواہش تو مین عرض کرون
کہ وفادار کو ہر ہنر سے ہے بہتر کی تلاش

اب تو تائب ہو **وفا** عمر کٹی رندی مین
جام سے ہیچ ہے بیکار ہے دلبر کی تلاش

ردیف صاد مہملہ

نہین کام کی سب سے دل آزار حرص
سراسر ہے دنیا کی سب کار حرص

تجھے شیخ جنت کا ارمان ہے
نہین جانتا تو ہے بیکار حرص

خزانہ گیا سر پہ قارون کے
ہوئی اسکے حق مین دل آزار حرص

گئے مر کے دوزخ مین آخر حریص
مگر ہو گئی نور سے نار حرص

نکر سیر اسکی پشیمان نہو
کہرے کہوٹے کا ہی یہ بازار حرص

خجل ہو کے نکلے ترے کوچے سے
بہت کر رہے تہے ہوس کار حرص

ہوا سائل وصل بوسے کے بعد
تو کہتے ہین تیری ہے بیکار حرص

رقیب اب تو سر پر چڑہے ہین ترے
کریگی مگر اُنکو بہی خوار حرص

کہلا بعد مدت کے ہم پر **وفا**
یہ بیکار باتین ہین سب بے کار حرص

ردیف ضاد معجمہ

اب نہ چاہت سی غرض ہی نہ محبت سی غرض
ہمکو اپنے سے غرض اپنی طبیعت سے غرض

پند فرما ہے بتجہے اپنی نصیحت سے غرض
رکہو کسی بت کی نہ تو مہر و عداوت سے غرض

چاہنے والونکو ہے تیری محبت سی غرض
تیری شوخی سے نہ مطلب شرارت سے غرض

اہل دل سے جو رکے کوئی تو رک جاتے ہین
اور رکہتا ہے تو رکہتے ہین محبت سے غرض

آپکا دوست نہو دوست جو میرا نہ سہی
نہ عداوت سے مجہی اُسکی نہ الفت سے غرض

بزم اغیار مین انجانی سے وہ پوچہتے ہین
آپ ہین کون مجہے آپکی صورت سے غرض

اب نہین مجکو ترے گیسو و رخ سے کچہ کام
جب محبت مین نہین ناز و نزاکت سے غرض

ہم تو باز آئے محبت سے پشیمان ہو کر
اور ہونگے جنہین ہوگی تری الفت سے غرض

اپنی تقدیر پہ صابر ہین خدا پر شاکر

اے وفا ہمکو کسی صاحب دولت سے غرض

ردیف طاء مہملہ

کہتے ہین وہ شکایت جور و ستم غلط
تیرا بیان جھوٹ ہے تیری قسم غلط

رخصت نہ آہ کی نہ اجازت فغان کی ہے
کیونکر کرین فراق مین ہم اسکے غم غلط

باتین یہ سب بنائی ہوئی دشمنون کی ہین
مین اور حرف شکوہ غلط اے صنم غلط

جی چاہتا ہے پھر کہو مرے عرض حال پر
تم کہدو مسکرا کے خدا کی قسم غلط

تمنے جو کچھ کہا ہمین سچ ہے درست ہے
ایجان کیا مجال کہین اسکو ہم غلط

مجھکو تو آپ کہتے ہین جھوٹا جہان کا
کھاتا ہے روز کون قسم پر قسم غلط

سیر چمن تو کیا ہے اگر ہو بہشت بھی
کہتا ہے دل مرا نہین ہونیکا غم غلط

عاشق کو جو مرے ہین بھلا وہ کسے نصیب
رنج و ملال جھوٹ ہے درد و الم غلط

صحبت سے کیا حصول ہے اچھا یونہین سہی
تیری قسم درست ہماری قسم غلط

اُسنے طلب کیا ہے تو یہ اضطراب ہے
پڑتے ہین راہ چلنے مین اپنے قدم غلط

معشوق سے امید وفا ہے خیال خام
پیمان یار جھوٹ ہے قول و قسم غلط

ہم آزما چکے ہین جسے بارہا **وفا**
اُس سے اُمید لطف و وفا و کرم غلط

لایا ہے نامہ بر جو سراپا بہار خط
کیا خوب خط ہے یار کا یہ زرنگار خط

مدت کے بعد آج جواب ان کا آگیا
پہونچا ہمارے پاس دم انتظار خط

قاصد کو میرے آج جھڑک کر یہ کہدیا
تم روز لیکے آتے ہو کیون بار بار خط

غفلت تو دیکھو ایک کا دیتا نہین جواب
لکھتا ہون ایک دو سے کے عوض چار چار خط

قاصد ہے ڈانڈ ڈول تو ہم انتظار مین
لکھتا نہین وہ ہمکو کبھی ایکبار خط

وہ جلوہ گر ہین بزم مین روشن ہی آفتاب
ہمکو دکھا رہے ہین غضب کی بہار خط

کیا خوب گت بنیگی وہان دیکھنا وفا
لیکر گیا ہے زاہد ایمان شعار خط

ردیف ظا معجمہ

لازم ہے آپکو دل بیتاب کا لحاظ
ہر امر مین ضرور ہے احباب کا لحاظ

دیکھا ہے اُنکو عالم رویا مین ہم بغل
وہ کیا کرینگے دیکھئے اس خواب کا لحاظ

یہ یاد تازہ کرتی ہے ساقی حشر کی
لازم ہے ہر بشر کو مے ناب کا لحاظ

مانا اگر بُرا ہون مین اسکا قصور کیا
کرتے نہین ہین کیون دل بیتاب کا لحاظ

صدق و صفا ضرور محبت مین چاہیے
لازم ہے دوستی مین ان ابواب کا لحاظ

جائز نہین ہے شرب مے ناب بے وضو
ہر ایک کو ضرور ہے اس آب کا لحاظ

دیکھا وفا کو بزم عدو مین تو یون کہا
سب پر ضرور ہے مرے نواب کا لحاظ

ردیف عین مہملہ

جان دیتا ہے سر بزم جو پروانہ شمع
کچھ عجب چاہ مین خود رفتہ ہے پروانہ شمع

جل رہی ہے مگر اف تک نہین کرتی سر بزم
شمع دیکھو ذرا ہمت مردانہ شمع

رات دن اُسکی پتنگون سے ہی محفل آباد
سوختہ جانون سے ہے رونق کاشانہ شمع

تن بجلے۔ جان نکلجاے توکیا ہے پروا
اپنی چاہت سے نہ باز آئینگے دیوانہ شمع

رونیوالون کے لئے شادی وغم ہی یکسان
بزم شادی ہے نصیبونسے عزا خانہ شمع

روتے روتے ہین لگاتی ہے ہنسی پہرون
کبھی سن لیتے ہین یارون سی جو افسانہ شمع

ساتھ جلتی ہے مرے پیر سے جلانیکے لیے
میرا محبوب ہے یارب کوئی جانانہ شمع

رات بھر لوکسی گلرو کی لگی رہتی ہے
سوختہ جانون کے دلمین ہے نہان خانہ شمع

ایک پر ایک گراجاتا ہے جان دینے کو
دم سے پروانون کے ہے رونق کاشانہ شمع

حیف ہے آدمی اور جان نہ دے اُس بت پر
جسکا دیوانہ ہے دلدادہ ہے پروانہ شمع

اب تو باز آؤ فا عشق بتان سے تم بھی
جان دیدو نہ کہین صورت پروانہ شمع

ردیف غین معجمہ

فائدہ کیا ہے جلانین گر سر مدفن چراغ
قبر مین داغ جگر اپنا ہے خود روشن چراغ

زندگی مین داغ دیدیکر کیا سینہ فگار
کیون جلاتا ہے پس مردن بت پُرفن چراغ

ہوگئین خیرہ نگاہین ایک جلوہ مین کریم
وہ چمکتا کیا ہے سوئے وادی ایمن چراغ

وہ ہون جب پہلو مین کچھ حاجت نہین ہے شمع کی
روشنی کے واسطے ہین عارض روشن چراغ

اُنکے گھر آیا ہے دشمن یون شب تاریک مین
جسطرح رکھتے نہین ہین راہ پر رہزن چراغ

شعلہ رو یونہی فدا ہین جان سے عاشق مزاج
کیون نہ ہو پروانہ جانباز کا دشمن چراغ

کیا فروغ داغ دل اس شمع رو کے سامنے
ماند ہو جاتا ہے پیش آتش گلخن چراغ

دم لبون پر ہے نہ جا بالین سے تو اے شمع رو
پاس بیمارون کے رکھتے ہین دم مردن چراغ

رات بھر پھرتے رہے گلیون مین سرگردان وفا
جان پائی جب نظر آیا سر روزن پہ چراغ

کچھ ایسے ان حسینونکی الفت مین کھاے داغ
کہتے ہین چونک چونک کے سوتے مین ہاے داغ

اب ہمکو خواب مین بھی محبت سے ہے گریز
اب کون دل لگاے کہانتک اُٹھائے داغ

اغیار تک بھی خوگر آزار ہو گئے
کچھ ایسے تاک تاک کے دلپر لگاے داغ

وہ دن گئے جفا بھی حسینونکی تھی وفا
میری بلا بھی انکو نہ اسطرح کھاے داغ

دل دیکے روگ جانکو کسطرح اب لگا مین
سینہ ہمارا سنگ نہین ہے جو کھاے داغ

آتی ہے اب بھی یاد حسینونکی جب جفا
دلسے نکلکے آہ یہ کہتی ہے ہاے داغ

اپنی تمام آس مبدل ہوئی بیاس
کہیے تو کس امید پہ اب کوئی کھاے داغ

الفت سے دستکش ہوئے اغیار بوالہوس
دشمن نے کل جو ٹوک کے اپنے دکھاے داغ

سینے مین میرے ڈھونڈتے ہو کیا پری جمال
کچھ اسجگہ ملے گا نہ تمکو سواے داغ

خانہ خراب عشق نے ایسا کیا خراب
باقی رہی نہ خانۂ دل مین بھی جاے داغ

وہ بیکسی ہے حال وفا کچھ نہ پوچھئے
اب کس سے اپنا درد کہے کیا دکھاۓ داغ

ردیف فاء معجمہ

زمانہ سب ہے ترے جان نثار سے واقف
غضب ہے تو نہین اس خاکسار سے واقف

تمھین تو جز ستم و جور کچھ نہین ہے کام
تمہارا دل نہین شبہاے تار سے واقف

کسیلئے پیار مین انداز جور پنہان سے تھے
ہوے نہ ہم نگہ سحر کار سے واقف

تمہاری وعدہ خلافی کا داغ ہے دل پر
ہمارا دل ہے شب انتظار سے واقف

تمہارے قول و قسم کا یقین کیونکر ہو
کہ ہم ہین آپکے قول و قرار سے واقف

پیے بغیر نہ کیجیے مذمت اسے واعظ
نہین ہین آپ مئے خوشگوار سے واقف

تمام عمر ہے کی سیر باغ ہستی کی
ہوے نہ ہم چمن روزگار سے واقف

پچھیٹر و قصہ یارینہ اس پریوش کا
ہوا زمانہ کہ تھے اُس نگار سے واقف

وہ آکے دیکھے وفا میرے شاہ کا اقبال
نہین ہے جو شر گردون وقار سے واقف

ردیف قاف

قہر اللہ کا ہے طرز دل آزاری عشق
کہ خدا دے کبھی دشمن کو نہ بیماری عشق

وائے مجبوری دل ہائے گرفتاری عشق
ہائے بیچارگی عاشق و خونخواری عشق

قیس و فرہاد کے افسانے ہین سبکو معلوم
زلف پر پیچ مین پنہان تھی جفاکاری عشق

نہ دوا سے ہو علاج اور نہ دعا سے ہو شفا
دشمن جان ہے بشر کیلئے بیماری عشق

حشر تک ہونگے نہ ہشیار مئے آشام ازل
ہے عجب کیف سیہ مستی و سرشاری عشق

جو سزا چور کی ہو اسکا سزاوار ہون مین
لائق دار ہے لاریب گنہگاری عشق

پند گو درد محبت سے نہین تو آگاہ
تجکو اللہ کرے ہو کہین بیماری عشق

اسکا حامل ہوا انسان ضعیف البنیان
نہ اُٹھی ارض و سما سے جو گرانباری عشق

اے وفا اب کسی بت سے نہ لگانا دل کو

کیا تمھین یاد نہین شیوہ عیاری عشق

ردیف کاف عربی

رسائی ہو جو اسکے آستان تک ۔ تو پوچھون یہ جفا ظالم کہان تک
ترے جور و ستم پہونچے یہان تک ۔ کہ گھبراتے ہین تیرے رازدان تک
خزان نے باغ ہی کو کیا اُجاڑا ۔ جلایا ہے ہمارا آشیان تک
ذرا مین وجہ ظلم و جور پوچھون ۔ رسائی ہو کسی دن آسمان تک
کبھی تو انتہا ہے ظلم ہو گی ۔ ستم کر ہو سکین تجھسے جہان تک
بہت ابتر ہے حال زار عاشق ۔ ذرا چلئے حضور اسکے مکان تک
رقیب روسیاہ تو اکطرف ہے ۔ مرا دشمن ہے تیرا پاسبان تک
نہ دم گھٹکر نکل جاے کسی دن ۔ کہان تک خوف رسوائی کہان تک
دریغ اس سے بھی کب ہے او ستمگر ۔ جو کام آجاے تیری اپنی جان تک
ذرا چلکر تو دیکھو سیر دل کی ۔ ذرا آؤ ہمارے گلستان تک

وفا پر لاکھہ کین تم نے جفائین
کب آیا ہے گلا اس کی زبان تک

غبار اُڑکر پس مردن جو پہونچے سرو قامت تک ۔ رہون ممنون مین تیرا اے صبا صبح قیامت تک
کلام اللہ کی ہر آیت کو پڑھ دیکھا بہر صورت ۔ تجھی کو بائے بسم اللہ سے پایا تائے تمت تک
بنا تصویر حیرت مین خیال آئینہ رو مین ۔ یہ نقشہ ہے کہ پہچانی نہین جاتی ہے صورت تک
غضب تھا علم کا دعوی کہ دل پر پڑ گیا پردہ ۔ حقیقت جو نہین سمجھا وہی پہونچا حقیقت تک

مقدر نے کیا برگشتہ اپنے ساتھ انکو بھی
کہانکی رسم الفت ترک ہی صاحب سلامت تک

مرا چھانا پڑا ہے کوچہ کوچہ زلف پیچان کا
رہا ہون مین اسیر گیسوئے محبوب مدت تک

رہی یون ہی ترقی گر تمہاری بے حجابی کو
حیا کا ذکر کیا منہ ڈہانک کر رویگی عصمت تک

بس اب رہنے دے باز آیا مین تیری چارہ سازی سے
محبت کا مزہ ہے چارہ گر درد محبت تک

بہار کوچۂ دلبر کوئی پوچھے مرے دل سے
وہ عالم ہے کہ ہے قربان جسپر باغ جنت تک

یہ مانا بار پیہے باغبان سرو چمن تیرا
مین جب جانون کہ وہ پہونچے کسی کی قد و قامت تک

شب وصل صنم دل سے دعا پیہم نکلتی ہے
الٰہی صبح کی صورت نہ دکھلانا قیامت تک

جھپک کر رہ گئین موسیٰ کی آنکھین جب اُٹھا پردہ
نظارہ اُسکا کیا کرتے نظر آئی نہ صورت تک

دھرا رہجائیگا یون ہی ہمارا دفتر عصیان
رسائی ہوگئی اپنی دم محشر جو حضرت تک

تری جلوہ نمائی کو بھلا مین بھول سکتا ہون
وہ دل پر چوٹ کھائی ہے رہیگی یاد مدت تک

تمہارا وعدۂ فردا ہو پورا کس کو باور ہے
وفا ممنون منت ہے وفا ہو گر قیامت تک

ردیف کاف فارسی

لگائی غیر نے لو گوشِ دلربا تک آگ
لگی ہوئی ہے مرے آج سر سے پا تک آگ

لگانے والے تو دونون طرف لگاتے ہین
مجھے یہ خوف ہے پہنچے نہ دلربا تک آگ

ہمارا خرمن ہستی جلا دیا جس نے
غضب ہے پہونچی نہ اس بتکے نقش پا تک آگ

نہ تن بدن کی ہی لی ہے خبر جدائی نے
بھڑک کے غم کی لگی جان مبتلا تک آگ

لگائی آتش دوری کی جس نے چنگاری
خدا کرے کہ لگے اسکے سر سے پا تک آگ

یہ اُنکے عارض روشن کی روشنی پھیلی
کہ لگ رہی ہے سر زلف پر بلا تک آگ

غضب ہے نور کا شعلہ جو نار ہو جاے
لگی ہوئی ہے عدو کی مری دعا تک آگ

جہان جلا ہے بدن۔ دل بھی جل گیا ہو گا
پہنچ چکی ہے تپ غم کی انتہا تک آگ

شب وصال وہ بگڑے کچھ ایسی مجھسے وفا
بھڑک کے ہو گئے غصہ مین سر سے پا تک آگ

ردیف لام مہملہ

ہم کر چکے ہین پہلے ہی اُنپہ نثار دل
اب ہمسے مانگتے ہین وہ کیون بار بار دل

کیا کیا ملا ہے عشق کی سرکار سے ہمین
بر آب چشم خستہ جگر بیقرار دل

اک دلکی اصل کیا ہے محبت کے سامنے
کرتے نثار تمپہ جو ہوتے ہزار دل

سینے پہ میرے آپ نے رکھا کبھی نہ ہاتھ
کیونکر یقین آے کہ ہے بیقرار دل

غمزے جدا ہین طالب دل ناز ہین جدا
کیونکر مین ایک دل کے بناؤن ہزار دل

پھڑکا کیا ہے طائر مذبوح کیطرح
تیر نگاہ ناز کا ہو کر شکار دل

بلبل سے پوچھتے ہین وہ شوخی تو دیکھئے
کس گل کے عشق مین ہے ترا بیقرار دل

نکلا تڑپ کے یار جب آغوش سے مرے
یاد آگیا مجھے وہین بے اختیار دل

باہم پھنسنے گی خوب برابر کا جوڑ ہے
اُنکی نظر ہے شوخ مرا بیقرار دل

سنتا ہون اندنون اُنہین پھولون کا شوق ہے
جی مین یہ ہے کہ نذر کرون داغدار دل

گل اسطرف چمن مین کھلاے بہار نے
داغون سے اسطرف ہے مرا لالہ زار دل

ایسا نہو کہ پھانس لین زلفون کی جال مین
آتے ہین تاک مین وہ ادہر ہوشیار دل

دشمن عذاب مین نہ پڑین اسکے ہاتھ سے
تم کیا کروگے لیکے مرا بیقرار دل

رہنے دو اپنے تیر کو دل مین چبھا ہوا
کر لے لپٹ لپٹ کے اسی خوب پیار دل

انجام اسکا دیکھئے اب کیا ہوا ہے **وفا**
آیا ہے اک حسین پہ بے اختیار دل

دنیا دو روزہ ہے نہ تو اسپہ اچھل کے چل
اچھی نہین یہ مست خرامی سنبھل کے چل

وحشت یہ کہہ رہی ہے مرے دلسے ہجر مین
کیون قید مین ہے گھر سے تو باہر نکلکے چل

بیوجہ ازدحام نہین کوے یار مین
آج امتحان ہے ایدل ناوان سنبھل کے چل

چوگان روزگار سے پہونچیگا تجھکو رنج
مانند گیند کے نہ کبھی تو اچھل کے چل

ناپائدار گھر کا نہین کوئی اعتبار
اے روح کیون ہے جسم مین باہر نکلکے چل

بلبل بھی گل کی طرح نہائینگے خون مین
اے یار سیر باغ کو مہندی نہ ملکے چل

ہو جاے دوسری نہ قیامت کہین بپا
محشر مین فتنہ ساز نہ تیور بدلکے چل

خوشبو پہ اپنی پھول ہین نازان بہار مین
اے شوخ تو بھی سوے چمن عطر ملکے چل

کہتا ہے یہ ادب ترے کشتے سے ای صنم
پیش خدا چلا ہے تو کپڑے بدلکے چل

ہوتا ہے قصد کوچۂ قاتل کا جب کبھی
کہتی ہے عقل مجھ سے نہ منہ مین اجلکے چل

شاید سمجھ کے غیر ہٹائین **وفا** تجھے
بزم بتان مین آج تو صورت بدلکے چل

ہو جاے سرنگون جو نہ اتنا اچھل کے چل
مست مئے غرور ذرا تو سنبھل کے چل

گلشن مین رنگ و بو پہ ہے اپنے گلونکو ناز
اے شوخ آج تو بھی ذرا عطر مل کے چل

عقبیٰ کی گر حصول سعادت پہ ہے نظر
ایدل ریاض دہر مین تو پھول پھل کے چل

آئے تھے تیری آگ بجھانیکو ہم یہان
ایدل اب اُسکی بزم سے تو اور جلکے چل

کب تک رہیگا تن مین گرفتار مرغ روح
سیر چمن کو کنج قفس سے نکلکے چل

ایدل خیال گیسوے جانان سے باز آ
ہرگز نہ جان بوجھ کے منہ مین اب خلکے چل

آجاے تجکو برق تجلی ابھی نظر
ایمن کی ہمت گھر سے تو باہر نکلکے چل

شاید کہ ہو گمان اُسے تجھ پر رقیب کا
ایدل تو اُسکی بزم مین صورت بدلکے چل

پامال کر دیا تری رفتار شوخ نے
یون ٹھوکرون سے دلکو نہ ظالم کچلکے چل

عاشق کا دل ہے یہ کہ کوئی سنگ راہ ہے
زیر قدم نہ اُسکو ستمگر مسلکے چل

رہزن کو رہنما نہ سمجھنا کہین وفا
دنیا ہے چل چلاؤ کا رستہ سنبھلکے چل

ردیف میم مہملہ

کس منہ سے اس بہار کی خوشیان منائین ہم
وہ رشک گل کہان جسے جھولا جھلائین ہم

تقدیر روٹھ جاے تو اُسکو منائین ہم
جب آپ ہی خفا ہون تو دل کیا لگائین ہم

دل مین ہے اکدن تجھے مہمان بلائین ہم
اور داستان ہجر کچھ اپنی سنائین ہم

تو آئے تو خوشی سے ترے ناز اُٹھائین ہم
آنکھون پہ۔ سر پہ۔ سینہ پہ تجکو بٹھائین ہم

دن رات پتھر رشک کلیجہ پہ کھائین ہم
منظور ہے فلک کو کہ راحت نپائین ہم

یون تو شب فراق بہلتا نہین ہے دل
دلمین ٹھنی ہے اک تری مورت بنائین ہم

سب بے مہر تو۔ رقیب کا گھر۔ غیر پاسبان
کسطرح پھر بتا کہ ترے پاس آئین ہم

راحت تمام عمر تو ہوگی نہین نصیب
ہان جان تن سے جاے تو کچھ چین پائین ہم

تقدیر دیکھو غیر کو تو وصل ہو نصیب
اور رات دن فراق کے صدمے اٹھائین ہم

وعدے کی رات قہر ہے مہندی لگا کے تو
اور انتظار کرکے یہان جی سے جائین ہم

اغیار سے وفا ہو وفا سے جفا کی ڈہنگ
مطلب ہے سوز رشک سے اسکو جلائین ہم

مری فغان نے کیا کیا اثر نہین معلوم
کسیکے دل کی مجھے کچھ خبر نہین معلوم

وہ بن بلائے مرے گھر مین آج آئے ہین
کیا ہے آہ نے کیا کچھ اثر نہین معلوم

وہ آئے گھر پہ جو ملنے جواب خط آیا
کہان بھٹکتا پھرا نامہ بر نہین معلوم

کسی کی جان ترے ہجر مین نکلتی ہے
کچھ اسکا حال تجھے بیخبر نہین معلوم

گزرتی عمر ہے اس بیخودی مین اب اپنی
نکلتے کب ہین یہ شمس و قمر نہین معلوم

وہ بزم غیر مین خوش ہین کسیکی کیا پروا
جو بنگئی ہے مری جان پر نہین معلوم

کسی کی رنج و خوشی سے خبر نہین اب تو
وفا ہمین ہی کچھ اپنی خبر نہین معلوم

ردیف نون

جب مین پہونچا کوچۂ دلدار مین
بس یہ سمجھا آگیا گلزار مین

شہد و شکر مین کہان ایسا مزا
ہے جو لذت گفتگوے یار مین

دام الفت سے ہو اب کیونکر نجات
پھنس گیا دل گیسوے خمدار مین

الله الله اشتیاق وصل یار
مرگئے ہم خواہش دیدار مین

سرخ رنگت کیا ہی دیتی ہے بہار
گورے گورے یار کے رخسار مین

حیف اب تو رات دن اغیار کے
جمگھٹے ہین خانۂ دلدار مین

میرے دل کے اُسنے سو ٹکڑے کیے
خنجر ابرو سے ایک ہی وار مین

سرو بستان کو نہین ہرگز نصیب
ہے جو رعنائی قد دلدار مین

یوسف مصری نہ کہلائین غلام
گر بکین سو مرتبہ بازار مین

فتنہ زا ہے قامت زیبا اگر
ہین قیامت کے نشان رفتار مین

خون کیونکر ہو نہ ارمان کا مرے
وہ جو جائین محفل اغیار مین

دیکھتے ہی روے زیبا یار کا
پھول شرماے سے گئے گلزار مین

راستی دم بھر نہ دیکھی اے **وفا**
گنبد مینا سے کجرفتار مین

ہمیشہ ہم تو اُن کو جان و دل سے یاد کرتے ہین
عوض مین اُسکی وہ بیداد پر بیداد کرتے ہین

گرفتاران غم پر ظلم کیون صیاد کرتے ہین
اگر کنج قفس مین آشیان کو یاد کرتے ہین

لگا لاے ہین اپنے ساتھ اپنے حسرت و ارمان
مرے ویرانۂ دلکو وہ یون آباد کرتے ہین

نظر آتی نہین جب اُسکی صورت ہمکو فرقت مین
تصور سے ہم اُسکے اپنے جی کو شاد کرتے ہین

غضب ہے ہم تو اُن پر جان دیتے ہین محبت مین
مگر وہ تیز ہمپر خنجر فولاد کرتے ہین

ترے کوچہ سے جو شوریدہ سر جاتے ہین اٹھ اٹھکر
وہ مر مر کر عدم آباد کو آباد کرتے ہین

بتون سے کرتے ہین عشاق ناحق شکوۂ ہجران
اُنھین سے چاہتی ہین داد جو بیداد کرتے ہین

گرفتاران الفت کی عجب حالت ہے فرقت مین
کبھی آہین کبھی نالے کبھی فریاد کرتے ہین

توقع جنسے ہوتی ہے ہمین مہر و محبت کی
وہی بے مہر ہمپر ظلم نو ایجاد کرتے ہین

ہوے جل جلکے خاکستر ہین ہم جنکی محبت مین
پس مردن ہماری خاک وہ برباد کرتے ہین

تصور کرکے فرقت مین کسی کی بھولی صورت کا
وفا لپٹے دل ناشاد کو ہم شاد کرتے ہین

وہ شوخ غیر کے نہ رہے اختیار مین
اتنا تو ہوا الٰہی اثر انتظار مین

کھٹکا ہے روز وصل بھی شام فراق کا
کیسی خزان یہ آگئی فصل بہار مین

شوق طلب کی داد لگا دیتے وہ صنم
مین ضعف سے جو بیٹھ رہا رہ گزار مین

مین بھی اُٹھون گا رشک سے مرجائینگے رقیب
مدفن اگر بنے گا مرا کوئے یار مین

کیون رنگ روزگار الٰہی بدل گیا
بلبل یہ خار کھاتے ہین کیون گل بہار مین

محفل مین غیر کی نہ سنی ایک بات بھی
آج اُسنے بات رکھلی ہماری ہزار مین

اُس گلبدن کا ہاے یہ کہنا شب وصال
تم سا تو ہمنے ایک نہ دیکھا ہزار مین

صیاد شادمان نہ ہو بلبل جو پھنس گئی
تو بھی تو قید ہے قفس روزگار مین

دونون جہان مین کر دیا قاتل نے سرخرو
دو ٹکڑے سر سے کر جو دیے ایک وار مین

رحمت نے عاصیون کو خجل دیکھکر کہا
کیون ڈرتے ہو گناہ ہے یان کس شمار مین

او سنگدل تو آکے کبھی اک نظر تو دیکھ
پتھرا گئی ہین آنکھین مری انتظار مین

کیونکر نہ روون ہنسنے لگے میرے دل پہ غیر
وہ گلبدن جب آیا نظر لالہ زار مین

کیون ہم نہ روئین تیرگیِ بخت کو وفا
بجلی کی سی تڑپ ہے دل بیقرار مین

دو دن کی ہے بہار یہ کہدو رقیب سے
رنگ وفا نہین ہے کسی گلعذار مین

نالے ہمارے جاتے تو آسمان پر ہین
مذکور قدسیون کی رہتے زبان پر ہین

گھر اُنکا شور شون سے دار الفتن بنا ہے
اغیار جمع رہتے اُنکے مکان پر ہین

کیا خاک عرض کیجے درد دل اپنا اُنکے / مہر سکوت لب پر اور ہاتھ کان پر ہین
اک جان ہے یہ میری ہیلو کہ غم سے چھوٹین / جتنی مصیبتین ہین سب اپنی جان پر ہین
اے موت تو ہی آجاتا ہو یہ مشکل آسان / فرقت کے دن گزرتے دشوار جان پر ہین
کھینچے ہے مجھ پہ ہر دم غصے مین تیر و خنجر / ہر وقت ہاتھ اُنکے رہتے کمان پر ہین
اُس شوخ حیلہ جو نے ہے خوب ڈھنگ سیکھا / اُسلئے ہمارے شکوے رہتے زبان پر ہین
مانینگے وہ نہ ہرگز سو طرح ہم منائین / آئے ہوے وہ اپنی آن بان پر ہین
اِک مجھ حصر کیا ہے تو رب العالمین ہے / تیری عنایتین تو ساری جہان پر ہین
بھولے سے خواب مین بھی آتے نہین ہین اب وہ / کیا جانئین اپنے دل مین وہ کس گمان پر ہین
مشت غبار ہون مین اُس بارگہ کے در کا / سلطان بھی جبہہ فرسا جس آستان پر ہین
پروانہ جب سے ہون مین اُس شوخ شمع رو کا / سوز و گداز دل مین شعلے زبان پر ہین
یہ سوز رشک دشمن لایا ہے رنگ آخر / تبخالے ہین لبون پر چھالے زبان پر ہین
سو حشر ہین اُٹھاتے وہ گھر مین بیٹھے بیٹھے / فتنے ہزار اُٹھتے اُنکے مکان پر ہین
ہمدرد ہے نہ مونس غمخوار ہے نہ کوئی / جو رنج ہین گذرتے سب اپنی جان پر ہین
غیرونکو سر چڑھا کر کھویا جہان سے تمنے / رہتے تھے جو زمین پر اب آسمان پر ہین
مارا ہے کشمکش نے دنیا و عاقبت کی / پڑتی نگاہین اپنی دونون جہان پر ہین
پیغامبر تھا تو کیون کر ہو وصل اُنسے / ہم آن تان پہ ہین وہ آن بان پہ ہین

سب حال زار اسکا اُنپر ہے آشکارا
پھر بدگمان وفا سے وہ کس گمان پر ہین

واعظ نہ جان تارک دنیا و دین ہون مین / کچھ مصلحت ہے یہ بھی کہ عزلت گزین ہون مین

قاصد وہ آئین شوق سے خلوتکا ہے مکان / وہ پردار اگر ہین تو عزلت گزین ہون مین
میرا خیال تیری رگ جان سے ہے قریب / بالاے آسمان ہون کہ زیر زمین ہون مین
موجود جانے مجھکو زمانہ مگر ہین آپ / اپنے خیال مین ہون وہ گویا نہین ہون مین
ہمکو یہ دعوی ہے کہ وفادار ہین ہمین / انکا یہ قول ہے کہ حسین مہ جبین ہون مین
میرا عدم وجود زمانے کو ایک ہے / اسواسطے کہ طالب شہرت نہین ہون مین
واعظ مین تیرے چکمون مین آجاؤنگا بھلا / کیا گرم و سرد دہر چشیدہ نہین ہون مین
ہے انتہاے عشق کہ ہون ساتھ سایہ دار / دامن رقیب ہے مرا اور آستین ہون مین

عشق بتان مین جان کا نقصان ہے اے وفا
یہ تجربے کی بات ہے سن دور ہین ہون مین

اجل کس کسکی آ بے دیکھین کتنے مرنیوالے ہین / کہ اُس بیرحم نے شمشیر و خنجر پھر سنبھالے ہین
رخ روشن پہ لہراتے جو گیسو کالے کالے ہین / دل عشاق کو یہ سانپ بنکر ڈسنے والے ہین
یہ حلقے گورے گورے گال پر جو کالے کالے ہین / ہویدا ہے کہ اک مہتاب کو سو لاکھ ہالے ہین
ضعیف و ناتوان مجھکو تصور کر نہ اے ظالم / قیامت کی مری آہین غضب کے میری نالے ہین
کیا ہے ضعف نے لاچار مجھکو دشت غربت مین / الٰہی اب مرے تاب و توان تیری حوالے ہین
بگڑنا روٹھنا نام خدا زیور ہے اس سن کا / لڑکپن ہے ابھی انکا ابھی وہ بھولے بھالے ہین
بیان کیا کیجئے تعریف اُس خورشید طلعت کی / ادائین ہین اگر بانکی تو غمزے بھی نرالے ہین
نہین چھوٹی ہوئی زلفین نہین یہ ابروے پرخم / یہ جوڑے سانپ اور بچھو کی اُس کافر نے پالے ہین
غضب ہے قہر ہے خرسند ہین وان دل آزارونکو / شب فرقت مین ہمکو تو پڑی جینے کی لالے ہین
عجب حالت ہوی دیوانونکی تیرے دشت غربت مین / تری فرقت کے لیکن داغ ہمنے دل مین چھپالے ہین

عدو کو اپنے پہلو مین بٹھا رکھا ہے کافر نے
طریقے خوب میرے دل جلانیکے نکالے ہین

اگر وہ روٹھ جائینگے تو ہے مالک خدا اپنا
زمانے سے نرالے کیا وہی اک حُسن والے ہین

بہار آئی ہے پھر دستِ جنون کی تیز دستی ہی
الٰہی خیر پھر دامن کے پُرزے ہونیوالے ہین

کبھی صحرا مین جا نکلے۔ کبھی اُن کی گلی مین ہم
کبھی سودا ہے سر مین اور کبھی تلوون مین چھالے ہین

بنایا ڈھونگ ہے اچھا جناب شیخ صاحب نے
کوئی انجان یہ جانے بڑے اللہ والے ہین

ہماری جان پر کیا کیا ستم ڈھائے ہین فرقت نے
خدا کی مار تجھ پر کسکے یہ بدلے نکالے ہین

وفا اب چھوٹنا مشکل ہے اس دام محبت سے
کہ بے بس ہو کے ہمتو پڑ گئے اس بت کی پالے ہین

وہان ہر روز عاشق اُنکے پیدا ہوتے جاتے ہین
یہان ہم ہین کہ محروم تمنا ہوتے جاتے ہین

یہ کسکے واسطے عشاق رسوا ہوتے جاتے ہین
نئے فتنے یہ کیون عالم مین برپا ہوتے جاتے ہین

وہ الطاف و کرم ہے اور نہ پہلی مہربانی ہے
مگر انداز جور اب ان مین پیدا ہوتے جاتے ہین

تغافل ہی سہی مانا۔ مگر کچھ حد بھی ہے اسکی
ہمین دیکھو کہ ہم خاموش رسوا ہوتے جاتے ہین

صلہ دیتے ہین وہ اسطرح اپنی جانثاری کا
فدا ہم اُنپہ وہ غیرونپہ شیدا ہوتے جاتے ہین

یہ کہیئے آپ نے کب جان عاشق کی بچائی ہے
وگرنہ نام کے لاکھون مسیحا ہوتے جاتے ہین

فسون سے سامری تا حشر موسیٰ ہو نہین سکتا
وہ اپنے دل مین خوش ہو لین جو موسیٰ ہوتے جاتے ہین

تم اپنے قول کو اکدن بھی پورا کر نہین سکتے
ہماری وعدے تو ہر روز ایفا ہوتے جاتے ہین

سمجھتے ہین جو فرعون اپنے کو یہ بھی سمجھ رکھین
کہ اُنکے واسطے موسیٰ بھی پیدا ہوتے جاتے ہین

رقیبون کی یہ محفل ہے مرا کیون ذکر ہوتا ہے
یہ کیون اپنی زبان سے آپ رسوا ہوتے جاتے ہین

یہی تھا حسن کا شہرہ۔ یہی تھے آپکے چرچے
کوئی پوچھے تو اب کیا سے اب کیا ہوتے جاتے ہین

اُٹھا یا کس نے پردہ رخ سے کیسی برق یہ چمکی
یہ کیون نظارگی محو تجلّے ہوتے جاتے ہین

جگہہ کس کسکو دون۔ آخر تجھے یا تیری حسرت کو
مرے دل مین تو مہمان روز پیدا ہوتے جاتے ہین

قیامت سے نہین کم آپکی نازک خرامی یہ
کہ اس فتنے سے کیسے حشر برپا ہوتے جاتے ہین

ہم ان پر جان دیتے ہین یہ وہ انجان ہین بالکل
تغافل کے یہ اب سامان پیدا ہوتے جاتے ہین

ادا مستانہ ہے اُنکی۔ تو میری وضع رندانہ
جداگانہ ہر اک کے رنگ پیدا ہوتے جاتے ہین

بہار آتی تو ہے لیکن خزان بھی ساتھ ہی اُسکے
یہ مانا سیکڑون اب اُنپہ شیدا ہوتے جاتے ہین

بناتے ہین سنا ہی رات دن وہ زلف و گیسو کو
پھنسانے کے مری سامان مہیا ہوتے جاتے ہین

ابھی آئے۔ ابھی تر بھر ہوئے اور پھر ابھی رخصت
یہ انداز تلوّن اُن مین پیدا ہوتے جاتے ہین

سُنا جب مجھ سے چرچا میری بدنامی کا وہ بولے
پرائے واسطے کیون آپ رسوا ہوتے جاتے ہین

کوئی کہدے کہ پہلے آئینہ مین اپنا منہ دیکھین
وہ اپنی شکل پر کیون آپ شیدا ہوتے جاتے ہین

کھلا ہمپر نہ یہ عقدہ جفا و جور کے بدلے
وفا پر آج وہ کیون لطف فرما ہوتے جاتے ہین

ہمسے جب ملنے کا وہ وعدہ کیا کرتے ہین
غیر کیا بات ہے سُن سُنکے ہنسا کرتے ہین

دوستی کا ہو بُرا ہم نہین کچھ کہہ سکتے
غیر جو مانگتے ہین آپ دیا کرتے ہین

اپنی حالت پہ سبب مجھے رشک بہت آتا ہے
وہ عیادت کو جو آتے ہین بُرا کرتے ہین

یہ ہمارا ہی کلیجہ ہے ہمارا دل ہے
کہین غیر آپکو دل اپنا دیا کرتے ہین

یہ جو ملجائینگے پھر آپ کہان جائینگے
جان ہم اپنی رقیبون پہ فدا کرتے ہین

تمنے بھولے سے بھی ہمکو نہ کیا ہوگا یاد
ہم تو دن رات تمھین یاد کیا کرتے ہین

خواب مین بھی نہین آسکتے نزاکت دیکھو
ایسے معشوق بھی دنیا مین ہوا کرتے ہین

ہمسے یہ پوچھتے ہین آپ کا مطلب کیا ہے
گویا ہم کہتے ہین جو کچھہ وہ سُنا کرتے ہین

میری حالت جو سُنی کہنے لگے غیرون سے
ہم **وفا** کے لئے دن رات دُعا کرتے ہین

ہے شب غم مین قیامت سی قیامت کیا کرین
تو ہی کہدے کیا کرین ای شام فرقت کیا کرین

ایک بوسہ کے عوض دل لیکے وہ کہتے ہین یہ
تھا گران سودا مگر ہم تجھسے حجت کیا کرین

جو نہ دیتا ہو ہمارے ایک نامہ کا جواب
اُس تغافل کیش سے خط و کتابت کیا کرین

جمع ہین احباب صحن باغ مین ساقی بھی ہے
اک نہین پہلو مین کوئی اچھی صورت کیا کرین

اک قدم ہمسے چلا جاتا نہین یہ ضعف ہے
وہ نہین آتے کہ ہو مانع نزاکت کیا کرین

ایک عالم مین ہوے بدنام جسکے واسطے
تو ہی کہہ زاہد کہ اس سے ترک الفت کیا کرین

آپکے کوچہ مین تھوڑے دن تو کچھہ دن دشت مین
ایکجا رہنے نہین دیتی ہے وحشت کیا کرین

منتون سے دل جو دیتے ہین تو وہ کہتے ہین یون
مال اچھا ہے مگر ہم بے ضرورت کیا کرین

آپ دم بھر مین خفا ہوتے ہین اور دم بھر مین خوش
آپکی رنجش بھری لیکر عنایت کیا کرین

جسکی بزم ناز مین کچھہ بھی نہ ہو اپنا وقار
اُس سے ہم کیونکر ملین اور اسکی صحبت کیا کرین

ساری دنیا مل بھی جائے تو نہین ملتی مگر
کیا کرین تیرا علاج او شام فرقت کیا کرین

ایک دم مین آپ سے غماز بھر دیتے ہین کان
آپ ہوتے ہین خفا ہم ایسی چاہت کیا کرین

چاہتے ہین ترک کرین الفت سفاک کو
راہ پر آتی نہین اپنی طبیعت کیا کرین

کوئی غیبت سے زیادہ معصیت ای دل نہین
دشمنون کی اب زبان سے ہم شکایت کیا کرین

شام وصل آئے بھی وہ تو مدعا نکلا نہین
ہم کو مانع تھی حیا۔ اُنکو نزاکت کیا کرین

آئینہ ہے اپنا دل دشمن جلین تو جلنے دو
مہربان ہین آپ ہم اُنکی شکایت کیا کرین

وہ ہوئے برہم بھی تو ایسے کہ منتے ہی نہین
اب خوشامد کیا کرین ہم اُن کی منت کیا کرین

تیرے سنگِ در پہ ہم کیونکر نہ دین جانِ زار
درد فرقت کا علاج او بیمروت کیا کرین

وہ فرشتے کی نہین سنتا دغا کے سامنے
اب رقیب اس سے بھلا اپنی شکایت کیا کرین

وہ ہمارے قول کو سچ جانتے ہین ای وفا
ایسی صورت مین بھلا دشمن شکایت کیا کرین

باعثِ عالمِ امکان ہین رسول الثقلینؐ
مظہرِ قدرتِ یزدان ہین رسول الثقلینؐ

صبح سازِ شبِ حرمان ہین رسول الثقلینؐ
واہ کیا مہرِ درخشان ہین رسول الثقلینؐ

دل ہے کیا مال مریجان ہین رسول الثقلین
جان کیا چیز ہے ایمان ہین رسول الثقلینؐ

جلوۂ نورِ خدا آپ دکھا دیتے ہین
مردمِ دیدۂ عرفان ہین رسول الثقلینؐ

آپکے حکم کی ہے ساری خدائی تابع
واہ کیا فخرِ سلیمان ہین رسول الثقلینؐ

ذاتِ اقدس نے ہوا شانِ کرم کا اظہار
مظہرِ رحمتِ یزدان ہین رسول الثقلینؐ

طائرِ قبلہ نما ہے دلِ مومن یعنے
قبلہ و کعبۂ ایمان ہین رسول الثقلینؐ

آپ اللہ کو ہر طرح دکھا دیتے ہین
بخدا مرأتِ سبحان ہین رسول الثقلینؐ

حق تعالی ہے اُدھر مدح سرائے احمدؐ
اور ادھر حق کے ثنا خوان ہین رسول الثقلینؐ

نعت خوانون کے دہن موتیون سے بھرتے ہین
ایسے ابرِ گہر افشان ہین رسول الثقلینؐ

مجھسے پوچھینگے نکیرین تو یہ کہدونگا
میرے مولا مرے ایمان ہین رسول الثقلینؐ

جس سلیمانؑ کے تہ حکم تھے جن و انسان
اُس سلیمانؑ کے سلیمان ہین رسول الثقلینؐ

ہون سلاطین اولوالعزم نہ کیون حلقہ بگوش
سلطنت بخشِ گدایان ہین رسول الثقلینؐ

نور اللہ کا ہے ذاتِ مقدس سے عیان
دافعِ ظلمتِ عصیان ہین رسول الثقلینؐ

یاد جب آپکی آئی تو یہ دل بول اوٹھا
گھر مین اللہ کے مہمان ہین رسول الثقلین

کیون نہ سرداری کونین کے شایان ہون آپ
سب سے ہے خدا شاہ تو دیوان ہین رسول الثقلین

بات بن آئی ہے کیا خوب گنہگارونکی
حشر مین شافع عصیان ہین رسول الثقلین

کچھ گلہ گردش دوران کا نہین اب اُن کو
مشفق حال غریبان ہین رسول الثقلین

شب معراج یہ کہتے تھے ملائک باہم
آج اللہ کے مہمان ہین رسول الثقلین

چارہ فرمائی حضرت کے تصدق ہون مین
کیونکہ ہر درد کے درمان ہین رسول الثقلین

اے **وفا** رنج حوادث سے نہ گھبرا اتنا
دافع گردش دوران ہین رسول الثقلین

بس بس کلام سخت کی طاقت یہان نہین
تم جانتے ہو کیا مرے منہ مین زبان نہین

کچھ تو سوال بوسہ پہ کہتا تھا ہان نہین
خاموش تم تو ایسے ہو گویا زبان نہین

مین کیا کہون کہ درد جگر سے ہون بیقرار
حالت جو کچھ مری ہے وہ تجھسے نہان نہین

دیر و حرم مین گلشن و صحرا مین کوہ مین
آنکھین جو ہون تو یار کا جلوہ کہان نہین

باد خزان نے باغ مین جھاڑو سی پھیر دی
بلبل نہین بہار نہین باغبان نہین

تارے فلک پہ پھول کھلے ہین زمین پہ
آنکھین جو ہون تو حسن کا جلوہ کہان نہین

قیمت وہ اک نگاہ کی لیتے ہین جان و دل
مجھسے جو کوئی پوچھے تو سودا گران نہین

دلمین بھی درد عشق جگر مین بھی درد عشق
تمسے مین کیا بتاؤن کہان ہی کہان نہین

انداز دلربا ہے ترا ناز دلستان
کیون کر کہون کہ دل کا کوئی قدردان نہین

جنت سے کم نہین دل پرداغ کا چمن
گلچین کا یان گذر نہین خوف خزان نہین

چوری لگاؤن دلکی مری کیا مجال ہے
چتون پہ ہے گمان مجھے تیر گمان نہین

رکھتا تمھین گلے سے لگا کر تمام عمر
مجبور ہونگہ بس کا مرے آسمان نہین

کتنے رقیب ہین مرے اسکو نہ پوچھیئے
کیا آپکا فریفتہ سارا جہان نہین

خوش ہو بہت سنا کے بجھے تم جلی کٹی
افسوس میرے منہ مین تمہاری زبان نہین

محشر بپا ہے شوخیٔ رفتار دیکھیئے
اور اسکو دیکھیئے کہ ابھی وہ جوان نہین

یہ بھی ہے کوئی بات کہ برسون نہ تم ملو
کچھ دور تو یہان سے تمہارا مکان نہین

بیچین دل نے یار کو اچھا دیا جواب
پہلے جو شوخیان تھین وہ اب شوخیان نہین

چلتا ہے اب زمانہ تمہاری نگاہ پر
تم مہربان نہین تو کوئی مہربان نہین

وہ دل کہ جسپہ خلق کی اُٹھتی تھین انگلیان
ایسا مٹا کہ اب کہین نام و نشان نہین

اب اُنکو ناگوار ہو یا خوشگوار ہو
مین کیا کرون کہ طاقتِ ضبطِ فغان نہین

معشوق سے پیام محبت محال ہے
قاصد ترا بیان ہے یہ اونکا بیان نہین

وہ بیکسی ہے اب کہ سوا تیری یاد کے
ہمدم نہین رفیق نہین مہربان نہین

سنتے ہو تم اسے تو سمجھ بوجھ کر سنو
یہ میرا درد دل ہے کوئی داستان نہین

سمجھا ہی کیا ہے ہمکو بتا دینگے ہم **وفا**
نالے ہمین ہین آج تو یا آسمان نہین

فرقت یار سے مین مرتا ہون
رات دن آہ و نالہ کرتا ہون

موت سے مین یہ چال کرتا ہون
اک مسیحا نفس پہ مرتا ہون

غیر کا حال جب وہ کہتے ہین
ہاتھ کانون پہ اپنے دھرتا ہون

شب فرقت مین اے پری پیکر
تجھکو ہر لحظہ یاد کرتا ہون

کبھی کٹتی تھی عیش مین اپنی
اب تو دن زندگی کے بھرتا ہون

جب کہا مین نے دل نہین زنہیا
مین نے یہ بھی نہ آج تک جانا
ہاے دم بھر وہ آشنا نہ ہوا
عشق وہ جن ہے جسکا ہے یہ قول
پاؤن میرے زمین پکڑتی ہے

بولے مین اس سے کب مکرتا ہون
کون ہے کسکو پیار کرتا ہون
جسکی الفت کا دم مین بھرتا ہون
پڑے ہکے مین سر پہ کب آترتا ہون
کوے جانان مین جب گزرتا ہون

پوچھتا ہی نہین **وفا** وہ کبھی
رات دن جس کا ذکر کرتا ہون

خورشید چہرہ ماہ جبین اور بھی تو ہین
ٹھہرے ہین کیون سزا کے سزاوار ایک ہم
واعظ ہمین کو پند تو دیتا ہے رات دن
پروا نہین تجھے جو ہماری تو غم نہین
ہنگامہ حشر کا ہے مرے گھر مین کسلیے
اک چرخ ہی فقط نہین دیتا ہے مجکو رنج
مرقد مین زندگی سے سوا آئیگا مزہ
ارمان ہین لاکھون خانۂ دل مین بھرے ہوے
او مست خوشخرام فقط نقش پا نہین
لاکھون اگرچہ ہو چکے رحمت سے کیضیاب

تیرے سوا جہان مین حسین اور بھی تو ہین
عاشق ترے ہمین تو نہین اور بھی تو ہین
شیدا اسے حسن ماہ جبین اور بھی تو ہین
دنیا مین مثل تیرے حسین اور بھی تو ہین
زیر فلک مکان و مکین اور بھی تو ہین
سرگرم جور بر سر کین اور بھی تو ہین
اچھے رہین گے زیر زمین اور بھی تو ہین
اک آپ ہی نہین ہین مکین اور بھی تو ہین
کوچے مین تیرے خاک نشین اور بھی تو ہین
امیدوار اسے شہ دین اور بھی تو ہین

الفت **وفا** نے کی ہے کسی بیوفا سے کیون
سہ پارہ گلعذار حسین اور بھی تو ہین

جانتے ہو ترک الفت پر بھی قدرت نہین
پھر یہ کہتے ہو کہ ہم سے اب تمھین الفت نہین

شمع جلتی ہے زمین پر آسمان پر آفتاب
ایک عالم کیا دو عالم مین کہین راحت نہین

غمزۂ سفاک دھمکی موت کی دیتا ہے کیا
ہے یہی جینا تو جینے کی مجھے حسرت نہین

عرش پر پہونچا مزاج اُس کا غرور حسن سے
مژدہ باد اے یاس ملنے کی کوئی صورت نہین

ہمتو اپنی جان سے جاتے ہین اُنکے واسطے
اور سنتے ہین کنگھی چوٹی سے اُنہین فرصت نہین

مین ہون کیون شرمندۂ احسان بلا کر موت کو
جان لینے کے لئے کچھ کم شب فرقت نہین

کون کہتا ہے جنون ہے فصل گل پر منحصر
کیا گریبان گیر اپنا پنجۂ وحشت نہین

آپ بوسہ دیکے ہمکو رنج دینگے غیر کو
آپکے قربان اتنی آپ مین ہمت نہین

ابر بھی روتا ہے میرے غم مین شبنم بھی **وفا**
سوگوارون مین فقط شمع سر تربت نہین

اگر آپ تیغ نظر باندھتے ہین
تو مرنے پہ ہم بھی کمر باندھتے ہین

نکلنے کو ہین دیدۂ تر سے آنسو
مسافر سفر پر کمر باندھتے ہین

وہ تیر افگنی پر جو ہوتے ہین مائل
تو پہلے مرا دل جگر باندھتے ہین

نہ جلدی کر اتنی تو اے خضر رہبر
کہ اب ہم بھی رخت سفر باندھتے ہین

نہ تجھسا بھی بیدرد صیاد دیکھا
کہین بے زبانونکے پر باندھتے ہین

بُرائی تری اور پھر ہم سے ہوگی
یہ بہتان دشمن مگر باندھتے ہین

نہ پہونچے کبھی برق کا ہاتھ جسپر
نشیمن ہم اُس نخل پر باندھتے ہین

مبارک ہو تجھکو کہ اب میرے دشمن
بُرائی پہ تیری کمر باندھتے ہین

منائین نہ کیون عید اب مرنیوالے
سُنا ہے کہ تیغ و تبر باندھتے ہین

مرے اشک غم کی نہین قدر تمکو | اسی کو تو شاعر گہر باندھتے ہین

وفا داغ احباب ہین دل پہ ایسے
کہ ہم بھی سفر پر کمر باندھتے ہین

تمہارے جور و ستم سب مری نگاہ مین ہین | تمہین بھی ہے خبر انکی اثر جو آہ مین ہین
صنمکدے کے جو جلوے مری نگاہ مین ہین | نہ وہ حرم مین ہین زاہد نہ خانقاہ مین ہین
تمھین ہے رنجش بیجا پہ ناز یہ سنلو | بگاڑ مین نہین وہ لطف جو نباہ مین ہین
وہ روز حشر بھی ہونگے نہ آشکار کبھی | جو فتنے جان جہان آپ کی نگاہ مین ہین
نہ پوچھو چاہنے والونکی اپنے کیفیت | تمہاری یاد مین ہین حالت تباہ مین ہین
ہم آنے جانے سے باز آئے دور سے ہی سلام | ہزار رخنے تمہاری قیامگاہ مین ہین
جب اپنے ہو چکی ظاہر ہوس پرستی غیر | وفا سے غیر کے پھر کیون وہ اشتباہ مین ہین
ہماری نالہ وزاری سکے وہ نہین قائل | کبھی تو دیکھہ ہی لینگے اثر جو آہ مین ہین
وصال سے بھی مجھے تسکین ہو نہین سکتی | مزے وہ اسمین کہان ہین جو آہ آہ مین ہین
رقیب ہی سے رہین یہ فریب کی چالین | تمہارے یہ حیلے بہانے مری نگاہ مین ہین
یہ انکی بھولی ادائین تو دیکھو پوچھتے ہین | یہ کیسے داغ نظر آتے روسیاہ مین ہین
کنوین جھنکاسے ہین جنکی چاہ نے برسون | یہ لطف دیکھئے اغیار کی وہ چاہ مین ہین
خبر یہ سنتے ہی مین بے چھری حلال ہوا | گلے وہ غیر سے ملتے ہین عیدگاہ مین ہین
گدا سے مست ہین ہم تکیہ ہے توکل پر | وہ اور ہین جو غم و فکر مال وجاہ مین ہین

وفا کو دیتے ہو الزام بے وفائی کا
عیوب ایسے کسی اور خیر خواہ مین ہین

حسین لاکھون ہین لیکن یہ چال ڈھال نہین
زمانے بھر مین قسم ہے تری مثال نہین

بتون کے حسن دوروزہ کا اعتبار ہی کیا
دل اُس سے کیون نہ لگائین جسے زوال نہین

مکرتے کیون ہو قسم کھا کے مصحف رُخ کی
تمھین کلام خدا کا بھی کچھ خیال نہین

بتون کے سامنے کیا چیز حور ہے زاہد
وہ خوبرو سہی لیکن یہ سن یہ سال نہین

بلا سے جان ہماری گئی محبت مین
کچھ اس کا رنج نہین غم نہین ملال نہین

ہماری موت کی سنکر خبر یہ اُس نے کہا
جو ہے یہ سچ بھی تو مرنا کوئی کمال نہین

ہزار بار پھرا ہے تو قول سے ظالم
تجھے تو اپنی زبان کا بھی کچھ خیال نہین

ہمیشہ یاد ستاتی ہے جسکی رہ رہکر
ستم ہے اُسکو ذرا بھی مرا خیال نہین

جو وصل سے تمھین انکار ہے تو قتل سہی
جواب صاف کے قابل مرا سوال نہین

غضب یہ ہے کہ مجھے بے خطا حلال کیا
پھر اُسکو اپنے کئے پر کچھ انفعال نہین

حنا کی طرح سے ہو سرخرو یہ مشکل ہے
وہ دل جو آپ کے قدمون سے پائمال نہین

بغیر بوسہ دئے آپ لے نہین سکتے
ہمارا دل ہے کوئی مفت کا یہ مال نہین

جگر بھی جان بھی حاضر ہے ایک دل کیا ہے
تمہاری بات کو ٹالون مری مجال نہین

اداؤ ناز مین مہر و وفا ہین آج کہین
ترا جواب نہین ہے مری مثال نہین

وفا سخن یہ سخنور کو ناز زیبا ہے
یہ وہ کمال ہے جسکو کبھی زوال نہین

کسی کے آئے دن کے جھوٹے وعدے آفت جان ہین
وہان پیمان ہی پیمان ہین یہان ارمان ہی ارمان ہین

سناتا ہے کسے تو وعظ و پند اے زاہد نادان
یہان اپنی پریشانی سے ہم سر در گریبان ہین

ترے گیسو کے سودائی جہانتک دیکھے ہین مین نے
بڑے الجھاؤ مین رہتے ہین حیران ہین پریشان ہین

تمہارے وصل کی دولت کسیکے بھی نہ ہاتھ آئی
ہزاروں اسکے طالب ہین ہزاروں اسکے خواہان ہین

جہانتک جاتے ہین تیر نگاہ ناز اُس بت کے
وہان تک یہ نظر آتا ہے سب بیجان ہی بیجان ہین

تلافی وہ کرین وعدہ خلافی کی تو ہم جانین
بناوٹ کی ندامت ہے دکھانیکو پشیمان ہین

عجب کچھ حال سے دیکھا وفا کو اسکے کوچہ مین
گریبان پارہ پارہ ٹکڑے ٹکڑے جیب و دامان ہین

وہان جور و ستم کے واسطے خنجر ہین پیکان ہین
یہان جوش محبت سے وفاداری کے سامان ہین

جو پوچھے قیس کو لیلیٰ تو کہنا اے صبا اُس سے
کہ وہ ہی آبلے ہین خار صحرا ہین بیابان ہین

وفاداری پہ جو مرتا ہو بس عاشق اُسے سمجھو
یہ سارے بوالہوس ہین وصل کی جو تم سے خواہان ہین

نہ ہے وہ جوش اسلامی نہ وہ ہمدردئ قومی
مسلمان اُٹھ گئے اب نام کے باقی مسلمان ہین

کرین وہ کیا عجب کچھ کشمکش مین جان ہے اُنکی
کہ ہین بھی ملتجی بوسہ کا ہون دشمن بھی خواہان ہین

اگر مین جھوٹ کہتا ہون تمھین انصاف سے کہدو
کہ مجھ سے جتنے پیمان ہین تمہارے ویسے پیمان ہین

نہین ممکن کہ ایسی صورتین جنت مین ہون زاہد
اگر یہ مان بھی لون مین کہ اُسجا حور و غلمان ہین

کسیکی بزم مین اپنی رسائی ہو تو کیونکر ہو
کہ سب دشمن نظر آتے ہین اپنے جتنے دربان ہین

وفاداران الفت خون کا دعویٰ نہین کرتے
کوئی ان سے یہ کہدے آپ ناحق کو پشیمان ہین

ہمارا حال بستر عشق مین اُن کے ہوا ایسا
کہ جسکو دیکھکر دشمن بھی اب سر در گریبان ہین

دکھائی مین نے جب انکو شبیہ حضرت یوسفؑ
تو بولے بس یہی صورت ہے جسپر آپ نازان ہین

چھپانا درد دل کا عشق مین ہرگز نہین ممکن
جو سینے مین نہان ہین راز چہرے سے نمایان ہین

مجھے دیکھا جو بزم غیر مین پوچھا یہ کون آیا
مگر پھر سوچکر خود ہی کہا میرے عمر خان ہین

پری کا جلوہ ہے یا ہے شراب شیشے مین
خبر نہین کہ یہ کس کی ہے تاب شیشے مین

سمجھ کے دیجیو پیر مغان ہین ساغر
شراب ہوتی ہے اکثر خراب شیشے مین

خدا کا شکر ہے ساقی نے کر کے رکھی ہے
ہمارے واسطے مے انتخاب شیشے مین

اثر جو رندون کے سوز جگر کا ظاہر ہو
شراب جل کے ابھی ہو کباب شیشے مین

کباب ہو گیا جلکر جگر مرا ساقی
کہا جو تو نے نہین ہے شراب شیشے مین

جو نیند آتی نہین بفکر حشر مین زاہد
تو پیکے دیکھ کہ ہے کیسا خواب شیشے مین

بھری ہوئی مے گلگون نہین ہے اہین وفا
بھرا کلال نے ہے آفتاب شیشے مین

بہار آئی ہے جلسے ہو رہے ہے بادخوارون مین
کرم ساقی کا ہو مدت سے ہون امیدوارون مین

وہ آ بیٹھینگے اکدن محفل رندان مین لے زاہد
بڑے جو پارسا مشہور ہین پرہیزگارون مین

ہوئی ہے کچھ توجہ اُسکی اب معطوف اسحاب
رہے ہم سالہا جسکے فقط اُمیدوارون مین

ہم اُس یوسف کے عاشق ہین ہم اُس محبوب کے شیدا
ثنا جسکی ہے قرآن مین کے تیس پارون مین

فقط حرمان و یاس و حسرت و اندوہ باقی ہین
ہمارے ہمنشینون مین ہمارے غمگسارون مین

ذرا لانا ادھر بھی چھانٹ کر ساقی مے گلگون
یہ بیٹھے ہین جو حضرت ہین بڑے پرہیزگارون مین

بڑے آرام مین ہین جو چھٹے دنیا کی کاوش سے
کہان فکر معیشت ہے انھین جو ہین مزارون مین

قفس مین دیکھ کر اے ہمصفیرو خندہ زن کیون ہو
مزے لوٹے ہین ہم نے بھی بہت اگلی بہارون مین

کہین دستار قاضی ہے کہین عمامہ زاہد
نئے انداز کے جلسے ہین ابکے بادہ خوارون مین

مٹا سب ادعائے زہد مٹی مین ملا تقوے
وہی عاشق ہوئے اُسیر جو تھے پرہیزگارون مین

رقیب روسیہ ہو آپ ہون یا آسمان کوئی
نہین ہمدرد اپنا ایک بھی ان تینون چارون مین

تمہارا چاہنے والا نہین ہے نہین کوئی بھی　　رقیبون کو کہو تو روسیہ کر دون ہزارون مین

خدا کا شکر ہے اب وہ رقیبون سی بھی کہتے ہین
وفا سا چاہنے والا نہین دیکھا ہزارون مین

حسن اُس کا دلربا ہے فسون ساز تو نہین　　انداز ہے مگر کوئی اعجاز تو نہین
خنجر کی آب و تاب ہے دم بھر کی میہمان　　کیا خوف مجھکو کچھ نگہ ناز تو نہین
سرگوشیان رقیب سے ہوتی ہین بزم مین　　وابستہ اس سے آپکا کچھ راز تو نہین
رہ رہ کے اُسکی وعدہ خلافی کی ہے خلش　　ہے یہ گمان کہ غیر کا دم ساز تو نہین
دیوانگی سے سن کے ہین زنجیر کی صدا　　کہتا ہون اُسکے پانون کی آواز تو نہین
ہم نے اگر بیان کیا کیا بُرا کیا　　جور و ستم عیان ہین کوئی راز تو نہین
بہکاتا ہے مجھے تجھے کرتا ہے بدگمان　　یہ نامہ بر ترا کہین غماز تو نہین
کیون پھر گئی ہے مجھ سے خدائی بتا تو دے　　یہ بھی کہین تری نگہہ ناز تو نہین
تیر نگئی فلک کو جو دیکھا ہوا خیال　　یہ آپکی نگاہ فسون ساز تو نہین
بلبل کے پر کتر کے بھی صیاد نے مرے　　پوچھا کہ اس مین طاقت پرواز تو نہین

کیون چھیڑتے ہو بزم مین اغیار کی اُسے
آشفتہ سر **وفا** ہے کوئی ساز تو نہین

فلک بدشعار کی باتین　　ایسی ہین جیسی پیار کی باتین
آج خط مین لکھا ہے اور ہی کچھ　　کل تھین کچھ اور تار کی باتین
روح کو جسم سے چھڑاتی ہین　　خنجر آب دار کی باتین
سُن کے کانو نپہ ہاتھ دھرتے ہین　　عاشق دل فگار کی باتین

دیکھنا رنگ لائینگی کیا کیا
گنبد زر نگار کی باتین

منفعل کرتی ہین سمندر کو
دیدۂ اشکبار کی باتین

وہ سنین بھی تو کسطرح سے سنین
ایک کی دو کی چار کی باتین

کرتی ہین شرمسار گلشن کو
اس دل داغدار کی باتین

بزم دشمن مین کیا غضب ہے کہ وہ
کرتے ہین ننگ و عار کی باتین

کچھ تو سنئے خدا کیواسطے آج
اس دل بیقرار کی باتین

وہ سنین کچھ تو مین سناؤن **وفا**
دل امیدوار کی باتین

سر کو سم خنجر قاتل پہ فدا کرتے ہین
جان و دل کو ہدف تیر بلا کرتے ہین

لیکے دل مورد صد رنج و بلا کرتے ہین
نام رکھتے ہین وفا۔ اور جفا کرتے ہین

بے وفائی سے وہ اپنی نہین نادم ابتک
ہم وفا سے نہ پھرے شکر خدا کرتے ہین

دیکھ لیتے ہین اُسے آینۂ دل مین مدام
کام دن رات یہی اہل صفا کرتے ہین

کیا تماشا ہے بلا کر نہین ملتے مجھ سے
حق محبت کا وہ اسطرح ادا کرتے ہین

اپنی واژونئ قسمت کا ہے شکوہ ہمکو
بیوفائی کا کہان تیری گلا کرتے ہین

بیوفا سے کہو پیغام **وفا** کا جا کر
ترک الفت کہین ارباب وفا کرتے ہین

وہ کونسا بشر ہے جو تم پر فدا نہین
تمسا حسین جہان مین کوئی دوسرا نہین

دیکھی ہوس پرستئ اغیار آپ نے
اب بھی خیال آپ کو پیدا ہوا نہین

میرے سوال وصل پہ خاموش ہو گئے
اس وضع سے کہ بات کو گویا سنا نہین

جب عرض کی کہ ہم پہ بھی کچھ رحم کیجئے
بیساختہ زبان سے یہ کہدیا نہین

مین اور شکوہ آپ کا کچھ خیر ہے جناب
مین نے کبھی دعا کے سوا کچھ کہا نہین

تا چند مین جفا و ستم آپ کے سہون
ہان دلربا ہین آپ کسی کے خدا نہین

جلتا ہے مجھ سے غیر اگر جلنے دیجئے
سچ پوچھئے تو مجھکو عداوت ذرا نہین

اے چارہ ساز درد محبت ہے لا دوا
جز شربت وصال کچھ اس کی دوا نہین

دل توڑتے ہو بادہ کشون کے جناب شیخ
مرد خدا ذرا تمھین خوف خدا نہین

ہنستے ہو میرے سامنے غیرون سے بزم مین
تمکو ذرا حجاب نہین۔ کچھ حیا نہین

آزردہ دل کیا جو **وفا** کو تو کیا ہوا
اب آپکا خیال اُسے بھی رہا نہین

پھر دل ہے بیقرار کہ وہ مہ جبین نہین
بےچین پھر ہے روح کہ وہ نازنین نہین

ہوتا نہین خیال مین بھی ہمکنار وہ
راحت کی شکل اب کوئی جان حزین نہین

ملتے ہین خاک مین گہر اشک کیا کرون
دیوانہ پن مین جیب نہین آستین نہین

قاتل نے حسرتون کا کیا خون بیشتر
بسمل کے ساتھ کوئی دم واپسین نہین

حورون سے واسطہ نہ صنم سے اُمید وصل
وارفتۂ بتان کا ٹھکانا کہین نہین

انکار کی ادا مین ہے اقرار کا مزہ
ہنس ہنس کے آپ پھر یونہین کہئے نہین نہین

کہتے ہین وہ محال ہے اُس سے **وفائے** عہد
اُنکو ابھی **وفا** سے وفا کا یقین نہین

جان و دل فرقت جانان مین فدا کرتے ہین
آج جو عشق کا حق ہے وہ ادا کرتے ہین

رات دن نالہ و فریاد و بکا کرتے ہین
ہجر مین جو نہ سنا تھا وہ کیا کرتے ہین

شوق جانان مین عمل حُب کا پڑھا کرتے ہین
بت کافر کے لئے یاد خدا کرتے ہین

قیس و فرہاد کی حالت سے ہے سب پر ظاہر
حضرت عشق جو برتاؤ کیا کرتے ہین

تاک مین بیٹھے ہین وہ گیسوے شبگون ایدل
تجھپہ نازل کوئی اب تازہ بلا کرتے ہین

مدعا یہ کہ مرے قتل سے بھی ہے انکار
اب وہ ہاتھونکو جو پابند حنا کرتے ہین

غیر سے آنکھہ ملا کر بمجھے مجروح نہ کر
اے کماندار ترے تیر خطا کرتے ہین

سجدہ کرتے ہین دم مرگ تری چوکھٹ پر
ہم قضا کو اسی صورت سے ادا کرتے ہین

ہے زمانے مین کریمون کی یہ پہچان **وفا**
وعدہ جس شخص سے کرتے ہین وفا کرتے ہین

مین داستان ہجر سناؤن کہان کہان
دیوانگی مین شور مچاؤن کہان کہان

کیا لطف ہے وہ پوچھتے ہین قتل گاہ مین
مین اپنی تیغ ناز لگاؤن کہان کہان

دل ان کی نذر ہو گیا باقی ہے ایک یہ
مین جان ناتوان کو چھپاؤن کہان کہان

دیوانگی سے سارا زمانہ ہوا ہے تنگ
ہو حق کا شور روز مچاؤن کہان کہان

لاکھون مین تو حسین ہے شہرت پسند ہے
تصویر تیری جا کے دکھاؤن کہان کہان

دشمن کا ایک گھر ہو تو پہنچاسے نامہ بر
وہ کہہ رہا ہے خط کو دکھاؤن کہان کہان

کعبے مین تو ہے دیر مین تو میکدے مین تو
حیران ہون ترے واسطے جاؤن کہان کہان

زاہد پیالہ نوش سے خم نوش ہو گیا
یارب مین اسکو روز پلاؤن کہان کہان

ملتا نہین ہے وہ بت ہرجائی اے **وفا**
نہ پاؤن تو مین شور مچاؤن کہان کہان

ایجان۔ جان و دل سے مین تجھپہ نثار ہون
تیری نگاہ لطف کا امیدوار ہون

دلکو نہ چین ہے نہ مجھے شب کو ہے قرار سیماب سے زیادہ مین کچھ بیقرار ہون
بے سمجھے بوجھے غیر کی چالون مین آگئے پھر اسپہ ناز یہ ہے کہ مین پختہ کار ہون
آسان نہین لحد کا مٹانا مری جناب گزرے ہوئے زمانے کا مین یادگار ہون
ایجان تجھکو میرے ستانے سے فائدہ بیرحم۔ رحم کر۔ مین غریب الدیار ہون
وہ اپنے جان نثارون سے کہتے ہین صاف صاف سنلو کہ مین زمانۂ ناسازگار ہون
پل پل کا حال گرچہ ہے معلوم پھر بھی وہ یہ کہہ رہے ہین مین تو تغافل شعار ہون
مشہور گو جہان مین ہے دیوانہ پن مرا مطلب کا اپنے پھر بھی بہت ہوشیار ہون
یہ انقلاب طبع نرالا جہان سے ہے تم غیر پر نثار۔ مین تم پر نثار ہون
جس گلبدن کے ہجر نے سینہ کیا فگار افسوس مین نگاہ مین اُس کی ہی خار ہون

احباب کے تو ہوتے ہین سب دوست آ وفا
مین دشمنون کا بھی بخدا دوستدار ہون

ہوئے خواب سب عیش وعشرت کے دن مصیبت کی راتین ہین آفت کے دن
سنبھل کر چلو ورنہ پچھتاؤ گے جوانی کا عالم ہے غفلت کے دن
خدایا اجل آئے یا وصل ہو غضب ہے نہین کٹتے فرقت کے دن
یہ اُبھرا ہے جوبن کہ اُڑتے ہین ہوش پھر اُس پر غضب ہین شرارت کے دن
مزہ ہو جو حور جنان کے عوض ملین آپ مجھکو قیامت کے دن
ابھی ہے لڑکپن نہ چھیڑو اُنھین ذرا آتو جائین نزاکت کے دن
شرافت کو اب پوچھتا کون ہے فقط آج کل ہین لیاقت کے دن
بتون کی محبت مین پامال ہون خدا سے کہون کیا قیامت کے دن

وفا داغ کی یہ غزل خوب ہے
نہ محروم ہون میں شفاعت کے دن

بنتی ہوئی جو بات ہو کوی بگاڑ آے کیون
دل ہے کسیکا زم تو درد سے بھر نہ آے کیون
سخت دلی کی تھی خبر کرتے ہو ہاے ہاے کیون
مجھ سے نہیں ہے جب غرض شکوہ گلہ بھی ہے عبث
انکی ہر ایک ادا ہے قہر اور غضب ہے سادگی
کسکو سناٸین حال زار۔ کون ہے اپنا غمگسار

غیر ہمارا حال زار جا کے اسے سناے کیون
غیر کا حال زار بھی کوی ہمین سنانے کیون
عشق کے سارے واقعات تم ذرا ہمی سناے کیون
اٹھکے چلا جو بزم سے کوی مجھے بُلاے کیون
چھین کے دل وہ کہتے ہیں کرتی ہو ہاے ہاے کیون
دل کی طرح گیا ہون بیٹھ کوئی مجھے اٹھاے کیون

اچھی غزل ہے اے وفا غالب نکتہ سنج کی
روین گے ہم ہزار بار کوی ہمیں ستاے کیون

کیا مزہ ہو جو مین آلودۂ عصیان ہولون
نزع کے وقت بھی ہے دل کی تمنا اتنی
عشق کی کارگزاری سے ہے وحشت دل کو
رنج کا ہوتا ہے انجام ہمیشہ راحت
تم ادھر غیر سے باتین کرو دل شاد کرو
ہے شب وعدہ مرے دلکو ذرا چین آجاے

توبہ رو رو کے کرون دل مین پشیان ہولون
گرد پھر پھر کے مرون یار پہ قربان ہولون
ضبط رخصت دے تو مین سوئے بیابان ہولون
بعد ہے راحت دل پہلے پریشان ہولون
مین ادھر اپنی محبت پہ پشیمان ہولون
صبر کر دست اجل یار پہ قربان ہولون

کہتی بلبل ہے یہ صیاد سے رو رو کے وفا
رہنے دے باغ مین مجھکو کہ خوش الحان ہولون

یا حبیب کبریا تیرے طلبگارون مین ہون
تو سراپا ناز ہے مین ناز بردارون مین ہون

مصطفیٰ تو شاہ ہے مین کفش بردارون مین ہون
تو ہے یوسف اور مین تیرے خریدارون مین ہون

بخشدے میرے گنہ یارب طفیل پنجتن
امتی تیرے نبی کا ہون گنہگارون مین ہون

معترف تقصیر کا ہون منفعل اعمال سے
ہے سر تسلیم خم بیشک خطا کارون مین ہون

کیا عجب ہے میٹ دے نقش خط تقدیر کو
تو شفیع عاصیان ہے مین گنہگارون مین ہون

یوسف مصر کی صورت تو جو ہے بازار مین
مین زلیخا کی طرح تیرے خریدارون مین ہون

بت پرستون کو خبر کردو کہ مین ہون بت شکن
اس رسول ہاشمی کے کفش بردارون مین ہون

احمد مختار کی امت مین ہون شکر خدا
شافع روز جزا وہ مین گنہگارون مین ہون

یا محمدؐ جلد بلوالو مدینے مین سب مجھے
سینہ ریشون مین تمھارے ہون دل افگارون مین ہون

جلد جام وصل سے فرمایئے سیراب اب
یا رسول کبریا فرقت کے بیمارون مین ہون

کیجئے آزاد اب مجھکو خدا کے واسطے
مدتون سے بند عصیان کے گرفتارون مین ہون

خود خدائے پاک ہے جنپر فدا صل علیٰ
وہ مرے دلدار ہین انکے گرفتارون مین ہون

نزع مین یارب مرے ورد زبان ہو لا الٰہ
امتی خیر الوریٰ کا اور دیندارون مین ہون

ساتھ ہی اسکے مٹے سوز درون سوز برون
غم سے آزادی کہان دل کے عزادارون مین ہون

ہے خمار ساغر عشق محمدؐ اے وفاؔ
بادۂ عرفان سے مست اسکی پرستارون مین ہون

پیچ کاکل کے تری سنبل پیچان مین نہین
روئے رخشان کی چمک مہر درخشان مین نہین

جب کہا مین نے کرو ترک ملاقات رقیب
بولے یہ بات مرے حیطۂ امکان مین نہین

اک خدائی کا تماشا نظر آیا اس مین
سیر جو وادئ دل مین ہے گلستان مین نہین

کجروی اسکی ہمین صاف بتا دیتی ہے
کہ درستی کی روش گنبد گردان مین نہین

رشک سے جان نکل جائے نہ کیونکر اپنی
کوی غیروں کے سوا محفل جانان مین نہین

آنکھ ملتے ہی نگاہونکو چورا لیتے ہین
مہر و الطاف ذرا چشم حسینان مین نہین

خوب ہی دادِ سخن دی ہے وفا کیا کہنا
جسقدر تم مین فصاحت ہے وہ سحبان مین نہین

تم سا بے مہر کسی فرقۂ انسان مین نہین
گبر و ترسا مین نصاریٰ و مسلمان مین نہین

نہ تواضع نہ مدارا نہ سلام اور پیام
آدمیت کا نشان تک ترے دربان مین نہین

لائے ہو غیر کو ہمراہ عیادت کے لیئے
ہے وہ احسان کہ داخل کسی احسان مین نہین

اشک گلرنگ کی دنیا سے انوکھی ہے بہار
میرے دامن مین ہین جو پھول گلستان مین نہین

شب فرقت مین عجب طرح بسر ہوتی ہے
پھول بستر پہ نہین شمع شبستان مین نہین

دل گیا خون ہوا درد گیا رنج مٹا
ہم تو دل دیکے کسی طرح بھی نقصان مین نہین

یار پہلو مین وفا جب نہو حسرت کیسی
وہ نہین پاس تو کچھ منزل ویران مین نہین

ہو گیا سارا زمانا دشمن
تو ہے نادان وہ دانا دشمن

چور تھا دوست کے پیراہن مین
شکر ہے جلد اُسے جانا دشمن

اُس کے آگے نہین چلتی تدبیر
کیا لگاتا ہے نشانا دشمن

داب کر آنکھ لگاتا ہے تیر
تاک لیتا ہے نشانا دشمن

دوست دشمن کی سمجھ کچھ نہ رہی
پا گیا اب تو ٹھکانا دشمن

رحم اللہ کرے ہر اک پر
ہو کوئی دوست مرا یا دشمن

اے وفا اس سے حذر لازم ہے

جسکو اک مرتبہ جانا دشمن

انکی محفل میں بھلا چلتی ہین تقریرین کہین
وصل کیا کچھ کھیل ہے پلٹی ہین تقدیرین کہین

سلسلے لاکھوں مٹے ٹوٹا نہ لیکن یہ طلسم
اے جنون کچھ خیر ہے رکتی ہین زنجیرین کہین

واہ رے آہ و فغان تو نے کیا محشر بپا
سچ ہے رو کے سے رکا کرتی ہین تاثیرین کہین

سیکڑون ناوک فگن دیکھے ہزارون تیغ زن
ایسی تیکھی باڑہ کی دیکھین نہ شمشیرین کہین

بہر زر کیون بیچتا ہے اس در شہوار کو
کھو کے نقد آبرو ہوتی ہین توقیرین کہین

اے بخالت تجھپہ لعنت کیا ہوا حاصل تجھے
کوڑی کوڑی جوڑکر ہوتی ہین توقیرین کہین

خوب مصرع ہے امیر لکھنوی کا اے وفا
سامنے تقدیر کے چلتی ہین تدبیرین کہین

دم عشق احمدی مین نکل جائے تو کہون
دل میرا اس طرح جو بہل جائے تو کہون

مدہوش جام عشق نبیؐ سے ہون راتدن
مستی سے دل مرا جو ابل جائے تو کہون

آنکھوں میں راتدن ہے تصور حضور کا
دم یاد مین نبیؐ کی نکل جائے تو کہون

ہو کام مجھکو یاد محمدؐ سے ہر گھڑی
اس شغل مین جو عمر نکل جائے تو کہون

کوئے نبیؐ مین جاکے ہو دل میرا پایمال
قدمون پہ شاہ دین کے سلجائے تو کہون

جلتا ہون سوز ہجر سے ہردم مثال شمع
دل موم کی طرح جو پگھل جائے تو کہون

جس دلمین ہو نہ آتش عشق رسول پاک
برق بلا سے جلد وہ جل جائے تو کہون

مضطر ہون جلد مجھکو بلا لو مدینے مین
حالت جو میرے دلکی سنبھل جائے تو کہون

ڈوبا رہون میں عشق محمدؐ مین یا خدا
دلکی یہ آرزو جو نکل جائے تو کہون

عشق رسول پاک مین اکسیر ہو گیا
سوز دروں سے دل مرا جلجائے تو کہون

ہے آرزو وفا کہ مدینے مین ہو مزار
قدمونپہ مصطفیٰ کے دم جو نکل جاے تو کہون

مجھپہ بھی چشم کرم مین بھی وفادارون مین ہون
تم سراپا ناز ہو مین ناز بردارون مین ہون

میری حالت مجھ سے کیا تم پوچھتے ہو دوستو
زاہدون مین متقی مے نوش میخوارون مین ہون

کیا سمجھ رکھا ہے تونے مجھکو اے سرمست ناز
فتنہ گر تو ہی نہین مین بھی تو عیارون مین ہون

اے فلک کب تک کریگا مجھپہ تو جور و ستم
سب بھلا دونگا تری شیخی کہ ہشیارون مین ہون

بے رخی بے اعتنائی پیر گردون تا کجا
جلد میری راہ پر آجا کہ ناچارون مین ہون

ڈالدے باہین گلے مین وصل سے کر شادکام
ایک مدت سے ستمگر مین طلبگارون مین ہون

ہان پلادے وصل کا ساغر کہ مین ہون تشنہ کام
میری جان مدت سے مین تیرے پرستارون مین ہون

آپ تحفے بھیجتے ہین مدعی کو صبح وصل
دل یہ کہتا ہے کہ مرجھاے ہوئے ہارون مین ہون

او بت کمسن خدارا اب تو کچھ حسرت نکال
کب سے مین امیدوارون مین طلبگارون مین ہون

صاف آئینہ کی صورت دل سے دلکو راہ ہے
دوستون کا دوست مین ہون یار مین یارون مین ہون

منہ سے خم کے لگادے ساقی دریا نوال
مین پرانا رند مدت سے قدح خوارون مین ہون

گو نظر مین دوستون کی ہون گل تر سر بسر
دشمنون کے واسطے سوکھے ہوئے خارون مین ہون

حال ہے زار و زبون برگشتہ ہے تقدیر بھی
مبتلا کتنے غمون مین کتنے آزارون مین ہون

منفعل اپنی خطا سے ہون سزاوار سزا
جو مجھے چاہو سزا دو مین خطاوارون مین ہون

وقت پر کیا بیوفائی کی ہے تونے اے وفا
پھر اسی منہ پر یہہ کہتا ہے وفادارون مین ہون

خبر نہین تمھین کیسے کٹے ہمارے دن
بڑا مزہ ہو یونہین گر کٹین تمہارے دن

نہ ایسا بھی کوئی بیدرد ہوگا عالم مین — جلی کٹی ہی سناتے ہین آپ سارے دن

جو میرے دلمین ہے کہتے ہوئے مین ڈرتا ہون — یہ کالی کالی گھٹا ہے یہ پیارے پیارے دن

تمھارا ہاتھ ہو گردن مین میرا سینہ پر — کہ لطف اُڑانے کے قابل ہین یہ تمھارے دن

جہان نماند وچنین نیز ہم نخواہد ماند — خدا نے چاہا تو پھر جائین گے ہمارے دن

مزے اُڑاو جوانی کے اور کھُل کھیلو — اُمنگ پر ابھی جوبن ہے اور پیارے دن

تمھارے عارض پرنور ہون جو جلوہ فگن — ابھی بتاین مجھے دور سے اشارے دن

تم اور ترک جفا۔ یہ خیال بھی نہ کرو — گزر ہی جائینگے ہر حال مین ہمارے دن

بقول داغ میسر **وفا** ہو روز نشاط
پھرین ہمارے بھی جیسے پھرے تمھارے دن

آیا ہے دل بتون پر اب اپنی نظر کو کیا کرون — بھر گئین دل مین حسرتین دردِ جگر کو کیا کرون

بس مین نہین ہے دل مرا آہ و فغان ہے رات دن — عشق بتان مین مر مٹا لیکے اثر کو کیا کرون

راحت جان و دل ہو تم چین تمھین سے ہی مجھے — تم ہی نہین ہو پاس جب شمس و قمر کو کیا کرون

عیش ہوا ہے تلخ سب اُس نے ستایا بے سبب — شور مچا رہا ہے اب مرغ سحر کو کیا کرون

تو ہے خبیر تو علیم میری خطا نہین کریم — بجھ گئی آتش جحیم دامن تر کو کیا کرون

وصل کی شب جو بیحجاب کرتا ہون اُنسے کچھ خطاب — کہتے ہین بیحیا ہے تو ایسے بشر کو کیا کرون

آہ کرے اگر **وفا** چاہے جو کچھ وہ دے سزا
پردہ نشین ہے سب بجا دیدۂ تر کیا کرون

جنھین راحت میسر ہے انھین کو غم بھی ہوتے ہین — جہان شادی رچاتے ہین وہین ماتم بھی ہوتے ہین

اُٹھایا خار نے سر اُسکو کھٹکا ہی رہا غم کا — تکبر جنکو ہوتا ہے سر اُنکے خم بھی ہوتے ہین

چلا جب ہنس بنکر زاغ پھر اُس کا چلن بگڑا
جو اپنی حد سے بڑھتے ہین وہی تو کم بھی ہوتے ہین

تمھین اغیار سے خلوت مبارک ہو خدا حافظ
مخل ہوتے ہین صحبت مین تو رخصت ہم بھی ہوتے ہین

مصیبت مین جو کام آئے وہی اک دوست ہے صادق
بہت کہنے کو یون تو دوست بھی ہمدم بھی ہوتے ہین

بٹھا لیتے ہین پہلو مین جسے منظور ہوتا ہے
عدو بھی ہوتے ہین محفل مین انکی ہم بھی ہوتے ہین

سیہ بختی مری پہلے ہی بڑھکر ہے زمانے سے
شریک اُس مین تمھارے گیسوئے پرخم بھی ہوتے ہین

دو روزہ عیش پر کوئی نہ بھولے دار فانی مین
نہان اس پردے کے اندر ہمیشہ غم بھی ہوتے ہین

وفا جو جان نثار قوم ہین کم یاب ہین بیشک
دکھاوٹ کو ہمارے دیدۂ پرنم بھی ہوتے ہین

روتے روتے میری آنکھین ابر نیسان ہوگئین
حسرتین جو راز تھین مشہور دوران ہوگئین

قیصر و دارا کہان ہین قیس و لیلیٰ ہین کہان
صورتین کس کس کی زیر خاک پنہان ہوگئین

وصل مین جو کچھ ہوا اُس پر عبث ہے روٹھنا
کل کی باتین آج تک سب محو ایجان ہوگئین

کیا کسی کو پھر بلا مین پھانسنا منظور ہے
کس لئے پھر آپکی زلفین پریشان ہوگئین

ہم نے جب مانگی دعا کچھ بھی نہ بر آئی مراد
آپکی باتین مگر مقبول یزدان ہوگئین

روتے روتے میری آنکھین فرقت ساقی مین آہ
گوہر شہوار سے لعل بدخشان ہوگئین

وصل کی شب جسقدر دل مین بھری تھین حسرتین
تمپہ صدقے ہوگئین سب تمپہ قربان ہوگئین

عشق مین گو پردہ داری لاکھہ کی مین نے مگر
آرزوئین رنگ رخ بنکر نمایان ہوگئین

ہے مقدم اے وفا کوشش یہ ہے ہر کام مین
مشکلین جتنی پڑین مجھ پر سب آسان ہوگئین

دل اڑانے کے لیے سر پر ہوائین آئین
میکشو مژدہ کہ گھنگھور گھٹائین آئین

لخت دل کھا کے پیو خون جگر جابے شراب | یاد ایام کہ عبرت کو گھٹائین آئین
توبہ کرتے ہین بظاہر نہین دل مین کچھ خوف | کام کس وقت ہمارے یہ دعائین آئین
سینکڑون ظلم کیئے اُف رے تری طرز ستم | لوٹنے کے لئے دل خوب ادائین آئین
جان دی آج یہ کس نے کہ ترے کوچہ مین | در و دیوار سے ماتم کی صدائین آئین
تیری رحمت کے مقابل ہون خجل روز جزا | کچھ بھی گنتی مین نہ افسوس خطائین آئین

اے وفا موسم سرما مین ہین برسات کے دن
سخت بارش جو ہوئی اور بلائین آئین

نہین ہے تجھسا ستمگر کوئی زمانے مین | وفا شعار نہ مجھ سا ستم اُٹھانے مین
مین فرد معصیت دھر ہون زمانے مین | کوئی بتا دو تو مجھ سا کسی گھرانے مین
بتون کا ظلم سہا عشق و عاشقی کر کے | مین غم اُٹھانے مین ہون فرد وہ ستانے مین
مجھے وہ چھیڑ کے محفل مین ہو رہے ہین خوش | بہل رہا ہے دل اُنکا بہت ستانے مین
ہے انفعال کی لذت نصیب مین میرے | خمیر شرم ہے عاصی کے آب و دانے مین
کرم ہو حال یہ اس تشنہ کام کے ساقی | پڑا ہے دیر سے تیرے شراب خانے مین
کر اپنے فضل و کرم سے مجھے بھی مالا مال | کمی نہین ہے الٰہی ترے خزانے مین
یہی دعا ہے یہی آرزو ہے شام و سحر | نہ ہون مین دست نگر اے خدا زمانے مین
کسیکی ایک طرح پر گذر نہین سکتی | خوشی ہے آج تو کل رنج ہے زمانے مین
خوشی سے پھولا سماتا نہین اُدھر صیاد | اِدھر اُداسی برستی ہے آشیانے مین

کبھی وفا کو نہ بھولو وہ دن تو یاد کرو
تمھین بھی چاہ تھی اُس کی کسی زمانے مین

بعد خالق مصطفےٰؐ ہے دوسرا کوئی نہین — شافع محشر بجز خیر الوریٰ کوئی نہین

حق تو یہ ہے مصطفےٰؐ سا پیشوا کوئی نہین — ہم گنہگارون کا حامی دوسرا کوئی نہین

آپ ختم المرسلین ہین آپ محبوب خدا — گو نبیؐ لاکھون ہین لیکن آپ سا کوئی نہین

یون تو کہنے کو زمانے مین ہزارون ہین حسین — میری نظرون مین مگر تیرے سوا کوئی نہین

تیری خاطر حق تعالیٰ نے بنائی کائنات — لاکھون پیغمبر ہوئے تجھ سا ہوا کوئی نہین

غرق ہونیکو ہے کشتی لیجیئے جلدی سنبھال — بحر عصیان جوش زن ہے ناخدا کوئی نہین

جسنے دی تکلیف کرتے تھے دعا اُسکے لئے — رحمۃؐ للعالمین سا رہنما کوئی نہین

نفسی نفسی سب رہے کہتے ہوئے تیرے سوا — حشر کے دن سامنے حق کے گیا کوئی نہین

میری آنکھون مین تصور ہے مدینے کا فقط — میرے دلمین اب تو حضرتؐ کے سوا کوئی نہین

یارسول اللہ بچا لو نزع کی سختی مین ہون — جز تمہارے عاصیون کا رہنما کوئی نہین

ہم نہین کہتے کسیکو اے **وفا** منہ سے برا — گو برا بھی ہو مگر ہم سے برا کوئی نہین

دخل بلبل باغ مین وقت خزان کچھ بھی نہین — شاخ گل پر آشیانے کا نشان کچھ بھی نہین

دیکھ لے عبرت کی آنکھون سے زمانیکی بہار — دل مین اب اندیشۂ فصل خزان کچھ بھی نہین

عمر غفلت مین جنھون نے کی بسر وہ شرم سے — روتے ہین پاس اُنکے وقت امتحان کچھ بھی نہین

خواب غفلت سے اُٹھا سر چھوڑ دے طول امل — کوچ کا سامان کر عمر روان کچھ بھی نہین

ذکر ہے لیلیٰ کے ناقہ۔ اور جذب حسن کا — قیس کی صحرا نوردی کا بیان کچھ بھی نہین

سربلندی اور پستی کا سنائین ذکر کیا — یہ زمین کچھ بھی نہین آسمان یہ کچھ بھی نہین

بات بنتی ہے بگڑ کر جب خدا کا فضل ہو — سچ اگر پوچھو تو اسباب جہان کچھ بھی نہین

دولت وزر گر نہو حاصل تو غم اس کا ہے کیا
رنج کیا تقدیر کا خواب گران کچھ بھی نہین

مال پر جو مرنے والے ہین قیامت ہے کہ وہ
آج جا کر دیکھ لو اُن کا نشان کچھ بھی نہین

کیا سکندر اور دارا سے ہوئے فرمان روا
قصر قیصر شوکت نوشیروان کچھ بھی نہین

کانپتے تھے جنکی نوجون کے نشان سب دیکھکر
آج جا کر دیکھ لو اُن کا نشان کچھ بھی نہین

ہو گیا ایسا روانہ قافلہ اسلام کا
منزلون باقی نشان کاروان کچھ بھی نہین

جو مسلمان لیڈری پر آج کل دیتے ہین دم
اُن مین ہمدردی کا ڈھونڈو تو نشان کچھ بھی نہین

راحت و آرام دنیا ہے فقط خواب و خیال
ایک پل کا ہے تماشا یہ جہان کچھ بھی نہین

ایک دھوکا ہے نظر بازون کی جو فریاد ہے
اک تماشا ہے وفاؔ حسن بتان کچھ بھی نہین

مرے حضور کا ثانی نہین جواب نہین
اس انتخاب کا دنیا مین انتخاب نہین

گہر فشانیٔ دستِ کرم سے ہے عالمگیر
سخاوجود و عطا عام ہے حساب نہین

رحیم و عادل و بیکس نواز ہین سرکار
حضور شاہِ دکن کا کہین جواب نہین

امور منفعت خلق سے کبھی فرصت
ہمارے شاہ کو اک لحظہ لے جناب نہین

خدا پرست و عبادت گذار حامیٔ دین
وہ حوصلہ ہے کہ چھوٹا کوئی ثواب نہین

ہین ایسے ناخنِ تدبیر شاہ عقدہ کشا
کہ آج زلف بتان مین بھی پیچ و تاب نہین

رحیم عادل و باذل سخی دریا دل
ہمارے شہ کی طرح کوئی لاجواب نہین

خوشا زمانہ کہ ہے ہر طرح ہر اک راحت
خوشا یہ دور کہ جسکا کہین جواب نہین

تمام ملک ہے طالب کہ اے مرے خالق
ہو دور شاہ مین محشر تک انقلاب نہین

عدالتین ہین سب انصاف و عدل پر مبنی
سب انتظام ہے اچھا کوئی خراب نہین

جو خوف شہر کو اب تک تھا رود موسیٰ سے
اُسے بھی رفع کیا جاے اضطراب نہین

یہ فیض عام سے ہر خادم حضوری پر
کسی کا جنگ سے کم آجتک خطاب نہین

ہے جشن سالگرہ بادشاہ غازی کا
ہر ایک دل مین بشاشت ہے اضطراب نہین

رواں ہے دولت و اقبال شاہ کا رہوار
کہ جسکی گرد کا خورشید ہمرکاب نہین

وفا سخاوت شہ کا اثر یہان تک ہے
کہ زرفشان ہے زمین کون فیضیاب نہین

آسمان سر پہ ہے جہان جاؤن
ہے زمین زیر پا کہان جاؤن

در پہ حاضر ہون بہر نظارہ
کہیئے ٹھہرون کہ مہربان جاؤن

کوسنے کیون یہ دیتے ہو ہر بار
کیا پر ارمان و نوجوان جاؤن

چاہتا ہون کہ دل ہو نذر صنم
بزم مین لے کے ارمغان جاؤن

دیر اب ہو گئی ہے جانے دو
کیا اجازت ہے مہربان جاؤن

آپ نے بزم سے نکال دیا
یہ تو فرمایئے کہان جاؤن

وصل کی آرزو مین سوئے عدم
زندگی کر کے رایگان جاؤن

وہ نہین چھوڑتے مرا پیچھا
ہاے اب کیا کرون کہان جاؤن

اے وفا مجھ سے یہ نہین ممکن
چھوڑ کر اُن کا آستان جاؤن

کھو کے پھر درمان عمر رایگان ہوتا نہین
پیر ہو کر پھر بشر کوئی جوان ہوتا نہین

بلبل نالان ہراسان ہے خزان کے خوف سے
ملتفت پھر بھی مزاج باغبان ہوتا نہین

حد ہوئی ذلت کی مین منت کش اعدا ہوا
صاف اُس پر بھی مگر وہ بدگمان ہوتا نہین

کب چھپائے سے چھپی ہین عشق کی نیرنگیان
وہ یہی راز نہان ہے جو نہان ہوتا نہین

کھیل ہے کیا عشق بازی چاہیئے اسکو بھی زر
مفلسی کے دور مین ذکر بتان ہوتا نہین

مے پرستی کاشف حالات ہے یا جام جم
ہم پیالہ کیون مرا پیر مغان ہوتا نہین

باغ عالم مین جو آج آیا ہے وہ کل جایگا
کونسا ہے پھول جو وقف خزان ہوتا نہین

راہ پر آتی نہین قسمت کسی تدبیر سے
مہربان ہم پر بت نا مہربان ہوتا نہین

اس سرا مین گو بہت آرام پایا اے **وفا**
کیا کرین لیکن قیام جاودان ہوتا نہین

پیش و پس بے سود تھا ہر خواب کی تعبیر مین
پیش آنا تھا وہی لکھا جو تھا تقدیر مین

گو مصور نے اُتارا اُن کا نقشہ بال بال
بل نظر آتا ہے لیکن پھر بھی کچھ تصویر مین

میری وحشت پر جنون ہوتا ہے صدقے بار بار
دشت جولان گاہ ہے کب پانون ہین زنجیر مین

آنکھ لڑتے لڑتے اُنکے ابروئے خمدار نے
زخم پیدا کر دیئے لاکھون دل نخچیر مین

صبر کی دولت سے مالامال ہے مسکن مرا
ہے مقید حرص اپنے خانۂ زنجیر مین

کھول کر دل ہم بھی حاضر ہین ادھر بھی اک نظر
توڑ ہے کتنا بھلا دیکھین تمہارے تیر مین

پار بیڑا کر دیا اک وار مین سفاک نے
کس قیامت کی روانی آگئی شمشیر مین

رنج سے کیا فائدہ اب صبر کرنا چاہیئے
ہو گیا جو کچھ کہ ہونا تھا مری تقدیر مین

ہے اگر تقدیر لازم امتحان ملزوم ہے
کامیابی ہے پس پردہ ہر اک تدبیر مین

خاک کر دیتے فلک کو گر نہ کرتے در گزر
ہے اثر اتنا ہمارے نالۂ شبگیر مین

خاکساری کر **وفا** تیرے لیئے اکسیر ہے
ہے مؤثر یہ عمل افزونئی توقیر مین

مجھ سے کس واسطے رہتا ہے نہان دو دو دن
نظر آتا ہی نہین راحت جان دو دو دن

حیف اس درد جدائی سے ہوئی یہ حالت
دم نہین مارنے دیتی ہے فغان دو دو دن

اُف رے شوخی تری سفاک تری طرز ستم
دل مین آتی ہے نہ ہوتی ہے عیان دو دو دن

تفرقہ نے کیا پامال ہوئی قوم تباہ
متحد بنکے رکھو نام و نشان دو دو دن

طرفہ تر یہ کہ در یار پہ جانے سے مجھے
روک دیتا ہے سگ کوئے بتان دو دو دن

وائے حسرت دل یعقوب سے کوئی پوچھے
چاہ مین غرق ہو یوسف سا جوان دو دو دن

اپنی اصلاح کرین غیرون کی حالت دیکھین
چھوڑین غفلت کو ذرا پیر و جوان دو دو دن

شکل گر دیکھ بھی لی میری تو کیون کرتے ہو
بدگمانی کا بلا وجہ گمان دو دو دن

حالت قوم پہ رقت سے سناؤن لیکچر
کون سنتا ہے **وفا** میرا بیان دو دو دن

جسے ہمدردی قومی نہ ہو حیوان سمجھتے ہین
جو انسان ہین بھلا وہ کب اسی انسان سمجھتے ہین

جناب شیخ رہتے ہین خدا کی یاد مین شب بھر
جو شیدائی ہتون کے ہین اُنھین نادان سمجھتے ہین

یہ ہے اسلام اب قبرون کو پوجین اور کرین سجدے
بہن لے جبہ جو شخص اُسکو باایمان سمجھتے ہین

تعجب ہے ریاکاری پہ ہے تقوی کا بھی دعوی
وہ سب ہو جائیگا ظاہر جسے پنہان سمجھتے ہین

شراب ناب کے شیداؤن پر اللہ کی لعنت
وہ ہین شیطان کے بھائی ہم اُنھین شیطان سمجھتے ہین

نئی تعلیم سے حالت جوانون کی ہے ناگفتہ
ترقی اُن کی ہم تو باعث طوفان سمجھتے ہین

رہا کرتے ہین ہر دم معترض احکام شرعی پر
مگر دل مین وہ معنی کفر کے ایمان سمجھتے ہین

جو عقل کل ہین ظاہر مین وہ نادانی کے پتلے ہین
بڑے دانا وہی ہین جنکو ہم نادان سمجھتے ہین

مقدر سے ہے کیا چارہ مگر ہمت تو ہے اتنی

ہر اک دشوار کو ہم اے وفا آسان سمجھے ہین

کوئی سنتا ہی نہین مین داد خواہی کیا کرون
جان دیدون یا کہ سر پھوڑون الٰہی کیا کرون

اُن کی خاطر پہ بٹھایا ہے رقیبون نے غبار
پڑگئی اک اور یہ مجھ پر تباہی کیا کرون

خود ہی نادم ہون خطا و سہو کے ادبار سے
نامۂ اعمال پر اپنے گواہی کیا کرون

ہین رقیب روسیہ کو دون سزا ڈر ہے مگر
ہو نہ مخلوق خدا مین روسیاہی کیا کرون

جم گھٹے احباب کے تھے پاس جبتک مال تھا
پوچھتا کوئی نہین وقت تباہی کیا کرون

وقت بد مین پوچھتے کوئی نہین احباب و خویش
دشمن جان بنگئے ہین سب الٰہی کیا کرون

رحم جس دل مین نہین سنتا کسی کی جو نہین
اُس کے آگے مین بیان بےگناہی کیا کرون

جو ہونا تھا ہوا اُس پر عبث ہے روٹھنا
معترف تقصیر پر ہون عذر خواہی کیا کرون

یہ دو روزہ دولت دنیا ہے مانند سراب
دام و درہم لیکے شکل فلس ماہی کیا کرون

پیش داور شرم آتی ہے مجھے روز حساب
بڑھ گئی تقصیر حد سے عذر خواہی کیا کرون

کل وہی مین ہون وہی سر ہے وہی خاک لحد
آج تجھکو لیکے شان کج کلاہی کیا کرون

آہ اب کسکو سناؤن قصۂ جور بتان
کیا قیامت ہے نہین سنتا خدا ہی کیا کرون

ہے مبرا دل مراد دنیا کی مکروہات سے
فقر کافی ہے وفا مین تاج شاہی کیا کرون

پھانس لین دام مین حسین نہ کہین
تو اُلجھتا دل حزین نہ کہین

ان بتون سے بچو جہان تک ہو
پالنا مار آستین نہ کہین

میری غیبت رقیب کرتا ہے
ہو اب اس شوخ کو یقین نہ کہین

جوش پر چشم اشکبار آئی
غرق ہون آسمان زمین نہ کہین

خوبرو گو بہت ہین عالم مین
دیکھے ایسے بھی نازنین نہ کہین

جستجو سے نہ باز آ اے دل
مل ہی جاینگے وہ کہین نہ کہین

وصل کی شب مین اپنے کام سے کام
باتین اغیار کی کہین نہ کہین

رحم کر رحم مجھ پہ دست جنون
ٹکڑے ہون جیب و آستین نہ کہین

ذکر دشمن نہ کر سر محفل
سن لے وہ شوخ نکتہ چین نہ کہین

قصۂ رشک غیر جانے دو
اُلٹے شرمندہ ہو تمھین نہ کہین

دل نادان نہ کر سوال اُن سے
مُنہ پر آجاے پھر نہین نہ کہین

ذکر اُنکے لبون کا گلشن مین
ہون خجل برگ و یاسمین نہ کہین

اے وفا دہر بے ثبات کو دیکھ
حرص دنیا ہو دل نشین نہ کہین

نگاہ لطف کے امیدوار ہم بھی ہین
ادھر بھی ایک نظر بے قرار ہم بھی ہین

تمھارے والہ و دلدادہ یار ہم بھی ہین
شہید ناز و ادا اے نگار ہم بھی ہین

رقیب بھی سہی انصاف سے مگر دیکھو
تمھارے عاشقون مین باوفا ہم بھی ہین

عدو جو درپئے آزار ہے تو ہونے دو
خدا ہمارا بھی ہے ہوشیار ہم بھی ہین

کبھی نہ حور کو دیکھا نہ پی مئے کوثر
تمھارے ہجر مین پرہیزگار ہم بھی ہین

نگاہ کم سے نہ دیکھو ہین چاہنے والے
کہ باغ حسن کی جانان بہار ہم بھی ہین

ہمارے حال پہ بھی کچھ تو رحم کر صیاد
کہ تیر ناز و ادا کے شکار ہم بھی ہین

خدائی بھر مین بس اب اے فلک نہ دے چکر
تری ہی طرح غریب الدیار ہم بھی ہین

نگاہ لطف و کرم ہو کبھی تو ہم پہ بھی
سہے ہوئے ستم بے شمار ہم بھی ہین

کبھی تو ہم سے بھی ایفائے وعدہ کر او بت — بہت زمانے سے امیدوار ہم بھی ہین

ہمین بھی قید سے آزاد کر کبھی اے چرخ — اسیر رنج و غم روزگار ہم بھی ہین

مٹاتے جاؤ ہمین بھی تو نقش پا کی طرح — کہ او فتادہ سر رہ گزار ہم بھی ہین

بتون کے جور کا شکوہ عبث ہے آج **وفا**
وہ بیوفا ہین تو ہون جان نثار ہم بھی ہین

کوئی رنجور بیٹھے ہین کوئی رنگین بیٹھے ہین — کسیکا دل زبردستی سے کوئی چھین بیٹھے ہین

وہ سب کہنے کی باتین تھین کہان ہے آج وہ تقوے — کہ محفل مین تمھاری اب کئی بیدین بیٹھے ہین

اک اُسکے مرنے سے کیا ہے رہا ہے کون دنیا مین — رقیب اُنکو بہت اُن سے کئے تلقین بیٹھے ہین

جو مانگا بوسۂ رخسار جھنجلا کر یہ فرمایا — یہین دو دن کس کسکو اچا اور بھی شوقین بیٹھے ہین

عجب پتھر ہے دل اُنکا کہ میرے بعد مردن بھی — سرہانے خود ہی پڑھنے کے لئے یٰسین بیٹھے ہین

غضب ہے گلبدن نے کر دیا سب پر ہے کیا جادو — کئی عشاق اُسکے عشق مین رنگین بیٹھے ہین

انھین ہے انفعال اب رات کی باتون پہ کچھ ایسا — وہ صبح وصل دیکھو کیسے شرم آگین بیٹھے ہین

غضب کی چالین کی ہین اب نہین رکھا کہین کا بھی — رقیبونکے ہوئے دوبارہ تیرہ بین بیٹھے ہین

پڑھاتے نزع مین ہین کلمہ مجھکو مہربان ہوکر — سر بالین مرے وہ کسقدر غمگین بیٹھے ہین

عجب مذہب ہے بوسہ بھی مانگا تو نہین ملتا — بلا قیمت دئے دلکو ہمارے چھین بیٹھے ہین

سمجھکر سوچکر تم اے **وفا** اپنی غزل پڑھنا
سر محفل یہان لاکھون ہی نکتہ چین بیٹھے ہین

صف مژگان جمائے تیغ در کف تن کے بیٹھے ہین — الٰہی خیر ہو بڈھب آج وہ بن ٹھن کے بیٹھے ہین

پڑے ہین بیچ مین پیغامبر ہین صلح کے سامان — وہ ہم سے تن کے بیٹھے ہین ہم اُنسے تن کے بیٹھے ہین

یہ کس سے منہ چھپاتے ہو یہ کس سے ہے حجاب آخر
تجلی دیکھنے والے یہان امین کے بیٹھے ہین

خدا کے واسطے آجا ادھر بھی ادبت کمسن
بہت مشتاق ان ابھرے ہوئے جوبن کے بیٹھے ہین

لئے پہلو ہین انکو یاد کرتے ہین مزے اگلے
ہمارے چاہنے والے یہان بچپن کے بیٹھے ہین

تعجب ہے ملا کر خاک مین اب رنج کرتے ہین
بڑی حسرت سے وہ نزدیک پھر مدفن کے بیٹھے ہین

خدا کیواسطے آؤ ذرا صورت دکھا جاؤ
کئی خواہان نگاہون کے کئی دامن کے بیٹھے ہین

بچھڑنا جان کا مشکل ہے ہین بدنام کرتے ہین
ڈھٹائی دیکھنا نزدیک وہ چلمن کے بیٹھے ہین

خدا دیتا نہ حسن انکو نہوتے قدردان اتنے
ہزارون دیکھنے والے رخ روشن کے بیٹھے ہین

وفا کے دیکھتے ہی دیکھتے محشر کیا برپا
صفین الٹین نگاہون سے قیامت بنکے بیٹھے ہین

بہت پابند الفت ہین بہت آزاد بیٹھے ہین
بہت سرگرم صحبت ہین بہت ناشاد بیٹھے ہین

خوشی اور رنج توام ہین اسی کا نام ہے دنیا
کہین غمگین بیٹھے ہین کہین دلشاد بیٹھے ہین

بھلا کب تک ستائیگا فلک ہم خاکسارونکو
ترے جور و ستم سے کرکے ہم فریاد بیٹھے ہین

سر مقتل تماشا ہو رہا ہے رقص بسمل کا
صفین باندھے ہوئے وہ سیکڑون جلاد بیٹھے ہین

خفا کیون ہو خطا کیا ہے اترتا ہی نہین غصہ
بہت رو پیٹ کر اے بانی بیداد بیٹھے ہین

خدارا بام پر آؤ رخ روشن دکھا جاؤ
بہت سے منتظر مجنون بہت فرہاد بیٹھے ہین

چلے آئین وہ از خود یا خدا اتنا اثر دیدے
کہ پھیلائے ہوئے ہم دامن فریاد بیٹھے ہین

خدا کی یاد مین مصروف ہین جو راتدن دل سے
وہ رنج و فکر دنیا سے بہت آزاد بیٹھے ہین

مخاطب مجھ سے ہین یا غیر سے محفل مین کیا جانے
وہ چپکے چپکے کچھ کرتے ہوئے ارشاد بیٹھے ہین

قیامت ہی اٹھیگی تو اٹھینگے کوئے قاتل سے
بس اب تو کہکے ہم بھی ہرچہ بادا باد بیٹھے ہین

وفا کیا گلشن ہستی کی خوبی کا بیان کیجے
زمین ہے دشمن جان ہر جگہ صیاد بیٹھے ہین

وہ کس قصور پہ تیور چڑھاے بیٹھے ہین
غضب کی بات ہے غصہ مین آے بیٹھے ہین

اگرچہ بزم مین اپنے پراے بیٹھے ہین
مگر وہ پہلو سے پہلو دباے بیٹھے ہین

ہین انکا عاشق صادق ہون جان نثار بھی ہون
بہت دنون سے مجھے آزماے بیٹھے ہین

جواب لیکے اٹھینگے نہ چھیڑ اے دربان
کہ ابتو ہم در دولت پہ آے بیٹھے ہین

نہ نکلی صورت راحت ہزار کوشش سے
بہت ہی رنج و مصیبت اٹھاے بیٹھے ہین

ہزارون لاکھون دعاؤن سے تھی ہے یہ رات
مگر وہ شرم سے چہرہ چھپاے بیٹھے ہین

یہ سمجھے تھے کہ لیا تھا فقط ہمین نے جوگ
یہان تو اور بھی دھونی رماے بیٹھے ہین

اسی امید مین شاید کہ وہ ہمین ملجا ہین
ہزارون خواہشین دل سے مٹاے بیٹھے ہین

کسیکی کچھ نہین چلتی بجز رقیبون کے
جما کے رنگ وہ خوب اپنہ جماے بیٹھے ہین

بھرے ہین کان رقیبون نے میری جانب سے
زمانہ گزرا کہ باہم لڑاے بیٹھے ہین

نہ ہے نصیب محبت تو بڑھ چلی ان کی
وہ ہمکو اپنے گلے سے لگاے بیٹھے ہین

بڑے مزے کا سمان ہے نظر مین صبح وصال
لحاظ و شرم سے وہ سر جھکاے بیٹھے ہین

غضب ہے عرض تمنا پہ کہدیا اس نے
لگاؤ ہاتھ نہ ہمکو نہاے بیٹھے ہین

ہوئی نہ ایک تمناے دل کبھی پوری
جگر فگار فلک کے ستاے بیٹھے ہین

خدا کیواسطے ابتو نکالو کچھ ارمان
تمھارے تیر نظر دل پہ کھاے بیٹھے ہین

وہ شوخی اور مسرت نہین رہی باقی
کسیکی یاد کا سکہ جماے بیٹھے ہین

نہ کہیئے منہ سے مگر ہین **وفا** پہ شیدا آپ

محبت اُسکی ہی دل مین جماے بیٹھے ہین

شکوۂ غیر مین لب اپنا ہلا بھی نہ سکون
ظلم کی حد بھی ہے کچھ حال سنا بھی نہ سکون

سر کے بل آؤن جو ہو وصل کا وعدہ ایفا
مین گیا وقت نہین کہ پھر آ بھی نہ سکون

یہ تو کچھ بات نہین آہ شرر بار سے مین
خانۂ خلوت اغیار جلا بھی نہ سکون

نشۂ عشق حقیقی سے کرا ایسا مخمور
دل دیوانہ کو پھر ہوش مین لا بھی نہ سکون

یہ بھی قسمت کی بُرائی ہے نہین اُسسے گلہ
گرم پہلو ہو رقیبون کا مین آ بھی نہ سکون

نہ زبان کاٹ خدارا مری صیاد کہ مین
قصۂ بلبل و گل تجھکو سنا بھی نہ سکون

وصل پر ضد ہے نہ کچھ بوسے پہ اصرار مگر
دل کی قیمت وہ لگا دو کہ بڑھا بھی نہ سکون

دیکے چھینٹے وہ اُٹھا دیتے ہین پہلے ہی کہ مین
رنگ اپنا کسی محفل مین جما بھی نہ سکون

وہ تصور مین بھی یون آکے ڈرا جاتے ہین
راز دل اپنا پیامی کو جتا بھی نہ سکون

روٹھ کر مجھ سے وہ گھر غیر کے جا بیٹھے ہین
مدعا یہ ہے کہ اب اُن کو منا بھی نہ سکون

ہے فقط ایک وفا مونس و غمخوار مرا
وہ نہین غیر جسے حال سنا بھی نہ سکون

عذر تھا اُن کو کبھی تصویر اُتروائی نہین
اس لئے تصویر جانان ہم نے کھنچوائی نہین

وصل کی شب مین بھی اُسکی آنکھ شرمائی نہین
اس لیئے تصویر جانان ہم نے کھنچوائی نہین

آنکھ تک چہرے پہ ٹھہری وقت رعنائی نہین
اس لیئے تصویر جانان ہم نے کھنچوائی نہین

ضعف پیری سے رہی آنکھون مین بینائی نہین
اس لیئے تصویر جانان ہم نے کھنچوائی نہین

پہلی سی شوخی نہین اُن مین وہ رعنائی نہین
اس لیئے تصویر جانان ہم نے کھنچوائی نہین

کاغذی ہے پیرہن پھر اسپہ گویائی نہین
اس لیئے تصویر جانان ہم نے کھنچوائی نہین

بال اُن کے اُڑے رہتے ہین سر مین چکنائی نہین
اس لیئے تصویر جانان ہم نے کہنچوائی نہین

غمزۂ و شوخی ادا کوئی ہمین بھائی نہین
اس لیئے تصویر جانان ہم نے کہنچوائی نہین

اک طرح کا عکس ہے اور اُس مین گویائی نہین
اس لیئے تصویر جانان ہم نے کہنچوائی نہین

ہے فقط صورت وہ شوخی اور زیبائی نہین
اس لیئے تصویر جانان ہم نے کہنچوائی نہین

ہے ضرورت زر کی لیکن گھر مین اک پائی نہین
اس لیئے تصویر جانان ہم نے کہنچوائی نہین

کھانے پینے کے لیئے بھی پاس اک پائی نہین
اس لیئے تصویر جانان ہم نے کہنچوائی نہین

گھر مصور کے وہ جاسے ایسا ہرجائی نہین
اس لیئے تصویر جانان ہم نے کہنچوائی نہین

دل مین اُن کے ہم نے اب تک کچھ جگہ پائی نہین
اس لیئے تصویر جانان ہم نے کہنچوائی نہین

صورتین جب ہو گئین دو لطف یکتائی نہین
اس لیئے تصویر جانان ہم نے کہنچوائی نہین

ہم مین تاب دید اُس مین تاب گویائی نہین
اس لیئے تصویر جانان ہم نے کہنچوائی نہین

جز ہمارے اے **وفا** کوئی تماشائی نہین
اس لیئے تصویر جانان ہم نے کہنچوائی نہین

شرم بیجا ہے اُنہین شوقِ خود آرائی نہین
اس لیئے تصویر جانان ہم نے کہنچوائی نہین

ہائے کیا آفت ہے ملتی ہم کو تنہائی نہین
اس لیئے تصویر جانان ہم نے کہنچوائی نہین

سامنے ہون وہ مصور کے یہ دانائی نہین
اس لیئے تصویر جانان ہم نے کہنچوائی نہین

سچ بتاؤ کون پھر اُن کا تمنائی نہین
اس لیئے تصویر جانان ہم نے کہنچوائی نہین

چاہنے والے کہین پیدا نہ ہو جائین بہت
اس لیئے تصویر جانان ہم نے کہنچوائی نہین

آنکھون مین اُن کا تصور دلمین ہے انکا خیال
اس لیئے تصویر جانان ہم نے کہنچوائی نہین

پاس اُس کے ہے فرشتے کا نہ انسان کا گزر
اس لیئے تصویر جانان ہم نے کہنچوائی نہین

چار آنکھین ہوتے ہی رخصت ہوئے صبر و قرار
اس لیئے تصویر جانان ہم نے کہنچوائی نہین

رات دن آٹھون پہر اُن کا تصور ہی رہین
اس لیئے تصویر جانان ہم نے کہنچوائی نہین

دیکھنے سے دل کی بیتابی نہ بڑھ جائے کہین
اس لیئے تصویر جانان ہم نے کہنچوائی نہین

خوبی تقدیر سے پہلو مین ہین اپنے **وفا**
اسلیئے تصویر جانان ہم نے کہنچوائی نہین

حقیقت مین ہم اپنی جان سے بیزار بیٹھے ہین
لگاؤ ہاتھہ خنجر کا کہ اب تیار بیٹھے ہین

ارادہ کیا ہے زانو پر دھرے تلوار بیٹھے ہین
یہان ہم منتظر ہین سر بکف تیار بیٹھے ہین

عیادت کو کبھی آجائین تو یہ بھی غنیمت ہے
برا ہے حال فرقت سے بنے بیمار بیٹھے ہین

جو آیا عید کا دن خوب بن آئی ہی ساقی کی
لگا ہے میکدے مین جمگھٹا میخوار بیٹھے ہین

دکھادین گے رخ روشن کبھی تو وہ جھروکے سے
اسی اُمید پر سب طالب دیدار بیٹھے ہین

مسلمانون مین ہمدردی نہ ہے وہ جوش اسلامی
قیامت ہے بہت مدت سے ہمت ہار بیٹھے ہین

ذرا پوچھے تو اتنا ہا دیان قوم سے کوئی
یہ کیون اسلام پر کہنچے ہوئے تلوار بیٹھے ہین

نہ خوف حکم قرآنی نہ پاس مذہب و ملت
فراغت پا کے سب باتون سے کیوں بیکار بیٹھے ہین

وفا پردے مین ہمدردی کے خودکاری نمایان ہے
اسی حیلہ سے بننے کے لیئے سردار بیٹھے ہین

کیا خوش ہون جو پیغام وصال آئے ہوئے ہین
فرقت مین تڑپنے کا مزہ پائے ہوئے ہین

وہ محفل دشمن سے ابھی آئے ہوئے ہین
تر ہین عرق شرم مین گھبرائے ہوئے ہین

ہم خوب مزہ وصل کی شب پائے ہوئے ہین
لیکن انہین دیکھو کہ وہ شرمائے ہوئے ہین

حسرت دل مضطر کی نکلنے دو مری جان
تم آئے ہو قسمت سے یہ دن آئے ہوئے ہین

اُس بت کی جوانی بھی پھٹی پڑتی ہے کیسی / جوبن بھی تو کیا خوب ہی گدرائے ہوئے ہین
کیون اشک کی جھڑیان نہ لگین دیدۂ تر سے / بادل کی طرح اُن پہ عدو چھائے ہوئے ہین
فرقت مین مرے سینہ پہ کیون سانپ نہ لوٹین / گیسو رخ پرنور پہ بل کھائے ہوئے ہین
چاہت پہ تمہاری ہے رقیبونکو بہت ناز / نادان سمجھتے نہین اترائے ہوئے ہین
اغیار مرے سامنے گو بات بنائین / آنکھین کہے دیتی ہین کہ للچائے ہوئے ہین
وہ کیا ہی بگڑ بیٹھے ہین بوسہ کی طلب پر / ہم جرم سے پہلے ہی سزا پائے ہوئے ہین

محشر مین وفا اُن کا گلہ خاک کرون مین
وہ آپ ہی جھینپے ہوئے شرمائے ہوئے ہین

سیر گلشن کا وہ جب عزم کیا کرتے ہین / فرش آنکھون کے ہر اک جا پہ بچھا کرتے ہین
مدعا یہ ہے کہ تو غیرت لیلیٰ ہے آج / تیرے دیوانے کو مجنون جو کہا کرتے ہین
مجھ کو پہلو مین بٹھاتے ہین سر محفل غیر / خیر ہے بندہ نواز آپ یہ کیا کرتے ہین
ہے وہی کوچۂ سفاک سمجھ لے قاصد / نت نئے فتنے جہان روز اٹھا کرتے ہین

سن جو پایا ہے کہین نام وفا ہے میرا
ایسی ضد ہے کہ وہ اب ترک وفا کرتے ہین

ردیف واو مہملہ

شفیع المذنبین جب بخشش امت کا سائل ہو / کہان کے دوزخی دوزخ بھی خود جنت مین داخل ہو
بیان تفسیر کس صورت سے ہو اس مصحف رخ کی / کلام اللہ جس قرآن کی تشریح فضائل ہو
رہائی ہو نہ کیون کر اُسکو فکر دین و دنیا سے / نبی کا طوق الفت جس کی گردن مین حمائل ہو

یہی مجبورہ نور دو ادمی الفت کی حسرت ہے
سفر کا خاتمہ یون ہو کہ طیبہ پہلی منزل ہو

نبی کے جلوۂ عارض کی ہو یون جلوہ فرمائی
مری بزم تصور ہو مرا دل شمع محفل ہو

کبھی تو یا حبیب کبریا مجھ پر کرم کیجے
نصیبون سے کبھی تو کم مری بیتابئ دل ہو

بنا دے جلوۂ احمدؐ مرے دل کو وہ آئینہ
حجاب دید ہو باقی نہ پردہ کوئی حائل ہو

سیہ بختی ہے روز افزون بچا لو یا رسول اللہؐ
اگر چشم عنایت ہو تمنا دل کی حاصل ہو

دم آخر وفاؔ عثمانؓ و حیدرؓ ہو کبھی لب پر
کبھی صدیق اکبرؓ ہو کبھی فاروقؓ عادل ہو

الٰہی اسطرح لطف تپش فرقت مین حاصل ہو
نبیؐ کی آرزو ہو اور میرا مضطرب دل ہو

غریق بحر معنی ہو نکل گرداب صورت سے
کہ قطرہ عین دریا ہے اگر دریا سے واصل ہو

سبک ہون خلق مین بار گنہ سے ہے گرانجانی
مرا جینا ہے ایسا جیسے چھاتی پر کوئی سل ہو

مسیحا کون ہو ایسے مریض غم کا جز حضرت
کہ جو جینے کے لائق ہو نہ جو مرنے کے قابل ہو

اٹھین آنکھون سے پیہم کوثر و تسنیم کی جو مین
اگر بیمار ہجر مصطفیٰ رونے پہ مائل ہو

کرو مشکل کشائی اے مرے مشکل کشا جلدی
جو تم چاہو تو آسان میری ہر مشکل سے مشکل ہو

کمال شاعری ہے اے وفاؔ نعت شہ والا
لکھا کرتے ہو تم بھی نعت اپنے فن مین کامل ہو

تم شوخ ہو سفاک ہو خو کردہ جفا ہو
یہ سب سہی درد دل مضطر کی دوا ہو

بے پردہ ملو وصل کی شب مین تو مزا ہو
تم دور حیا سے ہو حیا تم سے جدا ہو

بے پوچھے لیا بوسہ تو پھر حرج ہوا کیا
کیا ہم سے اسی بات پہ تم اتنے خفا ہو

کیا خوب مزہ آئے ہمین وصل کی شب مین
ساتھ اُسکے جو شوخی ہو شرارت ہو حیا ہو

مدت سے ہین اغیار بھی اور ہم بھی طلبگار — سن لین وہ کسیکی تو۔ کسیکا تو بھلا ہو
قسمت سے تو تنہائی کا موقع یہ ملا ہے — لو آو مری بات سُنو سوچتے کیا ہو
اک بوسہ بھی ملجائے نہ ہو وصل جو ممکن — اک وعدہ تو اے جان جہان مجھکو وفا ہو
آئے جو قضا سر تری چوکھٹ پہ ہو میرا — حسرت ہے کہ اسطرح نثار اپنی ادا ہو

تم لاکھ ستاؤ نہین پروا ہے **وفا** کو
کیا غم ہے اُسے جس کا طرفدار خدا ہو

راہ پر آیا نہ وہ ترک ستم کر دیکھو — باوفا تم بھی **وفا** اب کوئی دلبر دیکھو
سخت جان مین ہون تو ہے دست حنائی نازک — مڑ گیا گر گیا دیکھو تمھین خنجر دیکھو
وعدہ کرنے سے نہ کرنا ہے مری جان اچھا — روز کی وعدہ خلافی نہین بہتر دیکھو
یا وہ دن تھے کہ مرے پاس سے جاتے ہی نہ تھے — یا یہ دن آئے کہ وہ بیٹھے ہین چھپکر دیکھو
دل نہ چاہے تو مرا ذمہ جناب واعظ — میرے ساقی کے ذرا شیشۂ و ساغر دیکھو
اپنی حالت مین دکھاؤن بھی تو کیا حاصل ہے — سنگ دل انکا ہے۔ وہ ہو گئے پتھر دیکھو
سینہ کاوی کا مری خاک نتیجہ نکلے — رکھکے تم ہاتھ ذرا اپنے جگر پر دیکھو
روش ناز کے فتنون کو جگایا ناحق — کیا بپا کرتے ہین ہنگامۂ محشر دیکھو

جن کا ثانی نہین وہ آج ہین پہلو مین **وفا**
میری تقدیر کا چمکا ہوا اختر دیکھو

چھپاتا ہے جو الفت کو تو فریاد و فغان کیون ہو — شکایت ہے کسی کی آشنا اپنی زبان کیون ہو
خدا کی شان جس کے عشق مین اپنی یہ حالت ہے — وہ مجھ سے پوچھتا ہے تم نوا سنج فغان کیون ہو
بیان کرنے کا منشا اے دل مضطر سنانا ہے — نہین سنتا جو کوئی غم کا افسانہ بیان کیون ہو

بگڑ جاتے ہین بنکر کھیل کیا کیا وائے ناکامی
موافق ہو اگر قسمت تو محنت رائیگان کیون ہو

تمھاری جھوٹ سچ باتین زبان پر حرف لائی ہین
جو تم وعدے کے سچے ہو تو پھر جھوٹی زبان کیون ہو

ہمین ٹھہرے ہین عاشق غمزۂ بیجا ہمین سے ہین
عدو پر کیون جفائین ہون عدو کا امتحان کیون ہو

کہو مجھ سے اگر کہنا ہے تم کو راز دل اپنا
مرے ہوتے ہوئے کوئی تمھارا رازدان کیون ہو

جبین فرسا ہے کوئی بتکدے مین کوئی کعبے مین
مرے سر کے لیئے تیرا نہ سنگ آستان کیون ہو

فلک پر آفتاب بیجان بے پردہ نکلتا ہے
جو تم ہو آفتاب حسن پردے مین نہان کیون ہو

نظر سیدھی رہے گر آپ کی الفت کے مارون سے
زمانہ کیون ہو برگشتہ مخالف آسمان کیون ہو

ارادہ دل کے لینے کا ہے یا کچھ اور مطلب ہے
مری جان تم وفا پر آج اتنے مہربان کیون ہو

سکھاتا رہتا ہے خونریزیان حسینون کو
چڑھا ہے سر پہ نہ کیون آسمان حسینون کو

نیازمندیٔ عاشق کو آزمانا ہے
دیا ہے ناز پئے امتحان حسینون کو

تمام کافر و مومن ہین کلمہ گو تیرے
نصیب ایسے ملے ہین کہان حسینون کو

خدا کی دین ہے جو چاہا دیدیا جس کو
ملا ہے درد ہمین خوبیان حسینون کو

محبت ان کی قیامت ہے قہر ہے اخلاص
خدا کرے نہ کبھی مہربان حسینون کو

یہ حسن ہے وہ قیامت چھپا نہین رہتا
چھپائے لاکھ اگر پاسبان حسینون کو

خدا کا قہر ہے دنیا مین دل لگی بھی وفا
نہ منھ لگائے کوئی نوجوان حسینون کو

کیا حاصل ایسی آہ سے جس مین اثر نہو
مر جائین ہم تڑپ کے تو ان کو خبر نہو

چالین یہ سب رقیب کی ہین ورنہ کیا سبب
تیری نگاہ لطف مرے حال پر نہو

آکر ہمارے گھر مین وہ گھبرائے جاتے ہین وہم اُن کو ہے کہ اور کسیکا یہ گھر نہو
دل مین سنان ہو۔ تیر جگر مین گلے پہ تیغ سب کچھ ہو لیکن آپ کی ترچھی نظر نہو
سنلو اگر کبھی مرے رونے کی داستان ممکن نہین کہ آنکھ تمھاری بھی تر نہو
کہتے ہین وہ کہ ختم کہین ہو شبِ وصال میری دعا یہ ہے کہ الٰہی سحر نہو
مین تو ترے خیال مین ڈوبا ہون رات دن کیا غیر کی خبر ہو جب اپنی خبر نہو
لیتی ہے میری آہ خبر آسمان کی افسوس ہے کہ دل مین تمھارے اثر نہو

فکرِ وفا نے خوب کھلائے سخن کے پھول
گلچین کا اس چمن مین الٰہی گزر نہو

دن لطف مین کٹے کبھی غم کا گزر نہو شب عیش مین بسر ہو الٰہی سحر نہو
آنکھین بچھانے کو تو بچھاتے ہین ہم مگر ایسا نہ ہو یہ راہ تری رہگزر نہو
کیونکر ملے مجھے خبرِ یار۔ جب یہان قاصد نہو۔ نسیم نہو۔ نامہ بر نہو
آنکھین بنی ہین حسرتِ دیدار کے لیئے بیکار ہے وہ دل جو محبت کا گھر نہو
آئے کبھی نہ چین دلِ بیقرار کو صورت تری جو سامنے آٹھون پہر نہو
الفت نے مجھ کو خوگر آزار کر دیا تکلیف مین بسر ہو جو دردِ جگر نہو

نالے مرے سُنے تو وہ بیچین ہو گئے
بولے کہ دیکھنا یہ وفا نوحہ گر نہو

پیاری زبان سے بولو ستھرا بیان رکھو تم قند دو نہ ہرگز میٹھی زبان رکھو
پختہ ارادہ کر لو جو کام چاہو کرنا ناکام تم نہ ہوگے مولی سے دھیان رکھو
چاہو اگر بھلائی گالی نہ دو کسی کو قابو مین اپنے ہردم اپنی زبان رکھو

جاہل سے بحث کرکے وقت اپنا کیون گنواؤ
ہے خامشی مناسب بس مین زبان رکھو

قسمت سے کیا ہے چارہ حسرت مین کیون بسر ہو
دن آئینگے بھلے بھی اک سمت دھیان رکھو

نکلا اگر زبان سے پھر راز ہی کہان ہے
چاہو اگر چھپانا منہ مین زبان رکھو

دولت لٹانے کو تم دریا دلی نہ سمجھو
کام آسے گی برے دن تم اسکا دھیان رکھو

احسان کرے جو کوئی اُسکو نہ بھول جاؤ
وردِ زبان دعا بھی ہر دم ہر آن رکھو

ہر کام کا مقرر اک وقت ہو ہمیشہ
وقت آنے کا نہین پھر تم اسکو جان رکھو

جو کچھ زبان سے نکلے اسکو کبھی نہ بھولو
نقصان ہو تو کیا ہے پختہ زبان رکھو

کھوتی ہے وقعت اپنی بیشک زیادہ گوئی
ہو مہر لب خموشی تم ایسی شان رکھو

جب خوب سوچ لو تم اُسوقت لب ہلاؤ
جھوٹی زبان نہ دینا یہہ آن بان رکھو

لالچ مین آکے اک دم چھوڑو نہ وضعداری
دل توڑنا برا ہے خوب اس کا دھیان رکھو

عزت کرو ہمیشہ انسان کی جانچ کر تم
مد نظر ہو رتبہ یہہ دل مین ٹھان رکھو

نایاب دہر ہین وہ جن مین ہے آدمیت
تم کو ملے وفا کر۔ تم اس کو جان رکھو

ہوتے ہو کیون خفا یہہ مری بات جان لو
اچھا نہ ہوگا تم مرے کہنے کو مان لو

دیکھے نہ کوئی منہ کو چھپا لو تم اس طرح
بے پردگی بری ہے ڈوپٹے کو تان لو

میرے قرار و قول بجا ہین غلط نہین
یا ورنہ ہو خدا کی قسم درمیان لو

ہر کام مین ارادہ مقدم ہے شرط ہے
جو کرنا چاہو پہلے اُسے دل مین ٹھان لو

کرتا ہون عرض وصل تو ٹھکرا کے سر مرا
کہتے ہین اور تھوڑے دنون خاک چھان لو

سنلو لگا کے کان تو وہ بات مین کہون
قائل ہون مدعی بھی مرے تم بھی مان لو

بے مہریاں وفا سے عدو پر عنایتیں
دل توڑنا بُرا ہے ذرا اسکو جان لو

مجھکو طیبہ کی طرف گرم سفر ہونے دو
زندگی یاد نبیؐ مین یہی بسر ہونے دو

درد و غم جتنے ہین ہو جائین گے دم مین کافور
اُس شہنشاہِ دو عالم کو خبر ہونے دو

صاف ہو جائے گا دل ہو گا مقدر رسیدھا
ایک دن میرا مدینے مین گزر ہونے دو

دل ہے بیتاب کبھی خواب مین آئینگے حضور
حالتِ زار کی حضرت کو خبر ہونے دو

ناصحو فرقت حضرت مین نہ روکو مجھکو
دیدۂ تر سے رواں خون جگر ہونے دو

یاد فرمائین گے اک روز مدینے مین حضور
ابھی بیدا مرے نالون مین اثر ہونے دو

پاس قدمون کے تمھین خود ہی بلائین گے وفا
ٹھہرو ٹھہرو ابھی آہون کا اثر ہونے دو

زندگی عیش و مسرت مین بسر ہونے دو
جیسی گذرے گی وہ ہمہ لیں گی سحر ہونے دو

وعدۂ وصل مین ٹالو گے ہمین تم کب تک
آرزو پوری کبھی رشک قمر ہونے دو

حق تعالیٰ مرا والی ہے تو پروا کیا ہے
ہو گیا سارا زمانہ تو اُدھر ہونے دو

ٹھہرو ٹھہرو ستم و جور کا بدلہ لے لون
کوچۂ یار مین دم بھر تو گزر ہونے دو

نہ سہی وصل عنایت ہون مگر دو بوسے
کچھ نہ کچھ کم تو مرا درد جگر ہونے دو

مہر و الفت سے وہ دیکھے تو غنیمت ہے یہی
دل پہ اُس شوخ کے اتنا تو اثر ہونے دو

تم کسی طرح وفا فکر نہ کرنا کوئی
جو گزرتی ہے گزرتی ہے بسر ہونے دو

ہے دل کا کہ اُن کا گلہ ان سے پوچھو
سبب روٹھنے کا ذرا ان سے پوچھو

بتاؤں میں کیا مجھ سے کیا پوچھتے ہو — مرے دل کا تم مدعا ان سے پوچھو
جو غیروں نے چھوڑا ہے محفل میں آنا — ہوئے مجھ سے وہ کیوں خفا ان سے پوچھو
طبیبوں سے کیا پوچھتے پھرتے ہو تم — مرے درد دل کی دوا ان سے پوچھو
رقیبوں سے کہتے ہیں سمجھاؤ ان کو — عنایت یہ ہم پر ہے کیا ان سے پوچھو
کہا میں نے گو حال کہنے سے ان کے — مگر کچھ انھوں نے سنا ان سے پوچھو

وفا اُن کی باتوں میں ہرگز نہ آنا
کہا تھا مگر پہلے کیا؟ ان سے پوچھو

عیش و آرام کا ملتا نہیں پہلو مجھ کو — چھوڑ کر جب سے اکیلا ہے گیا تو مجھ کو
تیر و خنجر کی قسم قتل سے ہے گر مد نظر — یہ بھی منظور ہے لے یار کے ابرو مجھ کو
پردے میں دوستی کے دشمن جاں ہیں وہ مرے — کرتے پھرتے ہیں جو بدنام وہ ہر سو مجھ کو
اٹھی گھنگھور گھٹا وقت ہے مے پینے کا — ساقیا اور ابھی دیدے کوئی چلو مجھ کو
راز الفت بھی چھپائے سے کہیں چھپتا ہے — کہ پسینے سے ترے آتی ہے خوشبو مجھ کو
عشق نے آپ کے حالت مری ایسی کر دی — کھانے کو خون جگر پینے کو آنسو مجھ کو

ساری دولت میں وفا تجھ پہ تصدق کر دوں
یہ تمنا ہے کہ مل جائے اگر تو مجھ کو

سواد شام سے بڑھ کر لکھوں زلف چلیپا کو — طلوع صبح پر ترجیح دوں رخسار زیبا کو
ہے رشک مہر و مہ چہرہ غلط ہے اس طرح کہنا — بیاض صبح پر ہے فوق تیرے روئے زیبا کو
نہیں جب وصل کی امید پھر کیوں منتظر رہتا — نہیں کچھ فائدہ گر ہم بڑھائیں شوق بیجا کو
نہیں ہے جان تا لب میں تپاں ہو دل جدائی سے — میں مر کر بھی جیوں دیکھوں اگر اپنے مسیحا کو

کہان پھرتے ہو اے خضر آؤ ہم کو راہ بتلاؤ
چلے زائر ہین اب تو ہند سے طیبہ کو بطحا کو

دکن کے سبزہ رو مشہور ہین سارے زمانہ مین
تم اپنی سانولی صورت تو دکھلا دو کنہیا کو

خدا کا شکر ہے مشہور شاعر ہو گیا وہ بھی
وفا کا دیکھلو دیوان - پڑھو اشعار زیبا کو

پھر جفاؤن کا تمہاری ہوا چرچا دیکھو
پھر اسی آنکھ سے تم نے مجھے دیکھا دیکھو

آتش عشق نے یہ حال کیا ہے میرا
تم بھی پہچانو نہ ہرگز جو دوبارا دیکھو

محفل غیر مین انجان بنے بیٹھے ہو
میری جانب کبھی منہ پھیر کے خدارا دیکھو

نازو انداز سے ہو باغ مین سرمست خرام
حشر ہو جاے مری جان نہ برپا دیکھو

نگہ شوق تڑپتی ہے مری آنکھون مین
دل کی خواہش ہے کہ ہر دم رخ زیبا دیکھو

کیا تجاہل ہے کیا کرتے ہین الٹے شکوے
دل مرا لیکے وہ کرتے ہین تقاضا دیکھو

جی نہ بہلے جو تمہارا تو ہمارا ذمہ
دل مضطر کے تڑپنے کا تماشا دیکھو

مین تو شیدائی ہون بیکار خفا ہوتے ہو
مجھ کو بیوجہ ستانا نہین اچھا دیکھو

اے وفا دل نہ حسینون سے لگانا ہرگز
برے کامون کا برا ہوگا نتیجا دیکھو

ہر اک کو محفل ہستی مین ہے فنا سمجھو
سوا خدا کے کسی کو نہین بقا سمجھو

زمانہ جو کہے اکثر وہ سچ نکلتا ہے
زبان خلق کو نقارۂ خدا سمجھو

خجل نہین ہو گناہون پہ ہے یہ طرفہ ستم
اسی کو شامت اعمال برملا سمجھو

منا کے سالگرہ کس لیئے خوشی ہے تمہین
کہ جتنی عمر بڑھے آید تعقب سمجھو

کیا رقیب نے رسوا کہ مین نے دنیا مین
تم اپنے دل مین کرو منصفی ذرا سمجھو

ہزار عشق سہی بات مان لو اتنی
بتون کو تم نہ خدا کے لئے خدا سمجھو

وہ خود برے ہین وفا کہتے ہین جو سب کو برا
برے بھلے کو جو سمجھے اُسے برا سمجھو

الٰہی ہو اثر بے تابئ دل کا تو ایسا ہو
کہ محفل سے رقیبون کو کوئی دم دیکھے چلتا ہو

علاج درد دل تم ہو تمھین جان مسیحا ہو
یہ سب کچھ ہے مگر بیمار الفت بھی تو اچھا ہو

کسی کا وصل کی شب ہنستے ہنستے ہائے یہ کہنا
یہ چپ کیا لگ گئی ہے کچھ تو بولو سوچتے کیا ہو

ہمارا ہی کلیجہ ہے کہ دل خود نذر دیتے ہین
بہت مشکل ہے دشمن کا یہ دل ہو یہ کلیجا ہو

بلاتے ہین وہ ہم کو آج لیکن دل مین یہ ڈر ہے
کہین ایسا نہو پہلو مین اُن کے غیر بیٹھا ہو

الٰہی کیا غضب ہے آج وہ روٹھے ہوئے کیون ہین
رقیبون نے سر محفل نہ میرا ذکر چھیڑا ہو

یہ واعظ جو نصیحت کرتے ہین دل مین یہ کہتے ہین
کسی دن وہ ہمارے بس مین آجائے تو اچھا ہو

الٰہی خیر آتے ہی عیادت کو سر بالین
وہ کہتے ہین مریض عشق اچھا ہو تو اچھا ہو

کہا جب حال دل مین نے تو یون کہنے لگے شکر
تمھین کیا ایک عاشق ہو تمھین کیا ایک شیدا ہو

دل شوریدہ سر کی آپ صاحب قدر کیا جانین
یہ اُس سے پوچھیئے جس نے بڑے نازون سے پالا ہو

دل مضطر کے بہلانے کو جھوٹے وعدے کرتے ہین
اب اُن کے عہد و پیمان پر ہمین کیونکر بھروسا ہو

دل مشتاق ہی سے کوئی پوچھے کس تمنا سے
ہم اُسکو دیکھتے ہین جس نے اُسکا جلوہ دیکھا ہو

ہمیشہ خون دل پیتا ہون شوق بادہ خواری مین
خدا وہ دن کرے ساقی ہو مے ہو اور مینا ہو

نکالو وصل کے ارمان قضا بھی آنے والی ہے
نمود ہستئ موہوم پر کیون کر بھروسا ہو

وفا یون تو محبت کا سبھی دم بھرتے رہتے ہین
مگر مشکل ہے مشکل مین کوئی ساتھی کسی کا ہو

چھوڑین گے ہم نہ عشق مصیبت ہی کیون نہو
تم کو عدو کے ساتھ محبت ہی کیون نہو

فرماتے ہین اٹھائین گے رُخ سے نہ ہم نقاب
چاہے کسی کو دید کی حسرت ہی کیون نہو

اس ناز کی یہ ہے ہوس قتل عاشقان
تو لین گے اب وہ تیغ خجالت ہی کیون نہو

آتے ہین اب وہ دل مین بھی ہو کر نقاب پوش
مُنہ کھولتے نہین کہین خلوت ہی کیون نہو

راضی ہون مین کہ صاف رہے مجھ سے دل ترا
چاہے زبان پہ حرف شکایت ہی کیون نہو

کعبے کا مین طواف کرون دل کو چھوڑ کر
میرا تو ہے سلام عبادت ہی کیون نہو

اکدن اُنہین تو کھینچ بلائین گے ہم یہان
اے جذب شوق عذر نزاکت ہی کیون نہو

ہمکو تمہارے ساتھ محبت ہی چاہیئے
تمکو ہمارے ساتھ عداوت ہی کیون نہو

اُن کو تو جشن عید منانے سے کام ہے
عاشق کی موت باعث عبرت ہی کیون نہو

کہنا وہ یاد ہے بت محشر خرام کا
ہم تو یونہین چلین گے قیامت ہی کیون نہو

ہے جذب دل تو آپ چلے آئین گے وفا
مانع ہزار عذر نزاکت ہی کیون نہو

گھٹ رہا ہے ہجر مین اب دم مدینے کو چلو
خادمان سرور عالم مدینے کو چلو

داغ ہائے ہجر سے سینہ بنا ہے لالہ زار
ہو گا آب وصل سے وہ نم مدینے کو چلو

اُف رے آتش ہجر کی کیسا جلایا دل جگر
خون بہاتے دیدۂ پر نم مدینے کو چلو

کاش آجائے نظر روضہ رسول اللہ کا
جان و دل قربان کرون اکدم مدینے کو چلو

عاشقان مصطفٰے جنت مین سے کہتے ہین یہی
دیر کیا ہے ہو کے سب باہم مدینے کو چلو

بیقراری ہے بہت روضہ پہ بلوالین حضور
خواہش دل ہے یہی ہر دم مدینے کو چلو

جیتے جی گر دیکھنا ہو روضۂ رضوان تمھین
دل مین کر لو عزم مستحکم مدینے کو چلو

اگر تمنا سے زیارت رکھتے ہو دل مین تو تم — عشق مین ہو کر فنا بے غم مدینے کو چلو
پیاری صورت خواب مین آئے تو با صد اشتیاق — جان و دل صدقہ کرو اُسدم مدینے کو چلو
سارے مٹ جائین گنہ شاہ دو عالم کی طفیل — شوق و ارمان کو لئے باہم مدینے کو چلو

سوئے طیبہ لیچلو مضطر بہت ہے اب وفا
ہند مین رہنے سے ہے پرغم مدینے کو چلو

دلفریب انداز پر ہر ایک شیدا کیون نہو — جو تجھے دیکھے اُسے تیری تمنا کیون نہو
گر خدا چاہے تو پوری ہر تمنا کیون نہو — نالۂ و فریاد مین تاثیر پیدا کیون نہو
جان من جب حسن ایسا ہو تو چرچا کیون نہو — چاہنے والا نیا ہر روز پیدا کیون نہو
دل دکھا کر پیار کرنا یہ بھی ہے طرز جفا — مین نہ مانونگا تو چاہے لطف فرما کیون نہو
وصل کا یہ عیش گردون دیکھ سکتا ہے کہان — میرے دل مین رات بھر فرقت کا دھڑکا کیون نہو
غیر کے بدلے مجھی کو وصل ہو اُن کا نصیب — میرے پہلو مین وہ ہون ایسا خدایا کیون نہو
آپکے جور و ستم اور بیوفائی دیکھ کر — ہو جو اپنا بھی تو وہ آخر پرایا کیون نہو
میرے درد دل کا ہرگز کر نہین سکتا علاج — کوی لقمان کیون نہو کوئی مسیحا کیون نہو
اسکی وحشت باعث شہرت ہے تیرے واسطے — تیرے دیوانے کا ہر محفل مین چرچا کیون نہو
اک بت ترسا تھا بزم غیر مین کل جلوہ گر — شکل و صورت ہو بہو تیری تھی دھوکا کیون نہو

وہ یہ کہتے ہین وفا کو ہم نہ چھوڑینگے کبھی
بیوفا ہو خواہ وہ اور دنکا شیدا کیون نہو

دل ہو جب پہلو مین پھر تیری تمنا کیون نہو — جسکو آنکھین دے خدا محو تجلے کیون نہو
غیر جب تک ہے وہان سمجھین گے ہم دوزخ اُسے — تیرا کوچہ گرچہ فردوس برین سا کیون نہو

نکلے دل کی آرزو للہ نہ ترساؤ ہمین | وصل کی شب ہے عنایت ہمکو بوسا کیون نہو
وصل کا پیمان ہو یا قتل کر ڈالو ہمین | ہاتھ چھوڑینگے نہ ہرگز گرچہ پیسلا کیون نہو
غیرونکے ارمان نکالے جاتے ہین ہر روز آپ | میرے دل کی بھی کوئی پوری تمنا کیون نہو
مین یہ کہتا ہون ملو مجھ سے نہ دشمن سے ملو | وہ یہ کہتے ہین کہ ایسا ہو تو ویسا کیون نہو

وہ جو کہتا ہے وفا کو بیوفا کہدے کوئی
تو ہے جب پتلا جفا کا پھر وہ ایسا کیون نہو

نہ میسر ہوا اُس بت کا نظارا مجھکو | رہ گئی ہائے تمنا ہی تمنا مجھکو
سب تو وارفتۂ الفت مجھے کہتے ہین یہان | اب پکارینگے وہ کس نام سے کہنا مجھکو
اور کچھ ناز و کرشمہ کا نہین مجھکو گلہ | شکوہ ہے بہی تو تری تیغ ادا کا مجھکو
کچھ تری وعدہ خلافی کی بتا حد بھی تو ہے | نہین باقی ترے آنے کی تمنا مجھکو
اب وہ کہنے لگے تو یہ پہلے کہا کرتے تھے تم | ناز اُٹھانے نے کیا مبتذل ایسا مجھکو
سب ہے ملنے کی قسم کھای ہے اب تو ہمنے | تو نہ آئے تو نہ آ۔ کچھ نہین پروا مجھکو
تشنہ کامی سے پڑے میری زبان پر کانٹے | ساقیا بھر کے پلا جام خدا را مجھکو
اب کرون خاک مین اس بت کی جفاؤنکا گلہ | عیب بگاڑا تھا مگر آج بنایا مجھکو
نہ گلہ آپ کا مین نے نہ کیا شکوۂ غیر | کسلیئے آپ بُرا کہتے ہین اچھا مجھکو
پھر وہی زخم کہن تازہ ہوئے سینہ مین | پھر اُسی آنکھ سے سفاک نے دیکھا مجھکو

پھر نہ پھنسنا تھا محبت مین کسی بت کی وفا
آپ کی چاہ پہ اب آتا ہے رونا مجھکو

تم جو چاہو وہ کہو روٹھ رہو اور سُنو | آپ ہی آپ خفا ہو گئے لو اور سُنو

چھیڑتے ہین وہ خود اور ہم سے تو کہتے ہین یہی
تم کو قرآن کی قسم نام نہ لو اور سنو

یہ بھی انصاف ہے تم دل مین ذرا غور کرو
مفت ناراض ہو کیون کچھ نہ سنو اور سنو

عرض کرتا ہون مین اب حالت دل رو رو کر
سُنکے تم بات مری ہنسنے لگو اور سنو

ایک مدت سے ہے فرقت مین تمھاری بیمار
حالتِ زار **وفا** دیکھ تو لو اور سُنو

ہے دعا دل سے یہ ہر وقت کہ آباد رہو
خوش و مسرور رہو زندہ رہو شاد رہو

حسن چمکائے پھرو ہو گئے ہو تم تو جوان
ہوش اڑانے کو زمانے کے پریزاد رہو

یار زندہ ہے تو ہے یار کی صحبت باقی
رنج کو پاس نہ آنے دو کبھی شاد رہو

رکھے اللہ ہمیشہ تمھین شاد و آباد
قید رنج والم دھر سے آزاد رہو

آنے پائے نہ کبھی نام وفا کا تم مین
خوگر جور رہو - بانی بیداد رہو

اجر بھی پاؤ گے اور خوش بھی رہو گے ہر دم
گر مساکین کی کرتے ہوئے امداد رہو

بعد مردن ہو **وفا** قدر رکھو ایسی روش
خُلق ایسا ہو ہمیشہ کے لیئے یاد رہو

دلربا بن کے ستانے سے ہے حاصل مجھکو
کیون نہین پھیر ہی دیتے وہ مرا دل مجھکو

دستِ بازو کی ہو خیر او مرے سفاک ابھی
اور اک وار لگا چھوڑ نہ بسمل مجھکو

ساری دنیا کی خوشی مجھکو ہوئی آج نصیب
بوسہ دینے کو بڑھے جان کے سائل مجھکو

اے عدو تجھ سے کسی روز عوض لینا ہے
کیا ہی بدنام کیا ہے سر محفل مجھکو

روز کا جھگڑا یہ چکے ذبح مین تاخیر نہ ہو
کچھ تڑپنے کی بھی مہلت نہ دے قاتل مجھکو

ہون وہ ناکام تمنا جو کنارے آؤن
بھیک دے اور ادھر دامن سائل مجھکو

امتحان عشق و محبت کا اگر لینا ہے — دیکھ لو غیر سے تم کر کے مقابل مجھکو

رنت نئے صدمے اُٹھاؤن تو اُٹھاؤن کبتک — پھیر دو پھیر دو للہ مرا دل مجھکو

اے وفا قدر فزائی کا ہون اُنکی ممنون
جو سمجھتے ہین فن شعر مین کامل مجھکو

مجھ سے کہتے ہین وہ سنکر مرے افسانیکو — آپ تڑپانے کو آئے ہین کہ بہلانے کو

ہم ہین ان لوگون مین اے یار تمھین یاد رہے — عشق مین کھیل سمجھتے ہین جو مرجانے کو

تیری الفت مین ہوا حال یہ اے رشک پری — اشک پینے کو ہین اور خون جگر کھانے کو

جو حیا دار بنے ہین کوئی اُن سے پوچھے — منع کرتی ہے حیا خواب مین بھی آنے کو

نہ حنا ہے تجھے کملانا کسی سے ملنا — ہین یہ حیلے بت ترسا مرے ترسانے کو

ظلم صیاد سے جب بلبل دل تنگ آیا — بوئے گل آئی قفس مین اُسے بہلانے کو

حاجت خضر نہین سوختہ جانون کے لیئے — شمع خود شمع سر راہ ہے پروانے کو

تیر و خنجر جو نہین ہین تو نہون کیا غم ہے — کیا ترا غمزہ نہین ہے مرے تڑپانے کو

ہائے انداز تغافل کہ شب وعدۂ وصل — مین گیا جان سے تم بھول گئے آنے کو

آج وہ مجھ سے خفا ہین نہ مجھے اُنسے گلہ — آئے ہین حضرت ناصح کسے سمجھانے کو

کس سے دون ترک جفا جو کو وفا مین نسبت
در نظر نامدہ چون آن بت ترسانیکو

باغ کو جاتا ہے وحشت مین نہ ویرانے کو — تیرے کوچہ سے ہے الفت ترے دیوانے کو

ہے شب وصل عدو اُب مجھے رہوگے کبتک — توڑ دو آئینے کو پھینک بھی دو شانے کو

قدر کیا ہوگی اُسے جسنے کہ مے پی ہی نہین — ہم نے چھوڑا ہے نہ چھوڑین کبھی میخانے کو

مست خواب آنکھ کسی شوخ کی ہے پیش نظر
اب ترستی ہے مری آنکھ مین نیند آنے کو

غمزۂ و شرم و حیا عشوۂ و انداز و ادا
ایک تم کیا یہ سبھی ہین مرے تڑپانے کو

نام اُس شوخ کا لینا نہ خدا را ناصح
دل بیتاب ہے پہلو مین مچل جانے کو

کیا ابھی سے ہے قیامت کا اُٹھانا منظور
آپ آئے ہین جو تربت مری ٹھکرانے کو

دوڑ پڑتی ہین بلائین وہ جدھر جاتا ہے
جان رکھا ہے تماشا ترے دیوانے کو

عمر گزری کہ شب و روز جلا کرتے ہین
دل جلون سے ترے نسبت نہین پروانے کو

محتسب خوب ہو تجھپر جو فلک ٹوٹ پڑے
کیا ملا توڑ کے ظالم مرے پیمانے کو

مجھ سے پیمان وفا ٹوٹ سکے خاک وفا
توڑ سکتے ہین کہین رند بھی پیمانے کو

ہین مہر و مہ خجل رخ انور کے رو برو
سارا جہان ہیچ ہے دلبر کے رو برو

کیسا ہے انقلاب زمانے کا آج کل
ناچیز ہین شریف تونگر کے رو برو

نافہمون کو کلام سنانا فضول ہے
قدر سخن ہے صاحب جوہر کے رو برو

ارمان بہت تھے دل مین مگر رعب حُسن سے
کچھ کہہ سکے نہ وصل مین دلبر کے رو برو

دنیا مین تم ستا لو مجھے چاہے جس قدر
لون گا جواب داور محشر کے رو برو

اے تیغ ناز اب مری حسرت نکال دے
بیٹھا ہوا ہون کب سے ستمگر کے رو برو

اُسکو بھی اپنی آئینہ سازی پہ ناز ہو
تصویر تیری ہو جو سکندر کے رو برو

پیش نظر ہین شیشۂ و ساغر دھرے ہوئے
آنکھین ہین میری شیشۂ و ساغر کے رو برو

دونون مین آج کس کی رہے بات دیکھئے
روشن ہین داغ دل مہ و اختر کے رو برو

بھیجون نہ بھیجون رشک سے اس سوچ مین ہون مین
نامہ دھرا ہوا ہے کبوتر کے رو برو

نادان ہین اوندھی عقل کے ہین کیسے بت پرست
کیون سجدے کرتے رہتے ہین پتھر کے روبرو

تقدیر ہی مین وصل نہو گر تو فائدہ
بیکار کوششین ہین مقدر کے روبرو

دریا ہمارے دیدۂ پُرنم کے سامنے
چشمہ کی اصل کیا ہے سمندر کے روبرو

ارمانِ قتل آج تو پورا ہوا خدا
بیٹھا ہون سر جھکائے مین خنجر کے روبرو

کوشش وفا نے کی تھی ولیکن بقول داغ
چلتی نہین کسی کی مقدر کے روبرو

پتھر سا دل جو رکھتے ہو انسان تمھین تو ہو
تڑپاتے ہو جو ہجر مین ایجان تمھین تو ہو

جھگڑے تو روز کے چکین پھر قتل ہی سہی
مدت سے میری جان کے خواہان تمھین تو ہو

حورون سے کچھ غرض ہے نہ غلمان سے واسطہ
قربان ہون مین جن پہ وہ ہان ہان تمھین تو ہو

دل مین جگہ کسی کی تمہارے سوا نہین
ہے لاکھہ شکر کہ مہمان تمھین تو ہو

کہتے ہین خاک اُڑاتے ہوئے دیکھکر مجھے
وحشت نصیب چاک گریبان تمھین تو ہو

محبوب کبریا ہو تمھین یا رسول پاک
ساری خدائی جن پہ ہے قربان تمھین تو ہو

بزم عدو مین جس نے بسر کی ہمین تو ہین
شب بھر رہے جو غم مین پریشان تمھین تو ہو

فریاد یا علیؑ ولی اب تمھین سے ہے
مشکل جو سب کی کرتے ہو آسان تمھین تو ہو

دیر و حرم مین ایک تمھین تم ہو جلوہ گر
مائل ہین جن پہ گبر و مسلمان تمھین تو ہو

وہ کہہ رہے ہین شوق سے سنکر مرا کلام
مشہور خاص و عام سخندان تمھین تو ہو

بے سمجھے بوجھے تم نے وفا کو کیا ہے قتل
اپنے کئے پہ آپ پشیمان تمھین تو ہو

رسولِ حق محمد مصطفےٰ صلِ علےٰ تم ہو
شفیع المذنبین ہو عاصیون کا آسرا تم ہو

عیان سب راز پنہان ہو گئے معراج کی شب مین
ثنا کیا کر سکے کوئی کہ ختم الانبیا تم ہو

نظر آجائے جلوہ خواب مین تو کچھ تسلّی ہو
مری آنکھین فدا تم پر ہون انوار خدا تم ہو

بچا لو یا رسول اللہ ہمکو نار دوزخ سے
کہ محبوب خدا تم شافع روز جزا تم ہو

غضب کی ہے پریشانی عجب کرب و بلا مین ہون
کہون کس سے مین درد دل مرے دل کی دوا تم ہو

گنہگارون کو بخشاؤ گے محشر مین بھروسا ہے
تمھین ہو حامی امت حبیب کبریا تم ہو

زبان لینے لگی بوسے لبون پر نام جب آیا
ثنا و وصف کیا ممکن کہ محبوب خدا تم ہو

بلا لو مجکو طیبہ مین بری حالت ہے دوری سے
مین تڑپون ہجر مین کب تک کہ میرے دلربا تم ہو

تمھاری ذات اقدس رحمۃ للعالمین ٹھہری
محمدؐ ہے تمھارا نام محبوب خدا تم ہو

تمھارے گیسو و رخ کے ہین پر تو رات دن دونون
کہ شرح معنئ واللیل تم ہو والضحیٰ تم ہو

نہوتا شرع کا گر ڈر خدا کہتا **وفا** تم کو
محمدؐ مصطفےٰ پیارے نبی شان خدا تم ہو

بہلا سا وہ نہین کرم تازہ بتازہ نو بہ نو
کرتے ہین مجھ پہ کیا ستم تازہ بتازہ نو بہ نو

انکی جدائی سے مرے کٹتے نہین ہین رات دن
ہجر مین ہین وہ درد و غم تازہ بتازہ نو بہ نو

وصل سے کر تو شاد کام یاس نہو مجھے نصیب
تجھکو خدا کی ہے قسم تازہ بتازہ نو بہ نو

باد صبا کی منتین سر پہ ہین میرے لاکھ بار
لائی خبر ہے دمبدم تازہ بتازہ نو بہ نو

صبر و قرار آئین گیا۔ پھنس گیا دام مین **وفا**
دل پہ ہین میرے غم الم تازہ بتازہ نو بہ نو

اُس شوخ سے تھی لطف اڑانے کی آرزو
نکلی نہ دل سے آنکھ لڑانے کی آرزو

ارمان دل نہ کوی بر آیا ہزار حیف
دل مین بھری ہے سارے زمانے کی آرزو

ہے سیم تن کے وصل کی مجھکو فقط ہوس
ہے مال سلطنت نہ خزانے کی آرزو

ارمان دل نکال دو اتنا تو مہربان
ہے بس تمھین گلے سے لگانے کی آرزو

کُھل جائے شام وعدہ الٰہی مری زبان
ہے دل کا حال اُن کو سُنانے کی آرزو

ہے مدتون سے دل مین ہمارے بھری ہوئی
روٹھے ہوئے کو اپنے منانے کی آرزو

اے جذب شوق کھینچکے لے آوزا ادھر
ہے داغ سینہ اُنکو دکھانے کی آرزو

اُٹھنے دے بس فرط ضعف تو احسان ہو ترا
مدت سے اُس گلی مین ہے جانیکی آرزو

صدمے ہزار تو نے اُٹھائے ہین اے وفا
اب مٹ گئی ہے دل سے زمانے کی آرزو

زیست سے تنگ ہین گھیرا ہے بلائے ہمکو
ہائے کیون دل سے بھلایا ہی قضائے ہمکو

دیکھہ کر حال مرا خار ہین اعدا کھاتے
عزت و مال دئے ہین جو خدا نے ہمکو

دیکھئے غیرونکو دل آپ کا مطلب کیا ہے
کیون یہان آتے ہین ہر روز ستانے ہمکو

کیا غضب ہے کہ وہ محفل سے اُٹھاتے ہین آج
اک زمانہ تھا کہ اُٹھتے تھے بٹھانے ہمکو

لاکھون ارمان بھرے تھے مرے دل مین لیکن
وصل مین کہنے دیا کچھ نہ حیا نے ہمکو

رنج و آلام نے آفت مین پھنسا رکھا ہے
روز بد کیسا دکھایا ہے خدا نے ہمکو

ہو گئی آپ کی عالم مین جفا سے شہرت
کر دیا خلق مین مشہور وفا نے ہمکو

آج آئے ہین وہ مہمان ہمارے گھر مین
دن دکھایا ہے یہ برسون مین خدا نے ہمکو

کیون پریشان ابھی سے ہون وفا کیا باعث
اور باقی ہین بہت رنج اُٹھانے ہمکو

وہ ستم ترا وہ مری وفا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

گلے شکوے ہوتے تھے برملا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

ملی درد ہجر کی اب دوا کہ نصیب وصل کا دن ہوا
کبھی ہم بھی غم مین ستھے مبتلا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ جو کمسنی کے زمانے مین کئے قول ہم سے تھے بارہا
جو گزر چکا ہے وہ ماجرا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کبھی تمکو شوق وصال تھا کبھی نامے آتے تھے برملا
کبھی ہم پہ تم بھی تھے خود فدا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ سرور عیش کی صحبتین وہ عدو کے نام سے نفرتین
وہ مرا تمہارا اختلا ملا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کبھی ہم سے نامہ پیام تھا کبھی ذکر غیر حرام تھا
یہ ابھی ابھی کا ہے ماجرا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

جسے تم سمجھتے تھے باوفا کبھی جس پہ کرتے نہ تھے جفا
مری جان ہون مین وہی وفا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

مریض عشق مرتا ہے گھڑی بھر دیکھتے جاؤ
نہ پوچھا حال جیتے جی مریض ہجر کا لیکن
شہید ناز کی تربت پہ کیا حسرت برستی ہے
کوئی بندہ خدا کا تمکو اب تک یاد کرتا ہے
تمہارے ہجر مین حالت ہوئی ہو کیا سو کیا میری
تمہارا خنجر ناز و ادا کہتا ہے مقتل مین

دم رخصت تڑپتا ہے وہ کیونکر دیکھتے جاؤ
لبون پر جان ہے بدلے ہین تیور دیکھتے جاؤ
گزر اس سمت ہو جائے تو مڑ کر دیکھتے جاؤ
سوئے مرقد ذرا بھر پھیر کر دیکھتے جاؤ
نہ آتا ہو یقین اب بھی تو دم بھر دیکھتے جاؤ
کہ مشتاقو ذرا میرے بھی جوہر دیکھتے جاؤ

تمہاری اک نظر پر منحصر ہے فیصلہ میرا	پھنسی ہے آفتون مین جان مضطر دیکھتے جاؤ
عدو بھی اور ہم بھی منتظر بیٹھے ہین محفل مین	برابر دیکھتے آؤ برابر دیکھتے جاؤ

جو ہونا ہے **وفا** ہوگا بقول حضرت آتش
دکھاتا ہے جو آنکھون کو مقدر دیکھتے جاؤ

نو جوانو دم فرصت کو غنیمت سمجھو	وقت دولت ہے بڑی وقت کو نعمت سمجھو
رنج کا ہوتا ہے انجام ہمیشہ راحت	درد و غم پہلے ہے اور بعد کو راحت سمجھو
کل کو کیا ہو نہین معلوم۔ گنا ہو نسے بچو	چند ہی روز ہے دنیا مین اقامت سمجھو
فکر و فعل برے لذت فانی کے لئے	محترز ان سے رہو ان کو تم آفت سمجھو
جسقدر ہو سکے احسان کرو خلق کیساتھ	یہ بڑا حسن ہے تم اس کو عبادت سمجھو
نیک کامون سے تمہین ہوگئی غفلت پھر کیون	نیکیان آج کرو کل کی نہ فرصت سمجھو
فکر و تشویش سے کچھ خاک نہ ہوگا حاصل	سعی و کوشش کرو کچھ بھی نہ مصیبت سمجھو
جو میسر ہو تمھین اُسپہ کرو شکر خدا	جو ملے وقت پر اُس کو ہی غنیمت سمجھو
سچ ہے راحت نہین ملتی کبھی محنت کے بغیر	کاہلی کو ہی فقط باعث نکبت سمجھو
کبر و نخوت کا نتیجہ تو ہے آخر ذلت	جھک کے ملنے مین ہی انسانکی عزت سمجھو
کچھ فلان ابن فلان ہونے سے چلتا نہین کام	عمل نیک ہی کا نام شرافت سمجھو
کوچۂ یار ہو گھر غیر کا ہو یا مقتل	جس جگہ داد ملے اُس کو عدالت سمجھو
ان حسینون سے وفا کی تو عبث ہے اُمید	گر جفائین بھی کرین عین عنایت سمجھو
مہربان پستیٔ ہمت نہین اچھی ہرگز	یہ بری خو ہے اسے موجب عسرت سمجھو

اس سے ہی ہوتا ہے مخدوم خدائی ہیں بشر
خدمت خلق کو ہی موجب عزت سمجھو

آج کا کام وفا کل پہ نہ چھوڑو ہرگز
کل کو پچھتاؤ گے گر آج نہ فرصت سمجھو

ہوئے تم پر جو شیدا ہم بھلا مانو برا مانو
تو دشمن ہو گیا عالم بھلا مانو برا مانو

نہ تھی جب بات بھی کرنی تو کیوں ہمکو بلایا تھا
مروت کا نہ بھرنا دم بھلا مانو برا مانو

بھلوں سے تم کو نفرت ہے بچھوڑا غیر سے ملنا
مرے دل کو یہی ہے غم بھلا مانو برا مانو

کیا صحبت نے دشمن کی تمھیں بدنام عالم میں
کہیں گے بات سچی ہم بھلا مانو برا مانو

حسین ہو مہ جبین ہو یہ تو سب کچھ ہو مگر صاحب
وفا لازم ہے کم از کم بھلا مانو برا مانو

تمہارے جور یار رشک عدو کا کچھ نہیں شکوہ
زاین و آن نمی ترسم بھلا مانو برا مانو

برے ہیں یا کہ اچھے ہیں وفا لیکن تمہارے ہیں
زبان پر ہے یہی ہر دم بھلا مانو برا مانو

اتنی شوخی یہ شرارت اجی بس جاؤ ہٹو
دل پہ کیا ڈھاؤ گے آفت اجی بس جاؤ ہٹو

شیخ جی آئے ہو رندوں سے الجھنے کیلئے
کہیں بنجائے نہ درگت اجی بس جاؤ ہٹو

طلب وصل پہ کہنا یہ جھڑک کر اس کا
کیوں جی کیا آئی ہے شامت اجی بس جاؤ ہٹو

انکے دربان کا یہ کہنا نہیں بھولا جاتا
ہو گی بیکار ندامت اجی بس جاؤ ہٹو

بزم اغیار میں دیکھا جو وفا کو تو کہا
کیوں یہاں آئے ہو حضرت اجی بس جاؤ ہٹو

مولوی کہیو نہ مولانا نہ مہتر ہمکو
پاس رتبہ کا ہو لکھا کرو مسٹر ہمکو

غسل سوڈے سے برانڈی سے ہیں کلی کرتے
وسکی پیتے ہیں نہیں بھاتا ہے واٹر ہمکو

کسطرح ہم یہ نہ شیدا ہون حسینان فرنگ
سائے عطر دل مین پسند اب ہے لونڈر ہمکو

دل تصور مین مچلتا ہے ابھی سے انکے
شب کا وعدہ ہے وہ دکھلائینگے ٹھینگا ہمکو

ڈش تو سادہ نہین بہاتی کبھی دل کو اپنے
پٹیٹو اور ہے مطلوب ٹماٹر ہمکو

نیو فیشن مین بہت رکھتے ہین صحت کا خیال
کولڈ واٹر کے لئے چاہیئے فلٹر ہمکو

پاس اپنے جو بلانا ہو تو رکھیئے یہ لحاظ
اپنی محفل مین جگہ دیجئے سنٹر ہمکو

سبق عشق بتان پڑہنے کا ہی شوق دلی
کوی اچھا سا دلا دیجئے ٹیوٹر ہمکو

حال دنیا کا سنا دیتا تھا کیا خوب ہمین
اب تو کچھ خبرین بھی دیتا نہین ریوٹر ہمکو

سیر کا ہمکو بجز اس کے کبھی لطف نہین
مُنہ مین سگریٹ ہو اور چاہیئے ہنٹر ہمکو

جوتیان کھاتے ہی بن آیگی گر کچھ بھی کہا
جوش مین بی بی لگائے گی تڑاتڑ ہمکو

روز تعریف سے کالم وہ سیہ کرتا ہے
کس خوشامد سے ملاتا ہے اڈیٹر ہمکو

گھوڑا گاڑی کی سواری سے تنفر ہے ہمین
بہر تفریح **وفا** چاہیئے موٹر ہمکو

ارے او شوخ ہر جائی خدا جانے کہان ہے تو
پریشان ہین تماشائی خدا جانے کہان ہے تو

ترے دیدار کی حسرت لئے پھرتی ہے عالم مین
ہوا مشہور سودائی خدا جانے کہان ہے تو

تجھی کو ڈھونڈتا پھرتا ہون دیر و کعبہ مین یارب
تجھے زیبا ہے یکتائی خدا جانے کہان ہے تو

کہین چلتا نہین تیرا پتا ڈھونڈون کہان جاکر
یہ حسرت بھی نہ بر آئی خدا جانے کہان ہے تو

دکھادے جلوہ اپنا جستجو کی ہے کوئی حد بھی
نظر تک میری پتھرائی خدا جانے کہان ہے تو

کسی نے آج تک دیکھا نہین لیکن تماشا ہے
جہان ہے تیرا شیدائی خدا جانے کہان ہے تو

طلب مین تیری میں نے کوہ صحرا سب چھانے
بنا پھرتا ہون سودائی خدا جانے کہان ہے تو

کبھی تو سامنے آجا کہ نکلے آرزو دل کی
پریشان ہین تمنائی خدا جانے کہان ہے تو

عدم آباد سے پیارے وفا کو جانب ہستی
تری ہی جستجو لائی خدا جانے کہان ہے تو

ردیف ہائے ہوز

تو ہے واحد ایک مرا خدا تری شان جل جلالہٗ
نہین تجھسا کوی بھی دوسرا تری شان جل جلالہٗ

تو کریم مطلق و من گدا تری شان جل جلالہٗ
تو شہان دھر کا بادشا تری شان جل جلالہٗ

توہی قادر اور رحیم تو۔ توہی رازق اور کریم تو
ہے خدامی کو ترا آسرا تری شان جل جلالہٗ

ترا بتکدہ مین بھی ذکر ہے۔ تو حرم مین بھی تری فکر ہے
ترے چرچے ہوتے ہین جابجا تری شان جل جلالہٗ

تو شہان دھر کا شاہ ہے۔ ترے در پہ سب کو پناہ ہے
ہین فقیر تیرے شہ و گدا تری شان جل جلالہٗ

تو حکیم اور قدیم ہے۔ تو خبیر اور علیم ہے
نہین تجھ سے راز کوئی چھپا تری شان جل جلالہٗ

ترا نام ہے احد و صمد۔ تو ازل سے پہلے پس از ابد

ملی کسکو ہے تری انتہا تری شان جل جلالہ
ترا ایک حکم ہے کن فکان - ہوئے پیدا جس سے زمین زمان
بخدا کہ ایک ہے تو خدا تری شان جل جلالہ

تجھے پایا خلق مین جلوہ گر تری شان سب مین پڑی نظر
کہے کسطرح سے نہ پھر وفا تری شان جل جلالہ

اے صحن علی رفعت ایوان مدینہ
اعلی ہے کہین عرش سے بھی شان مدینہ

تاریکی قسمت مری جلدی سے مٹا دے
اے روشنی شمع شبستان مدینہ

چمکا ہے اسی خاک سے اسلام کا تارا
کیونکر نہ خدائی پہ ہو احسان مدینہ

ہردم ہے یہی اس دل مشتاق کو حسرت
سو جان سے ہو جائے قربان مدینہ

کانون مین صدا آتی ہے یہ عرش برین سے
ہر شان مدینہ کی ہے شایان مدینہ

دم بھر مین گداؤن کو بنا دیتے ہین سلطان
سلطانون کے سلطان ہین سلطان مدینہ

کیا کیا مجھے ملتا ہے مزہ انکی خلش مین
ارمان ہین مرے خار بیابان مدینہ

وہ روضۂ رضوان مین نہ بہلے ہین نہ بہلین
ہے جنکی نگاہون مین بیابان مدینہ

کونین کی ہے جان مدینہ تو بلاشک
ہے روضۂ پر نور نبی جان مدینہ

پردہ نہ کھلے میرے گناہون کا الٰہی
چھپ جاؤن تہ گوشۂ دامان مدینہ

بنجائے وفا قبر وہین پر تو مزہ ہے
جنت سے بھی بڑھکر ہے گلستان مدینہ

اس طرح بنون بے خود و حیران مدینہ
آنکھین ہون مری نرگس بستان مدینہ

گنبد کا کلس دور سے جسدم نظر آیا
زائر یہ پکار اٹھے کہ قربان مدینہ

لینے کو بڑھی آتی ہے اللہ کی رحمت
دیکھے تو کوئی خاطر مہمان مدینہ

جنبش دل بیتاب کو بیوجہہ نہین ہے
ارمان ہین مرے سلسلہ جنبان مدینہ

بیدار نہ تقدیر ہو کیون اُن کی شب و روز
ہین چشم مہ و مہر نگہبان مدینہ

کیا غم ہے اگر لشکر غم کی ہے چڑھائی
جیتنگے یہ میدان سر میدان مدینہ

کیا فیض تصور ہے کہ لیتا ہون مین جب سانس
آتی ہے شمیم گل بستان مدینہ

ہو جائے وہین بلبل سدرہ کی زبان بند
سن لے جو نوا سنجی مرغان مدینہ

یہ سیر بھی آنکھون سے دکھا دو مرے مولی
ہو صبح وطن شام غریبان مدینہ

دکھلا دے کسی دن تو مجھے سیر قیامت
صدقے ترے لے سرو خرامان مدینہ

ہجر غم محبوب خدا گل یہ کھلائے
ہو سینہ پُر داغ گلستان مدینہ

ہر دم ہو مری آبلہ پائی کی تراوش
سیراب رہین خار بیابان مدینہ

کیا کچھ ہے وفا رتبۂ مداحی حضرت
کرتے ہین ملک مدح ثنا خوان مدینہ

آپکی شان بھی کیا شان ہے اللہ اللہ
جان و دل آپ پہ قربان ہے اللہ اللہ

غیر از وحی خدا بات زبان سے نہ کہی
قول حق آپ کا فرمان ہے اللہ اللہ

رحمت عام سے شیطان بھی خالی نہ رہا
کچھ عجب آپ کا احسان ہے اللہ اللہ

وصف بندہ کی زبان سے ہو تمہارا کیونکر
تمپہ نازل ہوا قرآن ہے اللہ اللہ

جسکا سردار دو عالم ہے خدائی مین لقب
اے وفا وہ مرا سلطان ہے اللہ اللہ

جہان سے ہے یہ سپہر بیداد یا رسول اللہ
ہے میری آپ سے فریاد یا رسول اللہ

مدد ہین در پئے ذلت بچاؤ یا حضرت
کرو غلام کی امداد یا رسول اللہ

شفاعطا ہو زمانے سے ہین علیل پدر
خدارا کیجئے اب شاد یا رسول اللہ

سما گئے ہین کمی کی کوئی نہین مین سنے
نہو یہ گوشہ نشین برباد یا رسول اللہ

مرضِ پدر کو صحت مرض سے نا یچ سکے
تو دشمنون کی سلے داد یا رسول اللہ

شتاب رفع بلا ہو کہ ہے مصیبت مین
تمہارا خادم ناشاد یا رسول اللہ

خدا کو دیکھا ہمیں نے آپکو دیکھا
بجا ہے آپ کا ارشاد یا رسول اللہ

خدا کے واسطے فرمایئے مدد میری
فلک ہے در پئے بیداد یا رسول اللہ

جفا و جور زمانہ سے ناک مین دم ہے
یہی تو ہے دم امداد یا رسول اللہ

اسیر رنج و غم دہر بے ثبات ہون مین
اب آپ کیجئے امداد یا رسول اللہ

وفا سے زار تڑپتا ہے کب ہو فرقت مین
اسے بھی کیجئے اب یاد یا رسول اللہ

لوگ کہتے ہین کہ ہر کام ہے تدبیر کیساتھہ
یہ غلط بات ہے تدبیر ہے تقدیر کیساتھہ

کیا تماشا ہے تماشا گہ عالم ہے وہ
اک خدائی ہے ترے عاشق دلگیر کیساتھہ

جوش وحشت کا تو جب لطف ہے ای دست جنون
ٹکڑے دامان و گریبان بھی ہون زنجیر کیساتھہ

قطع الفت جو کیا اُن سے یہان دم نکلا
اڑگئی جان بھی پرواز پر تیر کیساتھہ

جسکے مذہب مین ہو خونریزی عشاق حلال
کیا وفا کیجئے اُس کافر بے پیر کیساتھہ

مشغلہ اپنا یہی ہے شب تنہائی مین
گفتگو کرتے ہین ہم آپ کی تصویر کیساتھہ

یاس و حرمان و غم و رنج و مصیبت کے سوا
نامرادی بھی تو لکھی گئی تقدیر کیساتھہ

خون پروانہ کی پروا نہین جسطرح اُسے
شمع محفل کی ہے نسبت وہی گلگیر کیساتھ

غیر ممکن کہ وہ دل تھام کر آئین نہ یہان
جاے ہشیار جو قاصد مری تحریر کیساتھ

یہ بگڑنے کی تو کچھ بات نہین تھی قاصد
دل جو واپس وہ کئے دیتے ہین تحریر کیساتھ

کبھی ہوتی مجھے الفت ہے کبھی ہے نفرت
غیر کی شکل ہے شامل تری تصویر کیساتھ

مدعا عاشق ناشاد کا حاصل ہو نہ کیون
مل سکے تدبیر کرے کام جو تقدیر کیساتھ

آج سنتا ہون مجھے یاد کیا اُس بت نے
ہوگئے بخت رسا نالۂ شبگیر کیساتھ

وہ ستمگار ابھی راہ پر آئے یارب
ہو مدد تیری جو شامل مری تدبیر کیساتھ

نگہ ناز بھی ہے ابروئے پرخم کی شریک
ایک خنجر بھی لگا رکھا ہے شمشیر کیساتھ

سب شرارت ہے تری تو نے سکھا رکھا ہے
ترا دربان اُلجھتا ہے جو رہگیر کیساتھ

بیحیائی کے تو جینے سے **وفا** موت اچھی
رہے دنیا مین بشر عزت و توقیر کیساتھ

سزا ہے عصیان کی خوب پائی آلہی توبہ آلہی توبہ
رہے گی کب تک گھٹا یہ چھائی آلہی توبہ آلہی توبہ

جناب شیخ اور بزم رندان مثال آئینہ ہون مین حیران
کہان گئے زہد و پارسائی آلہی توبہ آلہی توبہ

لگا کے دل ایک مہ جبین سے عجب آفت مین پھنس گیا ہون
کہ دشمن جان ہوئی خدائی آلہی توبہ آلہی توبہ

وہ میری تربت پہ بھی جو آئے تو غیر کو اپنے ساتھ لائے
نصیب نے یہ گھڑی دکھائی آلہی توبہ آلہی توبہ

جو آج توبہ گناہ سے کی توکل وہی توبہ ہم نے توڑی
یہ بات سوبار آزمائی آلہی توبہ آلہی توبہ

جو فی الحقیقت تھے صاحب زر اب اُنپہ آئی ہے یہ تباہی
کہ دربدر کرتے ہین گدائی آلہی توبہ آلہی توبہ

وفا کو گھیرے ہین یاس وحرمان بلائیے اُس کو اب مدینہ
اُٹھاسے کب تک غم جدائی آلہی توبہ آلہی توبہ

مصیبت مین ہے اب خادم تمہارا یارسول اللہ
مدد فرمائیے جلدی خدارا یارسول اللہ

مہ کامل کے دو ٹکڑے ہوئے یہ سب پہ روشن ہے
جو پایا آپکا ادنیٰ اشارا یارسول اللہ

سمائے پھر نگاہون مین نہ میری روضۂ رضوان
جو روضے کا تمہارے ہو نظارا یارسول اللہ

مری آنکھون مین ہے صورت تمہاری جلوہ گر ہر دم
مرے دل مین تصور ہے تمہارا یارسول اللہ

کئے پیدا تمہارے واسطے ارض وسما وہ نون
نہین تمسا کوئی خالق کا پیارا یارسول اللہ

جو دیکھون خواب مین بھی روضہ پر نور کا گنبد
چمک اُٹھے مری قسمت کا تارا یارسول اللہ

لحد کا نزع کا محشر کا کھٹکا ہو تو کیون کر ہو
ہمین ہے ذات اقدس کا سہارا یارسول اللہ

مسیحائی کرو آکر کہ ہے وقت مسیحائی
ہوا دل خنجر غم سے دو پارا یارسول اللہ

برا ہے یا بھلا کچھ ہے تمھین کو لاج ہو اسکی
وفا مشہور ہے جگ مین تمہارا یارسول اللہ

آپ قاتل ہین کہ دلدار ہین سبحان اللہ
بیخطا در پئے آزار ہین سبحان اللہ

کچھ خبر اُن کی نہین جان مسیحا ہو کر
نزع مین آپ کے بیمار ہین سبحان اللہ

بخدا کوئی حسینون مین نہین ہے ثانی
ایک ہی آپ طرحدار ہین سبحان اللہ

جسکی رحمت کی نہ حد ہے نہ خدائی مین حساب
ہین تو ہم اُس کے گنہگار ہین سبحان اللہ

اے **وفا** اہلِ سخن سُن کے یہ فرماتے ہین
واہ وا کیا ترے اشعار ہین سبحان اللہ

سینے مین ازل سے ہے مرے جائے مدینہ
سو جان سے ہون والہ و شیدائے مدینہ

کیا سر ہے کہ جس مین نہین سودائے مدینہ
کیا دل ہے نہین جس مین تولائے مدینہ

صحرائے مدینہ مین نظر ہے مری ہر دم
ہر دم ہے نظر مین مری صحرائے مدینہ

یارب دلِ بیتاب کی پوری ہو تمنا
کعبے سے چلون اور نظر آئے مدینہ

خوشبو سے معطر ہے تری ساری خدائی
اک پھول ادھر بھی چمن آرائے مدینہ

حسرت ہے تو یہ ہے کہ عوض پاؤن کے یارب
یہ سر ہو مرا بادیہ پیمائے مدینہ

جس چیز کو دیکھون وہی نقشہ نظر آئے
یون میری نگاہون مین سما جائے مدینہ

آنکھین مری کیون ہون نہ تماشا گہہ عالم
اک عمر سے ہون محو تماشائے مدینہ

کیون ہو نہ مدینے کو شرف قصرِ جنان پر
سردارِ دو عالم کے ہین مولائے مدینہ

دیدار کی حسرت مین گزاری ہے جو اک عمر
ہے نزع مین بھی لب پہ مری ہائے مدینہ

اب گردشِ گردون کا **وفا** خوف نہین ہے
نظرون مین بسا گنبدِ خضرائے مدینہ

نہ ہنر پر ہو کبھی اہلِ ہنر کا تکیہ
چاہیئے فضلِ الٰہی پہ بشر کا تکیہ

چین سے آج پڑے سوتے ہین اُس کوچے مین
مل گیا سنگ سرِ راہ گزر کا تکیہ

وصل کی شب عجب انداز سے وہ کہتے ہین
ابھی رہنے دو ہٹاؤ نہ ادھر کا تکیہ

قبر مین چین ہمین آئے تو کیونکر آئے
دستِ نازک سے میسر نہین سر کا تکیہ

آخری وقت ہو یارب یہ تمنا پوری
زانوئے یار دم نزع ہو سر کا تکیہ

کیا کرون لیکے مین تعویذ کسی عامل کا
مجھکو کافی ہے مرے زور کا زر کا تکیہ

منزل گور مین کیا دیکھئے ہم پر گزرے
بار عصیان ہے فقط زاد سفر کا تکیہ

بستر اپنا ہے توکل ۔ نہین دولت کی ہوس
پاس رکھتے ہین قناعت کی سپر کا تکیہ

ہے شب وصل ۔ ہون ارمان **وفا** کے پورے
اب تو پہلو سے ذرا دیر کو سر کا تکیہ

نور مجسم آپ کا جوبن ماشاء اللہ ماشاء اللہ
دیکھ کے بولے شیخ و برہمن ماشاء اللہ ماشاء اللہ

اس پہ ہے دعویٰ مہر و وفا کا ڈھنگ نکالا سب سے نرالا
غیر سے الفت ہم سے ان بن ماشاء اللہ ماشاء اللہ

دل پہ قیامت ڈھانیوالا فتنے لاکھ اٹھانے والا
ہے وہی تیر اٹھتا جوبن ماشاء اللہ ماشاء اللہ

اب تو بہارین خوب اڑائین سیر کی خاطر باغکو جائین
چھایا بادل آیا ساون ماشاء اللہ ماشاء اللہ

شعر **وفا** کے گر سن پائین اہل سخن سب شور مچائین
دوست تو کیسے کہدین دشمن ماشاء اللہ ماشاء اللہ

یار پہلو مین ہے گلشن مین دھرا ہے شیشہ
مے گلگون سے لبالب وہ بھرا ہے شیشہ

دست نازک سے مجھے اُس نے دیا ہی شیشہ
دل کی قیمت مین مرے ہاتھ لگا ہے شیشہ

زیر ابرو یہ تری نرگس مخمور نہین
طاق محراب عبادت مین دھرا ہے شیشہ

ٹھیس لگ جائے شب وصل نہ مستی مین کہین
میرے دل سے بھی نزاکت مین سوا ہے شیشہ

محتسب آئے تھے میخانہ مین دبے چھپکے ضرور
ہے وہ ٹوٹا ہوا ساغر وہ پڑا ہے شیشہ

آج قلقل کی صدا بھی نہین آتی یارب
ہم سے روٹھا ہے جو ساقی تو خفا ہی شیشہ

کہین ٹھوکر نہ لگے ہٹ کے سنبھل کے چلئے
ٹوٹ کر یہ دل نازک کا بنا ہے شیشہ

مال و زر سے کبھی ہرگز نہین حاصل ہوتا
دل جو نذرانہ دیا ہے تو ملا ہے شیشہ

جاتے ہین شیخ کے حجرے مین وفا رہ رہ کر
کسی گوشے مین مگر دیکھ لیا ہے شیشہ

توبہ کسطرح کرون بادہ کشی سے توبہ
اور توبہ بھی مری جان ابھی سے توبہ

توبہ کرلی ہے تو کیا فصل بہار آنے دو
مین پینے کی تو نہین توبہ شکنی سے توبہ

ہر طرح ساقی و واعظ کی ہے خاطر منظور
نہ خوشی سے کبھی پینا نہ خوشی سے توبہ

اور سر چڑھ ہی نے لگے حضرت ناصح دیکھو
ٹالنے کے لئے کرلی تھی ہنسی سے توبہ

یہ مے عشق نہ چھوٹی ہے نہ چھوٹے گی کبھی
غیر ممکن ہے کرین دل کی لگی سے توبہ

وہ سزا پائی ہے مین نے کہ عیاذاً باللہ
اب کبھی دل نہ لگاؤنگا کسی سے توبہ

ماشاء اللہ جوان ہو یہی ہین عیش کے دن
اے وفا چاہیئے تمکو نہ ابھی سے توبہ

آخری ہے یہ کرم عاشق دلگیر کے ساتھ
خط جو بھیجا ہے تو اغیار کی تحریر کیساتھ

کیا توقع ہے کہ نکلے فلک پیر سے کام
جبکہ تدبیر ہی وابستہ ہو تقدیر کیساتھ

کب اُلجھ سکتے ہین اب سلسلۂ دہر سے ہم
دل لگا بیٹھے ہین جب زلف گرہگیر کیساتھ

سخت جانی سے مری چل نہ سکا اُسکا ہاتھ
شانہ بھی کھا گیا بل یار کی شمشیر کیساتھ

رات دن آئینۂ دل مین لگی رہتی ہے
دل بہلتا ہے مرا یار کی تصویر کیساتھ

دور ہوتا ہے کہین دل سے مری رشک رقیب
لاکھ وہ مجھکو بٹھایا کرین توقیر کیساتھ

دیکھیے حضرت زاہد کی بنے اب کیا گت
رند لائے ہین اُنھین گھیر کے تزویر کیساتھ

اُس نے لکھا ہے کہ اب قطع تعلق کر دو
آہی ہے میری قضا یار کی تحریر کیساتھ

عشق زنجیر کو ہے پاے جنون سے میرے
عشق ہے پاے جنون کو مرے زنجیر کیساتھ

کس قدر ناز مصور کو ہے اللہ اللہ
اپنی تصویر بھی کھینچی تری تصویر کیساتھ

اگر یہی حال ہے فرقت مین تو اکدن بیشک
جان جائیگی وفا نالہ شبگیر کیساتھ

خوب احسان کیا عاشق دلگیر کیساتھ
خط جو بھیجا بھی تو اغیار کی تحریر کیساتھ

نامہ بر پڑھکے وہ دل تھام نہ لین تو کہنا
خط مین ملفوف ہے تاثیر بھی تحریر کیساتھ

منتظر حشر مین سب ہین کہ سنین قصہ عشق
اک خدائی ہے ترے عاشق دلگیر کیساتھ

جوش سودا مین بھی لیتا ہی رہا نام ترا
تیری شہرت ہوئی ظالم مری تشہیر کیساتھ

اس قدر شوق شہادت تھا ہمین دامنگیر
پتلیان پھرتی رہین یار کی شمشیر کیساتھ

شمع کیون اپنی زبان دیتی ہے اُسکے منہ مین
بدلے پروانے کے کیا عشق ہے گلگیر کیساتھ

حرمت اتنی تو رہی شیخ کی ملحوظ وہان
بزم رندان سے اُٹھائے گئے توقیر کیساتھ

بت بے رحم سے امید کہان تھی ایسی
لے گیا بزم عدو مین مجھے توقیر کیساتھ

میرے نالے جو سنے تھام کے دل اُسنے کہا
حُب کا منتر بھی تجھے یاد ہے تسخیر کیساتھ

ایک سے بھی نہین ملتی تری سج دھج اے بت
سیکڑون شکلین ملائین تری تصویر کیساتھ

ایک ہی وار مین سر تن سے جدا کر ڈالا
نگہہ ناز کا ممنون ہون شمشیر کیساتھ

شوق دیدار مین پھر جی نہ اُٹھون اس ڈر سے
قبر پر آتے ہین وہ خنجر و شمشیر کیساتھ

نہ کھلا یہ کہ مرے درپئے آزار ہے کیون
مین نے کیا کی تھی برائی فلک پیر کیساتھ

چھوڑکر اسکو یونہین خاک مین جانا ہے ضرور
منعمو دل نہ لگانا کبھی تعمیر کیساتھ

اے وفا عشق و محبت کا نتیجہ یہ ہے

لیتے ہین اہل وفا اب مجھے توقیر کیساتھ

کیون وصل مین حجاب ہو کیا اس سے فائدہ
مُنہ پر ترے نقاب ہو کیا اس سے فائدہ

چھیڑو نہ ذکر رشک عدو مجھ سے وصل مین
دلکو جو اضطراب ہو کیا اس سے فائدہ

اترا کے کیون ہو حسن دو روزہ پہ اسقدر
مانا کہ آفتاب ہو کیا اس سے فائدہ

غیرونکو بزم ناز مین ناحق بلاتے ہو
عاشق کو پیچ و تاب ہو کیا اس سے فائدہ

مہمان چار دن کا ہے جوبن عبث ہے ناز
لاکھون مین انتخاب ہو کیا اس سے فائدہ

مجھپر کرم نہ غیر پہ ہین کچھ عنایتین
ہرچند لاجواب ہو کیا اس سے فائدہ

وہ مست ناز ہی نہین محفل مین جب تو پھر
دور شراب ناب ہو کیا اس سے فائدہ

ذکر عدو نہ چھیڑئے خلوت مین باربار
جل بھن کے دل کباب ہو کیا اس سے فائدہ

نقصان کیا کیا ہے عدو نے کہ مہربان
وہ مورد عتاب ہو کیا اس سے فائدہ

آہ فلک فگن نہ نکل میرے سینے سے
گھر غیر کا خراب ہو کیا اس سے فائدہ

خنجر بکف ہو قتل وفا مین ہے دیر کیون
ہونا جو ہے شتاب ہو کیا اس سے فائدہ

حسرت بھی دل کی پوری ہوئی ناز و ادا کیساتھ
بوسہ بھی کرتے جا و عنایت جفا کیساتھ

مٹی خراب ہے تری زلف رسا کیساتھ
پالا پڑا ہے دلکو مرے کس بلا کیساتھ

وہ دشمن وفا ہے وہ ہے بانی جفا
کیونکر نبھیگی دیکھئے اُس بے وفا کیساتھ

کی دوستی کے پردے مین اُسنے یہ دشمنی
مرقد پہ میرے غیر کو لایا لگا کیساتھ

بے لطف گر جئے بھی تو کیا خاک ہم جئے
اے چارہ ساز زہر بھی دیدی دوا کیساتھ

کھلنا در قبول کا مشکل نہ ہو کبھی
تیری مدد شریک اگر ہو دعا کیساتھ

وعدہ خلافیاں ہیں مناسب رقیب سے
اچھی نہیں دغا یہ کسی باوفا کیساتھ

کچھ اتقا کی قید نہیں میکدے میں آج
زاہد کو رند لائے ہیں مکر و دغا کیساتھ

پامال ہوکے بھی نہ تری جستجو گئی
اُڑتی پھری ہے خاک ہماری ہوا کیساتھ

منت میں التجا میں نہ کرنا کمی کوئی
قاصد تو اُس کو لے ہی کے آنا منا کیساتھ

شرم و حیا سے کھلتے نہ تھے جنکے لب کبھی
وہ آج باتیں کرتے ہیں چلتی ہوا کیساتھ

طاؤس بھول جاتے ہیں سب اپنی چال ڈھال
چلتے ہیں وہ چمن میں جو ناز و ادا کیساتھ

اللہ جانتا ہے زبان سے میں کیا کہوں
تمنے جو کچھ کیا ہے دلِ مبتلا کیساتھ

اللہ رے نصیب کہ جیتنے ہیں اُمتی
محشر میں سب وہ ہونگے رسولِ خدا کیساتھ

دیکھا جو گرم ناز تو قصد ہوا تمام
پنہاں مری قضا بھی تمہاری ادا کیساتھ

آؤ نہ آؤ وصل کی شب اختیار ہے
لیکن کہیں عدو کو نہ لانا بلا کیساتھ

ہیں گرچہ اُن کے چاہنے والے بہت مگر
کہتے ہیں وہ مجھے ہے محبت وفا کیساتھ

اک عمر سے یارب ہوں میں بیمار مدینہ
اب جلد دکھا دے مجھے گلزار مدینہ

فردوس کی خواہش نہ کروں میں کبھی ہرگز
ملجائے اگر سایۂ دیوار مدینہ

میں ہجر کے صدموں سے تڑپتا ہوں ہمیشہ
اللہ بلالو مجھے سردار مدینہ

رنجور رہوں صدمۂ فرقت سے میں کب تک
دکھلادو کبھی تو مجھے بازار مدینہ

آہیں دل بیتاب کی جائیں گی نہ خالی
بلوائیں گے اک دن ہمیں سالار مدینہ

جاؤنگا سر چشم سے جب یاد کرینگے
آقا مرے مولیٰ مرے سرکار مدینہ

گلزار مدینہ کی ثنا خاک ہو مجھ سے
خالق کو بھی مرغوب ہے ہر خار مدینہ

ذرہ بھی وہان کا ہے مگر طور کا شعلہ
پیدا ہین ہر اک گوشہ سے انوار مدینہ

کیا گنبد خضرا کی حقیقت کا بیان ہو
ہین جلوہ فزا اُس مین ہی دلدار مدینہ

عاصی ہون مگر آپ کا ہے مجھکو بھروسا
اے حامیٔ اُمت مرے مختار مدینہ

محشر مین **وفا** خوف نکر ہوگی شفاعت
بخشائین گے خالق سے وہ سردار مدینہ

خرامان ہے اُدھر وہ گلعذار آہستہ آہستہ
کشش کرتا ہے اپنا انتظار آہستہ آہستہ

خزان کے دن کبھی کاٹے نہین کٹتے نہین کٹتے
جو آئیگی بھی تو فصل بہار آہستہ آہستہ

گھٹا گھنگھور اُٹھی ہے ہوا کا رنگ بدلا ہے
چلے ہین میکدے کو میگسار آہستہ آہستہ

ہوئی اپنی رسائی اس کی محفل تک بھی مشکل سے
ہمین حاصل ہوا یہ افتخار آہستہ آہستہ

صدا آتی ہے قبر قیس سے یہ نجد مین اب تک
خدارا او مرے ناقہ سوار آہستہ آہستہ

بہت نازک ہوا ہے جسم میرا ناتوانی سے
ذرا اے سایۂ دیوار یار آہستہ آہستہ

لڑکپن سے جوانی پھر بڑھاپا آگیا آخر
ہوئی رخصت حیات مستعار آہستہ آہستہ

رہیگی آس وقت نزع بھی اُس بت کے آنیکی
کہ ہوگی بند چشم انتظار آہستہ آہستہ

وفا دیکھا ہے اُس گلرو کو جب سے ساتھ دشمن کے
کھٹکتا ہے نظر مین اپنی خار آہستہ آہستہ

اُمنگین جوش پر ہین جلد بھر دے جام و پیمانہ
رہے آباد ساقی حشر تک یہ تیرا میخانہ

پری پیکر کا شیدائی ہون سودائی ہون پروانہ
تمنا ہے رہون لاکھون برس یا رب مین دیوانہ

نہ وہ لطف و کرم ہین اب نہ اگلی سی محبت ہے
کرین اُس بیوفا سے پھر بھلا کیا خاک یارانہ

رقیبون مین کبھی ہون سرخرو ہم بھی یہ حسرت ہے
جگہ دے بزم مین اپنی کبھی ہمکو بھی جانانہ

جھڑک کر روک کر دربان صلواتین سناتا ہے — رسائی کیسے پائین ہے ترا دربار شاہانہ

سبنے انجان بیٹھے ہین بنا کر اپنا سودائی — مصیبت کا بھی میری وہ نہین سنتے ہین افسانہ

پڑی دل سے ہمارے ہی بنا خانہ خرابی کی — جو تھا آباد کل تک ہو گیا وہ آج ویرانہ

تعلق عشق کے بندونکو مذہب سے نہین کچھ بھی — ازل کے مست ہین رکھتے ہین حالت اپنی رندانہ

طریق بیخودی مین واعظ و ساقی برابر ہین — نہ اس سے دشمنی اپنی نہ ہے اس سے ہی یارانہ

بنی کے سب ہین ساتھی اور بگڑی کا نہین کوئی — نہ اپنا کام آتا ہے مصیبت مین نہ بیگانہ

کھٹکتا خار سا دل مین وفا کے ہے یہی ہر دم
نکلنا رات کو گھر سے تمہارا بے حجابانہ

ہمین دیتا ہے ساقی بھر کے جام آہستہ آہستہ — تو ہم بھی کرتے ہین جھک کر سلام آہستہ آہستہ

ہمین دیکھا جو بزم ناز مین دشمن سے یون بولے — ذرا کیجے ادب سے اب کلام آہستہ آہستہ

اثر اتنا تو دکھلایا ہماری آہ و زاری نے — کہ وہ لینے لگے اپنا سلام آہستہ آہستہ

وہی اپنی نظر مین چاند سورج سے زیادہ ہین — ملین آکر جو ہم سے صبح و شام آہستہ آہستہ

ستاتا ہے عدو ہمکو ستانے دو نہین پروا — کہ لینگے ہم بھی اس سے انتقام آہستہ آہستہ

وہ صبح وصل کہتے ہین کہ جانے دو بس اب ہمکو — نہ ہونگی ختم تک باتین تمام آہستہ آہستہ

ادب کا نام رکھا ہے گنہ اس دور دورے مین — نہ مٹ جائے کہین رسم قیام آہستہ آہستہ

نہ پس جائے کسی کا دل نہ برپا ہو کوئی فتنہ — خدارا او بت محشر خرام آہستہ آہستہ

یقین آئیگا رفتہ رفتہ ان کو میری الفت کا — لکھا جائیگا اس دفتر مین نام آہستہ آہستہ

سمائے ہین جو دل مین تو نظر تک آہی جائینگے — بدل ہی جائیگا ان کا مقام آہستہ آہستہ

سنا ہے وہ وفا کو آجکل پھر یاد کرتے ہین

جیا کرتے ہین اُس کا دل مین نام آہستہ آہستہ

کرنے لگے وہ ہمپہ کرم اور زیادہ
پیدا ہوا اغیار کو غم اور زیادہ

ہم خوگر آزار ہوئے چاہ مین جن کی
وہ ہو گئے بانیٔ ستم اور زیادہ

تو جور و ستم جتنا ترے دل مین ہو کر لے
ہم جانتے بالکل نہین کم اور زیادہ

دو گز ہے ہمین بھر کفن قبر مین درکار
آنچل پہ تمہارے ہے ستم اور زیادہ

کہا اور کھلا کام ہی آئے گا منعم
کیا لیکے کریگا تو درم اور زیادہ

جب صبر کیا وعدہ خلافی پہ تمہاری
تم دینے لگے پھر ہمین دم اور زیادہ

وہ آنے لگا یار کے گھر مین جو ہمیشہ
کھلنے لگا دشمن کا بھرم اور زیادہ

قطعہ

حاتم نے بڑے عیش سے دنیا مین بسر کی
قارون کے بڑھے داغ درم اور زیادہ

دونون کا نتیجہ جو ہوا سب پہ ہے روشن
کھلجائے گا دن حشر کے کم اور زیادہ

کم عمر روان ہو گئی جب آئی ضعیفی
نزدیک ہوئی راہ عدم اور زیادہ

اچھی نہین یہ دل شکنی دیکھ وفا کی
بیرحم نہ کر اُسپہ ستم اور زیادہ

ردیف یاے تحتانی

بیش احمد جبکہ عاصی تلملاتے جائینگے
آپ خالق سے ہر اک کو بخشواتے جائینگے

جب خدا لیجائے گا سوئے مدینہ یا رسول
فرش رہ آنکھونکو ہم اپنی بناتے جائینگے

ہجر کے صدمے سہے جاتے نہین اب یا نبی
آپ کبتک عاصیون کو آزماتے جائینگے

وحشت دل الفت حضرت مین باقی ہے اگر
سوئے طیبہ ایکدن ہم خاک اڑاتے جائینگے

خواب مین ہوگا اگر دیدار احمدؐ ایکبار
سامنے حضرت کے درد دل سناتے جائینگے

آفتاب روز محشر بھی تو ہو جائیگا سرد
جبکہ احمدؐ عاصیون کو بخشواتے جائینگے

تیری رحمت کے سہارے مغفرت کی آس ہے
نامۂ اعمال ہین عصیان لکھاتے جائینگے

اف وہ گرمی قیامت ہائے وہ حال تباہ
دامن احمدؐ مین لیکن منہ چھپاتے جائینگے

فرقت احمدؐ مین روتے جائینگے ہر ہر قدم
فرد عصیان راہ طیبہ مین مٹاتے جائینگے

پل کا رستا طے کرینگے بیخودی مین اسطرح
نعتیہ اشعار پڑھ پڑھ کر سناتے جائینگے

یا محمدؐ ہے **وفا** بھی لطف کا امیدوار
آپ کب تک ہجر مین آنکھین دکھاتے جائینگے

لیکے دل نفرت ہوئی بے اعتنائی ہوگئی
دل لگانے کی سزا کیا بیوفائی ہوگئی

فضل ایزد قابل رشک اپنا حال زار ہے
جب خدا اپنا ہوا ساری خدائی ہوگئی

اب تصور مین بھی آسکتی نہین حالت مری
وصل مین کیا کیا ہوا کسجا رسائی ہوگئی

دست نازک خواب مین چوما ہے کس بیدرد نے
نیلی نیلی ہائے وہ نازک کلائی ہوگئی

لیکے دل کرنے لگے ہر ایک پر جور و جفا
یہ تو اچھی یاد طرز دلربائی ہوگئی

گر یہ سچ ہے تو خدا حافظ ہے اسکی جان کا
سنتے ہین آج ان کی دشمن کی صفائی ہوگئی

کیا نہین خوف خدا چھپکر اڑاتے ہو مزے
زاہد و ظاہر تمہاری پارسائی ہوگئی

روز محشر لو بڑھی آتی ہے پھر مغفرت
رحمت حق مجرمون کی پیشوائی ہوگئی

بعد مدت کے بر آیا اپنے دل کا مدعا
کوچۂ دلدار تک اپنی رسائی ہوگئی

حال دل سننا سنانا اسطرف اب کیا رہا
نام تک سے اُن کو نفرت ہر جدائی ہوگئی

فللہ الحمد اب تو پوری ہوگئی دل کی مراد
اب تو حاصل در پہ اُسکے جبہ سائی ہوگئی

آنکھ اُن سے کیا لڑی دل اپنا دے بیٹھے ہمین
ہائے کیا ہم سے حماقت آشنائی ہو گئی

سچ کہو اغیار سے کس بات پر پہونچا ہے رنج
زرد چہرہ کی ہے رنگت کیا لڑائی ہو گئی

کر چکے کرنا تھا اُس بت سے جہانتک عرض حال
ہو گئی بس اب مقدر آزمائی ہو گئی

میری حالت کی گواہی کون دے پیش خدا
ہائے اُس بت کی طرف ساری خدائی ہو گئی

دل لگا کر اُس بت بدخو سے پچتانا پڑا
مفت مین بیٹھے بٹھائے جگ ہنسائی ہو گئی

ہو برا ہمردان کی بیوفائی کا **وفا**
لطف وصل آنے نہ پایا تھا جدائی ہو گئی

گوش زد میرا جو کچھ حال زبانی ہو جائے
ہو جو پتھر کا کلیجہ بھی تو پانی ہو جائے

رہے دنیا مین پس مرگ فسانہ باقی
اپنی الفت کی کہانی وہ کہانی ہو جائے

دیکھ لے ماہئ بے آب بھی گر میری تپش
سر سے پا تک عرق شرم سے پانی ہو جائے

اُسکی تصویر تصور مین بھی کھینچنی ہے محال
نقش حیرت ہمہ تن دیکھ کے مانی ہو جائے

امتحان شیخ کا لین ہاتھ مین دیکر ساغر
اُسکو دعوی ہے مے تاب بھی پانی ہو جائے

شمع محفل نہین پروانے ہین سارے موجود
وہ جو آجائے تو صحبت یہ سہانی ہو جائے

سلسلہ عشق و محبت کا بڑھا ہے لیکن
ڈر ہے افسانہ نہ یہ راز نہانی ہو جائے

بدگمان مجھ سے ہین وہ تو مگر اللہ کرے
کچھ مؤثر یہ مری راست بیانی ہو جائے

اے خدا سوز محبت کا اثر ہو اتنا
نہ تھمے گریہ وہ اشکونکی روانی ہو جائے

دیدۂ تر مرے آجاین جو رونے پہ ابھی
آبروئے ابر کی برسات مین پانی ہو جائے

دم بھرین وہ بھی مری مہر و محبت کا **وفا**
حضرت عشق کی گر ریشہ دوانی ہو جائے

بُری حالت ہے دوری مین بت نامہربان دل کی
کہان وہ ولولے ہین وہ اُمنگین اب کہان دلکی

بڑہی ہین ابتدائے عشق ہین بیماریان دلکی
خدایا خیر کرنا اب ضعیف و ناتوان دلکی

وہ بالین پر مری آئے ہین وقت نزع دیکھو تو
پھر اُسپر پوچھتے ہین خیر تو ہے مہربان دلکی

جگر مین داغ ہین دلکی جگہ ہے درد پہلو مین
نشانی رہگئی ہے یہ ہمارے بے نشان دلکی

سہارے پر اسی کے جی رہا ہون روز تنہائی
حقیقت پوچھتے ہو کیا انیس بیکسان دلکی

کبھی جب بیوفا کی بیوفائی یاد آتی ہے
تو کہتا ہون سکونت تھی یہین راحت رسان دلکی

کہون مین آپ سے لیکن ادا کیا پورا مطلب ہو
سنانا اپنی حالت آپ گر ہوتی زبان دلکی

تڑپتا ہے غم دوری سنے اب بیتاب ہو ہو کر
خبر ہے یا نہین کچھ آپ کو اے مہربان دلکی

وفا ایسی توقع تو نہ تھی اُس بے مروت سے
کہ وہ برباد یون مٹی کرے گا میہمان دلکی

نخل الفت نے کبھو کب تازگی پائی نہ تھی
داغ دل میرے ہرے تھے جب بہار آئی نہ تھی

رنگ پر سودا نہ تھا پُر لطف رسوائی نہ تھی
باغ الفت مین مرے جبتک بہار آئی نہ تھی

یہ تو مانا صحبت رندان میسر تھی مگر
میکدے مین لطف کیا آتا گھٹا چھائی نہ تھی

کیون مین آتا بزم مین تو ملتفت تہا غیر سے
مجھکو یہ امید تجھ سے شوخ ہرجائی نہ تھی

کسکے موسیٰ اور برق وادی ایمن کہان
سب کرشمے حسن کے تھے جلوہ فرمائی نہ تھی

مین ہوا رسوا تو خلق اللہ نے جانا تجھے
ورنہ یہ شہرت کبھی او شوخ ہرجائی نہ تھی

بزم سے مجھکو نکالا کرکے حیلہ خواب کا
چوٹ دینی تھی اُنھین منظور انگڑائی نہ تھی

مین نہ تھا دلدادہ جبتک حسن کا شہرہ نہ تھا
تم تماشا تھے مگر خلقت تماشائی نہ تھی

ہو گئے لب بند ہوش اُڑنے لگے شکل کلیم
بارگاہ حسن مین آسان گویائی نہ تھی

وصل کیا ہوتا میسر میری حالت غیر تھی
یار کے در تک پہنچنے کی توانائی نہ تھی

بزم میں جھگڑے ہیں جتنے سب عدو کے دم سے ہیں
یہ قدم جبتک نہ تھے ہنگامہ آرائی نہ تھی

دل میں دونوں کے کدورت مانع وصلت ہی
یون تو یکجائی تھی لیکن دلمین یکجائی نہ تھی

اپنا وعدہ بھولکر ملتے ہو کیوں اغیار سے
سچ کہو کیا تم نے ملنے کی قسم کھائی نہ تھی

ترک ہے صاحب سلامت ہم سے غیروں سے ہے ربط
اس طرح ملتے ہین وہ جیسے شناسائی نہ تھی

زندگی اب لطف سے گزریگی وہ پہلو میں ہین
مدتوں تک بے سبب میری جبین سائی نہ تھی

ہے تعجب کہدیا ناصح سے کیونکر راز عشق
بات دلبر کی کبھی لب تک مرے آئی نہ تھی

دشمنوں نے قتل مین تیرے کمی کوئی نہ کی
شکر کر لیکن وفا تیری قضا آئی نہ تھی

رہگئی باقی شرافت سربسر پیسہ مین ہے
پوچھتا کوئی نہیں عیب و ہنر پیسہ مین ہے

ساری دنیا قاضی الحاجات کی محتاج ہے
اسکا سکہ دلپہ ہے کیسا اثر پیسہ مین ہے

زندگانی کا مزہ ہے۔ دسترس گر ہو نصیب
رنج و راحت کا تماشا سربسر پیسہ مین ہے

زہد و تقوی چھوڑدو پیسہ مین ہی جو کچھ ہی اب
عیب بھی ڈھپ جاتے ہین ایسا اثر پیسہ مین ہے

اہل دنیا کو اگر عزت ہے پیسہ سے تو ہو
ہم نہین کہتے کہ جو کچھ ہی ہنر پیسہ مین ہے

زر نے کرکے عیب پوشی کردیا نوروں کو مہر
کیا خدا کی شان ہے کیسا اثر پیسہ مین ہے

فائدہ زر سے اٹھا لیکن نہ اسپر جان دے
کیون یہ محویت تجھی ای اہل زر پیسہ مین ہے

ہے غلط حادی ہے پیسہ ہر جگہ ہر کام مین
ہان یہ سچ ہے اہل دنیا کی نظر پیسہ مین ہے

اے زر و سیم و طلا ہم ہین نرے حلقہ بگوش
کر نظر بازی تری تصویر اگر پیسہ مین ہے

کب ضیائے مہر کی وقعت ہی چشم کور مین
قدر گوہر کیا کرے جسکی نظر پیسہ مین ہے

زندگانی کا اسی پیسہ مین ہے سارا مزہ
سارے عالم کی وفا اب تو نظر پیسہ مین ہے

کون کہتا ہے کہ جو کچھ ہے ہنر پیسہ مین ہے
عیب ڈھک دیتا ہے ہان اتنا اثر پیسہ مین ہے

علم کارآمد کا یہ محتاج و خانہ زاد ہے
مثل سایہ ساتھ ہے پھر کیا ہنر پیسہ مین ہے

دو خدا کی راہ پر یا بخل مین قارون ہو
ہے یہ ظاہر خلد اور نار سقر پیسہ مین ہے

آ شرافت علم حاصل کر تو حاجتمند ہے
تیری عزت اور ثروت منحصر پیسہ مین ہے

ہے وہ ہرجائی مگر احمق اسے سمجھے ہین دوست
عیش بھی تکلیف بھی شام و سحر پیسہ مین ہے

کھو کے آزادی کی دولت مفت بنتے ہین غلام
بیوقوفونکے لئے اتنا اثر پیسہ مین ہے

زر کا لالچ دیکھے لوگونکو جو کرتے ہین غلام
اس سے واقف ہی نہین نار سقر پیسہ مین ہے

دشمنون کا چور ونکا اور جان کا رہتا ہی خوف
رات دن دھڑکا بڑا خوف و خطر پیسہ مین ہے

صبح صادق ہے نہ لو نام ان حسینونکا وفا
جان جنکی جسم جنکا - اور جگر پیسہ مین ہے

جب رنج نہین کوئی آنکھون مین تری کیون ہے
گر جوش نہین دل مین پھر جامہ دری کیون ہے

ساقی ہے گھٹا چھائی ساغر پہ چلے ساغر
بوتل مین دھری ابتک یہ لال پری کیون ہے

ہے سانس فقط باقی بالین پہ اب آیا ہے
صدقے تری غفلت کے یہ نوحہ گری کیون ہے

کس پردہ نشین سے اب ہے آنکھ لڑی تیری
ہر وقت یہ محویت یہ بے خبری کیون ہے

کیون زخم کو تم میرے سیتے ہو عبث ٹانکے
جب کام نہین مجھ سے پھر چارہ گری کیون ہے

تھی قدر مری اکدن تھا ناز تمھین جسپر
کیون دل سے بھلا بیٹھے یہ کم نظری کیون ہے

کشتے ہین جفاؤن کے اب قتل سے کیا حاصل
تلوار تری ظالم کوسنے مین دھری کیون ہے

محفل مین مری جانب کیون دیکھتے ہو آخر
جب دل کی نہین خواہش جادو نظری کیون ہے

کیون رحم نہین آتا حالت پہ مری اُس کو
اے نالۂ دل آخر یہ کم اثری کیون ہے

اک عمر ہوئی میرا جس پہ کہ نشیمن تھا
حیرت ہے مجھے ابتک وہ شاخ ہری کیون ہے

یہ لطف **وفا** پر کیون غیرون سے ہے جب الفت
بتلاؤ سبب کیا ہے یہ فتنہ گری کیون ہے

وفاے عہد کسی دن جو خوب رو کرتے
نکلتے وصل کے ارمان یہ آرزو کرتے

حجاب سے جو نہین منہ کو روبرو کرتے
وہ کھل کے ہاے کبھی ہم سے گفتگو کرتے

جو یون حرام تھا دیدار مصحف رخ کا
تو آب چشم سے پہلے ہی ہم وضو کرتے

تمہارے حسن کی شہرت ہے سارے عالم مین
ہین کون وہ جو نہین آج آرزو کرتے

فگار تھا دل مضطر تو غم نہ تھا اُس کا
جگر کا چاک مرے تم اگر رفو کرتے

تری نگاہ نے ساقی رکھا ہمیشہ مست
گزاری عمر ہی ہم نے سبو سبو کرتے

مقابل آپ جو ہوتے سناتے مطلب کی
بیان وحشت دل ہم بھی مو بمو کرتے

حرم مین دیر مین کعبہ مین اور کلیسا مین
کہان کہان یہ تری جا کے جستجو کرتے

روانی اشکون کی میرے جو دیکھتے دم بھر
سمجھ کے جھوٹے ہی موتی وہ آبرو کرتے

تمہارے عشق کا سودا نہین ہے کس سر مین
جہان مین دید کی ہین سب ہی آرزو کرتے

سنگھاتے گیسوے عنبر فشان جو عاشق کو
برائی کیا تھی اگر ہم کو مشکبو کرتے

نصیب وصل جو ہوتا دوگانہ یون پڑھتے
بتون کے عشق مین ہم خاک سے وضو کرتے

بہت تھی ہمکو توقع یہ رہ گئی حسرت
ہمارے باب مین کچھ آج گفتگو کرتے

ہماری زیست اگر اور کچھ دنون ہوتی
تو ہم بھی آرزوے وصل خوبرو کرتے

جو یہ سمجھتے کہ یہین ہوگا بلبل دل
تو بھول کر نہ تماشاے رنگ و بو کرتے

جو یاس ریح و عداوت نہ درمیان آتا
کبھی نہ آپ سے تم اور تم سے تو کرتے

پھنسا دیا دل محزون نے کس بلا مین وفا
جو دوست کرتے ہین ایسا نہین عدو کرتے

اور کچھ جور جو اے جان جہان باقی ہے
وہ بھی ہو جاے ابھی روح روان باقی ہے

جام جم ہے نہ سکندر ہے نہ آئینہ ہے
ہان مگر کہنے کو اک نام و نشان باقی ہے

ہاتھ رکھ کر مرے سینہ پہ ذرا غور کرو
تن لاغر مین مرے جان کہان باقی ہے

شیشۂ مے ہوا خالی تو نہین غم کچھ بھی
کہ ابھی دم ترا اے پیر مغان باقی ہے

دلپہ نشتر سے کھٹکتے ہین کسی کے انداز
قطع الفت ہو تو ہو درد نہان باقی ہے

ہم نے توبہ بھی جو کی عشق و محبت سے تو کیا
دل مین اک درد پئے نام و نشان باقی ہے

جذبۂ شوق نے اک تیر بھی رہنے نہ دیا
دوش پر اُنکے فقط ایک کمان باقی ہے

ذبح کے بعد بھی اُٹھتے نہین سینے سے مرے
دل مین اُنکے ابھی جینے کا گمان باقی ہے

دونون عالم مین ہر اک چیز ہے فانی یارب
اک تری ذات ہی باقی ہے جہان باقی ہے

تپ فرقت سے جلایا بھی جگر کو تو کیا
دل سی شئے سینہ مین اے سوز نہان باقی ہے

بچ کے چلتا ہون حسینون کی محبت سے وفا
پھر بھی مجبور ہون یارون کو گمان باقی ہے

جان لیتی ہے دل لگی دل کی
نہین جاتی ہے بیکلی دل کی

کیا بجھاتے ہو اب لگی دل کی
خیر یون بھی گذر گئی دل کی

برق کی سی تڑپ ہے پہلو مین
ایسی ویسی نہین لگی دل کی

ہجر کے دن خزان سے بدترین
ہاے مرجھا گئی کلی دل کی

کوے جانان کا قصد دل مین تھا
لے گئی کھینچکر لگی دل کی

کمسنی کا تری زمانہ ہاے
اور پھر اُسپہ سادگی دل کی

دل لگانے سے ہوگئے برباد
داغ کیا دے گئی لگی دل کی

تمنے کیون چشم مست سے دیکھا
بڑھ گئی اور بےخودی دل کی

اور کچھ کہیے ناصح مشفق
ہے بُری چیز دل لگی دل کی

آپ نے کب سنی ہماری بات
ہمنے کب آپ سے کہی دل کی

نہین چھپتی کبھی چھپانے سے
دوستی دل کی دشمنی دل کی

مجھکو رونا فقط اسی کا ہے
روز کرتے ہو تم ہنسی دل کی

ہے تماشا کہ بزم دشمن مین
آپ کرتا ہون مین بدی دل کی

پھر رُلانا مرا ہوا منظور
تمنے پھر مجھ سے چھیڑ کی دل کی

عشق مین ہوگئے ذلیل وفا
کیسی حالت خراب کی دل کی

لپٹ کے سینہ سے مل پھر یہ جان رہے نہ رہے
زمین رہے نہ رہے آسمان رہے نہ رہے

گزار و عیش و طرب مین جہان رہے نہ رہے
کسے یقین ہے عمر رواں رہے نہ رہے

خزان نے پھیر دی جھاڑو ہی آکے دم بھر مین
اُجڑ چکا ہے چمن باغبان رہے نہ رہے

خدا کو بھول نہ دو دن کے اوج پر منعم
کسے خبر ہے یہ نوبت نشان رہے نہ رہے

جو زندگی ہی نہو کیا خیال آرایش
مکین نے کوچ کیا جب مکان رہے نہ رہے

رہا جو گل سے تعلق نہ کچھ بھی بلبل کو
تو خوف کیا ہے چمن مین خزان رہے نہ رہے

نہ گل نہ غنچے ہین باقی نہ برگ و بار نہ شاخ | یہ چمن کا نام مٹا آشیان رہے نہ رہے

مزے اڑاؤ غنیمت سمجھہ لو صحبت یار | کسے خبر ہے وہ گل مہربان رہے نہ رہے

یہ علم ایسی ہے دولت کہ چور لے نہ سکے | اسے زوال نہین پاسبان رہے نہ رہے

غرور حسن عبث ہے کہ بے ثبات ہے دہر | مٹے ہین سیکڑون تیرا نشان رہے نہ رہے

سر نیاز جھکا ہے تو اُٹھہ نہین سکتا | اب اس سے کام نہین آستان رہے نہ رہے

جو دن ہین زیست کے زندہ دلی سے کرلے بسر | کہ لطف و مہر دل دوستان رہے نہ رہے

مسافرون کی سرا ہے یہ دل کسے معلوم | مقیم اس مین خیال بتان رہے نہ رہے

ہین تیرا عاشق صادق ہون تو مرا معشوق | بس ایک تو رہے باقی جہان رہے نہ رہے

غریق بحر محبت کا سُن لے افسانہ | ہمیشہ زیست کی کشتی روان رہے نہ رہے

ہم اُن کے سامنے جاتے ہین درد دل کہنے | خدا ہی جانے مجال بیان رہے نہ رہے

ہزار حیف کہ دنیا مین آکے تھوڑے دن | بہت سجیلے نکیلے جوان رہے نہ رہے

جو زندگی ہے دو روزہ تو رنج و غم کیسا | ہمارے پہلو مین وہ دلستان رہے نہ رہے

دو روزہ زیست کا کیا اعتبار ہے ہمدم | کسے خبر ہے کہ عمر روان رہے نہ رہے

نہ پھول شاخ گل تر پہ آج اے بلبل | کچھ اعتبار نہین آشیان رہے نہ رہے

عبث ہے دم کا بھروسہ خیال رکھہ اس کا | کسے خبر ہے یہ کل میہمان رہے نہ رہے

وہ مجھ سے خوش ہے تو کچھ غم نہین ہے سر نیکا | مرا جہان مین باقی نشان رہے نہ رہے

عروج جسکو ملا - پائمال ہو کے رہا | سر غرور ترا آسمان رہے نہ رہے

جو دل نشین ہنوا انداز کیا ہوا بردے سے | نہین ہے تیر تو پھر کیا کمان رہے نہ رہے

خدا کی یاد جہان تک کہ ہو سکے کرلے

کہ تیرے بس میں وفاؔ پھر زبان رہے نہ رہے

کسے خبر ہے وہ گل مہربان رہے نہ رہے	کرم یہ مجھ پہ ترا آسمان رہے نہ رہے
مخالفت پہ مری وہ ہو جو آمادہ	نہیں ہے رنج موافق جہان رہے نہ رہے
گلوں پہ محو ہے شیدا ہے بلبل ناداں	کچھ اس کا ڈر نہیں باد خزان رہے نہ رہے
مریض عشق یہ کہتا ہے رو کے ناصح سے	خیال اُس کا ہے تن میں جان رہے نہ رہے
سبق تو شوق سے کر یاد سامنے اُس کے	زبان بس میں دم امتحان رہے نہ رہے
غرض کسی سے نہیں جب ہمیں تو ڈر کیا ہے	ہمارا راز محبت نہان رہے نہ رہے
خیال جس میں نہو نام کا وہ کام کرد	خدا کی راہ میں کیا ہے یہ جان رہے نہ رہے
کہا یہ شیخ نے بت کو لگا کے سینہ سے	اُمید صحبت حور جنان رہے نہ رہے
علوم سینہ کو حاجت نہیں سفینے کی	یہ کچھ لباس نہیں جو عیان رہے نہ رہے
جو راز دار نہو دوست بھی تو دشمن ہے	ہماری بات گئی پھر نہان رہے نہ رہے
کرو جو کام تو ہمدردیٔ دلی سے کرو	محب قوم ہو جسم و جان رہے نہ رہے
رقیب کو ہے یہ دعویٰ کہ میں بھی شاعر ہوں	سخن طراز کا گو ہمزبان رہے نہ رہے
کبھی تو سُن لے مرے غم کی داستان صیاد	بیان حال کو باقی زبان رہے نہ رہے
شباب ہوگیا رخصت ہے آمد پیری	سحر کو دیکھئے یہ کاروان رہے نہ رہے

وفاؔ زمانہ[۵] میں بھیجو اد جلد تر یہ غزل
کہ پھر یہ شوق دل ناتوان رہے نہ رہے

۵ رسالہ زمانہ کانپور

کب تک مری تمہاری یہ دشمنی رہے گی	کب تک کھنچے رہو گے کب تک تنی رہیگی
باقی رہیں گے چرچے محفل جمی رہے گی	افسوس ہم نہوں گے کیا بے بسی رہیگی

دل مین ترے کدورت کب تک جمی رہیگی
ہم پر کبھی تو اُن کو آئے گا رحم آخر
آیا جو وقت پیری پوچھے گا پھر نہ کوئی
پھولو نہ منعمو تم دولت کا کیا بھروسہ
ہم دود شمع بن کر اُٹھ جاینگے جہان سے
اے چشم مست ساقی متوالا ہوں مین تیرا
اغیار پر جفائین ہرگز نہین مناسب
گو مٹ گیا تو کیا ہے پابند ہون وفا کا
ہو جا کبھی تو سید ہاے چرخ پیر ہم سے
دشمن سے بھی کسی دن ہو کر رہے گی ان بن
کیا دوستی کا دعویٰ ہم سے نہو گا سچا
کوثر کی گر ہوس ہے زاہد تو پی ابھی سے

اچھی نہین یہ ان بن کب تک تنی رہیگی
دشمن ہی سے ہمیشہ کیا دوستی رہیگی
تم جانتے ہو شاید صورت یہی رہیگی
رفتار چرخ سے وہ کیونکر یکی رہیگی
یہ بزم ساز عشرت برسون جمی رہیگی
چھائی ہوئی ہمیشہ یہ بے خودی رہیگی
بندہ نواز میرے حق مین کمی رہیگی
یہ مشت خاک میری در پر پڑی رہیگی
طینت مین تیری ظالم کب تک کجی رہیگی
تم کو بنا بینگے ہم گر زندگی رہیگی
اس پردے مین بھی پنہان کیا دشمنی رہیگی
اچھا ہے دیکھ نادان عادت پڑی رہیگی

انصاف لے ستمگر اتنی جفا و فا پر
عادت مین تیری کب تک نا منصفی رہیگی

جس طرف دیکھو جہان دیکھو ہوا فیشن کی ہے
فیشن ایبل جو نہین اُسکی شرافت بھی گئی
چاہیے فاقہ ہو گر ہو پاؤن مین ڈاسن کا بوٹ
کوچ کرسی کے سوا بیٹھے نہ کوئی فرش پر
زیب تن جو کچھ ہو اُسکی ہو بہت عمدہ قطع

آج کل کی پود پر نازل بلا فیشن کی ہے
کیا کرامت آج کل بار خدا فیشن کی ہے
سوٹ عابد شاپ کا کچھ انتہا فیشن کی ہے
یاد رکھو آبرو اس سے سوا فیشن کی ہے
کف ڈبل کالر بھی عمدہ ہو ادا فیشن کی ہے

مفتیان دین بھی فرشون پر لیٹے پھرتے ہین شتونز
بندگی گئی کچھ ان دونون ایسی ہوا فیشن کی ہے

ہو سکونت کے لئے بنگلہ بھی عمدہ پرسواد
ڈگریان ہوجاہین کیا پروا سزا فیشن کی ہے

میر سید شیخ ۔ خان ۔ پنڈت بھی کہنا منع ہے
لفظ مسٹر چاہیئے کہنا ادا فیشن کی ہے

فرش پر بیٹھین تو پڑجاتے ہین پتلونون مین شل
پاے بندی اہل یورپ ہے سوا فیشن کی ہے

ڈیم فول اور راسکل صاحب کا ہو تکیہ کلام
عظمت و شوکت انہین جو نسی کیا فیشن کی ہے

بھیک کا بھی مانگنا اب داخل فیشن ہوا
رسم چندہ سر بسر نام خدا فیشن کی ہے

صاحب دولت تھے پہلے اب ہین مقروض و ذلیل
ابتدا کچھ اور تھی یہ انتہا فیشن کی ہے

مولوی ۔ عالم مشائخ سب ہین اسمین مبتلا
کیا بلا ہے ہر طبیعت آشنا فیشن کی ہے

ساتھ ہو بلڈاگ لکڑی ہاتھ مین منہ مین سگار
سر پہ ہو سن ہیٹ یہ پوری ادا فیشن کی ہے

یہ مرض پھیلا ہوا ہے ہند بھر مین اے **وفا**
اس سے ڈریئے ۔ خوف کیجے یہ وبا فیشن کی ہے

گمان تھا جن پہ گلشن کا وہ دل ہین داغ کم نکلے
جنھین ہم باوفا سمجھے وہی اہل ستم نکلے

کچھ اس ڈھب سے شہیدان محبت کے علم نکلے
تماشائی بھی گھر سے نوحہ گر باچشم نم نکلے

ملایا خاک مین ہمکو محبت ہی محبت مین
ستم حق مین ہمارے آپ کے لطف و کرم نکلے

کوئی تھوڑی سی شوخی بھی ہو تو میلی نگاہو نمین
لگاوٹ کا مزہ جب ہے کہ انداز ستم نکلے

کہان تک خون بہائین روتے روتے چشم پرنم سے
بلا سے اکدن آنکھون کے رستے تن سے دم نکلے

اسی کو پھینکدینگے چیر کر پہلو سے اکدن ہم
بغل سے کاش دل نکلے تو دل سے خار غم نکلے

خدا جانے کہ دم پر کیا بنی ہوگی غریبون کے
ترے کوچے مین جو ہنستے گئے باچشم نم نکلے

بہار حسن دو دن ہے خزان بھی آنیوالی ہے
کسی دن سن ہی لینگے ہم تری نخوت کے خم نکلے

پہلے ہو حضرت دل محفل دشمن مین ڈرتا ہون
کہین ایسا نہ کر بیٹھو کہ خود اپنا بھرم نکلے

حسینان جہان بیداد گر لاکھون ہزارون ہین
مگر ہان آپ سے وہ بھی دل آزاری مین کم نکلے

ہمارا بھی کوئی ارمان خدائے پاک نکلے گا
کوئی ایسا بھی دن ہوگا کہ جسدن دل سے غم نکلے

ہمارے شیشۂ دل کی صفائی اس مین کب ہوگی
اگر کچھ زعم ہو تو جام لیکر اپنا جم نکلے

ستم ہے آپ جائین محفل دشمن مین بن ٹھنکر
یہان فرط الم سے عاشق مضطر کا دم نکلے

ملے ہین خاک مین کیا کیا ہمارے حسرت و ارمان
نشان کچھ کچھ مزارون کے سر راہ عدم نکلے

خوشی سے جور و ظلم انکے سہے لیکن نہ دم مارا
وفا سے بھی جفاکش انکے جانباز و نہین کم نکلے

شکل جانان نظر نہین آتی
یہ بھی امید بر نہین آتی

خواب مین آئین تو وہ کب آئین
نیند ہی تا سحر نہین آتی

کیا غضب ہے کہ اسکی محفل مین
بات بھی اب تو کر نہین آتی

سوئے ملک عدم گیا جو گیا
کچھ وہان کی خبر نہین آتی

کیا سبب میرے زخم دلکو ہنسی
آج لے چارہ گر نہین آتی

لیچلا کوئے غیر مین مجھکو
شرم اسے راہبر نہین آتی

یا خدا خیر ہو کہ سینے سے
بوئے داغ جگر نہین آتی

یاد کرتا ہون کب سے فرقت مین
موت بھی وقت پر نہین آتی

عجب یہ مانا کہ ہے کمر اُن کی
کس لئے پھر نظر نہین آتی

تا فلک جاتی ہے دعا لیکن
چھو کے باب اثر نہین آتی

اے وفا پاس آبرو ہے ضرور

جا کے بار دگر نہیں آتی

پھر کھلے میخانے پھر وہ بزم آرائی ہوئی
ہے نہایت دھوم سے اب کے بہار آئی ہوئی

پند گو پھرتی طبیعت ہے کہیں آئی ہوئی
مدعی کیا فائدہ گر میری رسوائی ہوئی

منہ لگاؤں میں نہ مے کو یہ کہی زاہد نے خوب
یہ ہوائیں ٹھنڈی ٹھنڈی یہ گھٹا چھائی ہوئی

وہ کسی کا دیکھنا انداز سے شام وصال
اور وہ نظریں کسی کی حیا سے للچائی ہوئی

ہم ہوئے بندے بھی تو حسن حقیقی کے ہوئے
عشق میں ہم سے ہوئی تو اتنی دانائی ہوئی

میری چاہت نے تو اس بت کو لگائی چار چاند
اسکی شہرت کا سبب میری ہی رسوائی ہوئی

آپکے انداز کہتے ہیں کہ تھے مہمان غیر
آپکی صورت نظر آتی ہے شرمائی ہوئی

صحن گلشن موسم گل۔ اور ساون کی گھٹا
اس پہ طرہ ہے سواری یار کی آئی ہوئی

ہیں تصور سے بھی کہہ سکتا نہیں کیا کیا ہوا
رات میری اور انکی جبکہ تنہائی ہوئی

میرے نامہ کا جواب اس نے دیا فرصت نہیں
اور دشمن کیلئے وہ خامہ فرسائی ہوئی

کونسا گلرو چمن کی سیر کو آیا ہے آج
پھرتی ہے باد صبا ہر سو جو اٹھلائی ہوئی

آفتاب حسن چھپ سکتا ہی پردے میں کہیں
گو تماشا تم نہ تھے خلقت تماشائی ہوئی

او تلون پیشہ کردے غیر سے انکار وصل
پھر پلٹ سکتی نہیں ہے کیا قسم کھائی ہوئی

کسکے گھر سے آرہے ہو سچ کہو کیا بات ہے
آج کیوں صورت نظر آتی ہے گھبرائی ہوئی

آج آیا ہے **وفا** کے گھر بڑی منت سے وہ
مدتوں تک جس کی چوکھٹ پر جبیں سائی ہوئی

۱

ہمیشہ عارض جاناں پہ جب نقاب رہے
تو کیوں نہ طالب دیدار آفتاب رہے

جب اس کی زلف مسلسل کو پیچ و تاب رہے
دل حزیں کو مرے کیوں نہ اضطراب رہے

ہم اپنے عشق و محبت مین لا جواب رہے — رہے جو دل مین طرحدار انتخاب رہے
قبول کرلے کبھی تو دعا مری یارب — سکون ہو تجھے دشمن کو اضطراب رہے
خدا کے سامنے گن گن کے لینے ہین بدلے — جفا و جور کا بیداد گر حساب رہے
دعائین خواب مین مانگی تھین یہ زلیخا نے — کہ تا بہ زیست مری آنکھ مین یہ خواب رہے
ہزار حیف کہ دم بھر نہ کی اطاعت حق — تمام عمر خرابات مین خراب رہے
جو دیکھ لے رخ زیبا کو تیرے گلشن مین — گلاب فرط خجالت سے غرق آب رہے
دکھا دے تو جو جھلک ہنسکے اپنے دندان کی — تو نام کو بھی نہ موتی مین آب و تاب رہے
رہین نہ دل ہی مین ارمان کیون مرے دل کے — شب وصال بھی اُس بت کو جب حجاب رہے
ہماری زیست کی حالت ہے ایسی دنیا مین — کہ جیسے پانی کے اوپر کوئی حباب رہے
خدا وہ دن بھی دکھائے کہ آئے فصل بہار — بساط عیش ہو ساقی رہے شراب رہے
شب فراق مین یون دل ہے مضطرب میرا — فلک پہ برق کو جس طرح اضطراب رہے
پیئے شراب جو وہ شوخ غیر کے ہمراہ — نہ کس طرح سے ہمارا جگر کباب رہے

عجب نہین ہے جو اک روز دم پہ بن جائے
دفا سے زار پہ اُن کا جو یون عتاب رہے

تو نے صورت وہ حسین پائی ہے — اک زمانہ ترا شیدائی ہے
پند دیوانے کو اے حضرت شیخ — کہیے یہ کونسی دانائی ہے
دل مقابل ہے صف مژگان سے — آج کمبخت کی موت آئی ہے
ہوش جبدن سے سنبھالا اس نے — خود نمائی ہے خود آرائی ہے
شکوہ یار ہے بیجا اے دل — تیری دشمن تری خود رائی ہے

دیکھ کر غنچہ دہن کو میرے	ہر کلی باغ مین شرمائی ہے
شکوۂ جور یہ وہ کہتے ہین	پھر طبیعت تری کیون آئی ہے
محو دیدار رہا کرتا ہے	آئینہ بھی ترا شیدائی ہے
وصل کا نام سنا ہے جب سے	اُس نے ملنے کی قسم کھائی ہے
کس قیامت کی ہے صبح ہجران	کس بلا کی شب تنہائی ہے
اب تو دے مے کی اجازت اے شیخ	دیکھ رحمت کی گھٹا چھائی ہے

کر لیا بزم کو تسخیر وفا
کس غضب کی تری گویائی ہے

بھروسہ اسپر کرو نہ ہرگز اسے تمہارا خیال کیا ہے
تم اُس کی الفت مین مرمٹے ہو نہ پوچھا جس نے کہ حال کیا ہے
ابھی جوانی کے دن ہین ناصح کرینگے تو بہ نہ میکشی سے
ہے بیخودی عشق مین بتون کے حرام کیسا حلال کیا ہے
تری محبت کا ہون مین طالب یہی ہے حسرت یہی تمنّا
مری طرح تو بھی مجھکو چاہے بس اور میرا سوال کیا ہے
جو وصل کو مین نے اُس سے پوچھا تو ہنسکے بولا کہ جیسی مرضی
کرینگے پوری تری تمنا اب اس کا دل مین ملال کیا ہے
کہا جو ملنے کا اُس نے وعدہ تو جان دے بیٹھے ہم خوشی مین
رہی نہ تمیز اس قدر بھی کہ وصل کیا ہے وصال کیا ہے
ہوا ہے کیون میرا چرخ دشمن نہ صاحب علم ہون نہ ذی فن

کوئی بتائے کہ مجھ مین آخر ہنر ہی کیا ہے کمال کیا ہے

کبھی عیادت کو بھی جو آنا تو میرے دشمن کو ساتھ لانا
تمھین بتا دو یہ منصفی سے کہ اس ستم کا مآل کیا ہے

بشر کو ہر حال مین ہے لازم کہ اپنی ہمت کبھی نہ ہارے
خدا کا ملنا ہے جبکہ ممکن تو وصل بت کا محال کیا ہے

وہ جان و دل سے ہے تم پہ مفتون بلا سبب بدگمان ہوئے کیون
وفا تمہارے کہے کو ٹالے بھلا یہ اس کی مجال کیا ہے

کی وفا مین نے تو یہ طرز جفا بھی آئی
دل مرا آپ پہ آیا تو ادا بھی آئی

بہر جانان مرے لب پر جو دعا بھی آئی
در و دیوار سے آمین کی صدا بھی آئی

اشک بہتے ہین اگر دل مین جلن ہوتی ہے
درد کیسا تھہی دنیا مین دوا بھی آئی

تم سلامت رہو کس پیار سے لی ہے چٹکی
اس جفا سے تو بجھے ہوئے وفا بھی آئی

تیرے آنے سے ہوئی اور ہی گلشن کی ہوا
آج اٹھلاتی ہوئی باد صبا بھی آئی

مانع عرض تمنائے دلی لاکھون سے تھے
اسپہ طرہ یہ ہوا ان کو حیا بھی آئی

آہ کرتے ہوئے پہنچے ترے وارفتہ مزاج
فصل گل آتے ہی گلشن مین ہوا بھی آئی

مژدۂ وصل پہ موقوف تھا عاشق کا وصال
قاصد یار جو آیا تو قضا بھی آئی

خوش نصیبی ہے یہ رندون کی جو ساقی آیا
دل بڑہاتی ہوئی مستانہ گھٹا بھی آئی

رو کے آئی تھی غریبون کو مگر واے نصیب
شمع کے ساتھہی تربت پہ ہوا بھی آئی

نگہ یاس نے کی لاکھہ خوشامد دم قتل
اُس ستمگر کو مروت نہ ذرا بھی آئی

شوق پابوس مین پامال ہوئی پایا عروج
لگنے تلوون سے جو پس پس کی حنا بھی آئی

کھولکر جوڑا جو بکھرا دیا رخسارون پر
غنچے کو گریۂ شبنم سے ہنسانے کے لیے

خود بخود تا بکمر زلف رسا بھی آئی
پاگئی راہ کہان سے جو قضا بھی آئی

ملتے رہتے ہین وہ ارباب وفا سے اکثر
کوئی پوچھے تو سہی قدر وفا بھی آئی

سب عدو کی جستجو رہ جائیگی
دل مین تیرے آرزو رہ جائیگی

دیکھ بسمل چھوڑ دے گی تیغ ناز
تیری حسرت اے گلو رہ جائیگی

ایک دھبہ اُن کے دامن پر پڑے
آبروے سیدی لہو رہ جائیگی

کر نہ اس کی مہربانی پر غرور
تیری نخوت اے عدو رہ جائیگی

ہم چلے ناشاد باغ دہر سے
اے بہار حسن تو رہ جائیگی

دشمنون کی میرے آگے جان من
رہ چکی ہے آبرو رہ جائیگی

کیا خبر تھی فصل گل مین ساقیا
حسرت جام و سبو رہ جائیگی

عشق مین جائینگے جو سوئے عدم
شہرت ان کی چار سو رہ جائیگی

کیا خبر تھی ہاتھ سے جائیگا دل
اور دل کی آرزو رہ جائیگی

مٹنے والے ہین سبھی ہم ہون کہ تم
خلق مین اک گفتگو رہ جائیگی

صبر بھی جائیگا دل سے تاب بھی
اے محبت ایک تو رہ جائیگی

غافلو دو دن ہے پھولون کی بہار
رنگ ٹھہریگا نہ بو رہ جائیگی

گر یہی ہے اشکباری چشم تر
خاک تیری آبرو رہ جائیگی

ہوگئی تقدیر اپنی گر رسا
ساری تدبیر عدو رہ جائیگی

دل نہ دیتے گر سمجھتے ہم وفا

دل کی دل مین آرزو رہ جائیگی

بگڑے ہوئے تیور کی ادا اور ہی کچھ ہے
کہتے ہین جسے لوگ قضا اور ہی کچھ ہے

بے چین طبیعت کی دوا اور ہی کچھ ہے
دردِ دل مضطر کا مزا اور ہی کچھ ہے

کیا قہر ہے دشمن بھی ہوا باندھے رہے ہین
اب تو ترے کوچہ کی ہوا اور ہی کچھ ہے

ہونیکو بلائین ہین زمانے مین ہزارون
لیکن شب فرقت کی بلا اور ہی کچھ ہے

تم سے نہین ہونے کی شفا اس کو طبیبو
بیمار محبت کی دوا اور ہی کچھ ہے

بے چین نہو وصل مین کیونکر نگہہ شوق
مانا کہ تقاضائے حیا اور ہی کچھ ہے

مانگی جو دعا وصل کی وہ ناز سے بولے
باز آیئے تاثیر دعا اور ہی کچھ ہے

مضطر مجھے کرنے کو بہت کچھ سہی بجلی
لیکن تری شوخی کی ادا اور ہی کچھ ہے

غم کھانے کو پینے کے لئے خون جگر کا
میرے لیئے فرقت مین غذا اور ہی کچھ ہے

جنت کا جدا رنگ ہے حورونکا نیا ڈہنگ
اس گلشن عالم کی ہوا اور ہی کچھ ہے

مرنے کو تو مر جائے **وفا** آج ہی لیکن
کہتا نہ کہین شرط وفا اور ہی کچھ ہے

کس شب مرے گھر مین شب فرقت نہین آئی
کسدن مری بالین پہ قیامت نہین آئی

گلرو سے ہین بوئے محبت نہین آئی
افسوس اُسے کچھ بھی مروت نہین آئی

تم مجھ سے خفا ہو کے سدہارے نہین کسروز
وہ کونسا دن ہے جو مصیبت نہین آئی

ہے سادگی اُس شوخ کی سو ناز سے بڑھکر
مانا کہ ابھی طرز نزاکت نہین آئی

کیون دل مین گل داغ کو یہ نشو و نما ہے
گر اس گل رعنا پہ طبیعت نہین آئی

ہم خاک ہوئے حسرت پابوس مین لیکن
اُس بت کی سواری سر تربت نہین آئی

جب سے ترے کوچہ کی ہوا کھائی ہے کافر
اس دل مین کبھی خواہش جنت نہین آئی

چاہا تھا کہ مرکر ہو غم دل سے رہائی
افسوس قضا بھی شب فرقت نہین آئی

کس جرم پہ بندے سے خفا ہوتے ہو مین سرکار
ابتک تو کوئی اس کی شکایت نہین آئی

چھوڑا نہ کبھی جادۂ تسلیم کو ہم نے
افسوس انہین قدر رفاقت نہین آئی

کیا پوچھتے ہو حال بلائے شب ہجران
آئی ہے قیامت شب فرقت نہین آئی

اُس قاتل بے رحم کا اللہ رے کلیجہ
کچھ بھی تو دم قتل مروت نہین آئی

یاد آگئی جب موہنی صورت وہ کسی کی
دل کو مرے راحت کسی صورت نہین آئی

ہم خوگر آلام رہے ہائے ہمیشہ
افسوس نظر صورت راحت نہین آئی

گلشن مین **وفا** اس گل رعنا کو جو دیکھا
پھر دل کو مرے صبر کی طاقت نہین آئی

چاہیئے طوبیٰ نہ قصر باغ رضوان چاہیئے
مجھکو یارب سایۂ دیوار جانان چاہیئے

تیرا عاشق محو زلف و خال و دندان چاہیئے
دل پریشان سینہ بریان دیدہ گریان چاہیئے

زندگی سے تنگ اسیر زلف جانان چاہیئے
قلب باجمعیت خاطر پریشان چاہیئے

ہوگیا مشہور عالم مین بت یوسف جمال
کیا تجھے پیغمبری بھی نامسلمان چاہیئے

پردہ کیسا۔ جبکہ نور دیدۂ عاشق ہے تو
آنکھ کا نور آنکھ کے پردے مین پنہان چاہیئے

لیکے پہلو سے دل اور دل سے تسکین و قرار
عاشق نادار سے اب کیا مری جان چاہیئے

بیطرح تیر نگاہ ناز ہو گا بد دماغ
بس برنگ گل دہان زخم خندان چاہیئے

وصل گر ممکن نہین بوسہ عنایت کیجئے
کچھ نہ کچھ قیمت تو دل کی اے مری جان چاہیئے

نجد مین پھرتا رہا۔ مجنون بقدر حوصلہ
تیرے دیوانے کو اک عالم بیابان چاہیئے

فائدہ مرہم سے کیا مین خوگر آزار ہون
چارہ گر زخم جگر کو اک نمکدان چاہیئے

جم ہی جائیگا وفا تیری دفا کا اُسپہ زنگ
بیوفا ہے وہ تجھے ایفاے پیمان چاہیئے

ساقی یہ میکشی نہین لذت کے واسطے
پیتا ہون مین تو خلق سے غفلت کیواسطے

عزت گنواے کوی نہ دولت کیواسطے
یہ جان بھی نثار ہے عزت کیواسطے

جدت خرام ناز مین اے یار تا کجا
رکھہ چھوڑ کون چال قیامت کیواسطے

مہندی کو ملئے پھولون کا گہنا بنایئے
سارا چمن ہے آپ کی زینت کیواسطے

یہ کہکے مین نے دیدہ و دل نذر کردئے
دو نون ہین آئینے تری صورت کیواسطے

کس بے نشان کے عشق کا یارب شہید ہون
ملتی نہین جگہ کہین تربت کیواسطے

حور و پری کی چاہ نہو کیون ہر ایک کو
انسان کو دل ملا ہے محبت کیواسطے

صحرا اسے قیس دیکھ کے دل نے مرے کہا
کافی نہین جگہ مری وحشت کیواسطے

جتنے گناہ ہین مرے سب بخشدے کریم
دیتا ہون مین تجھے تری رحمت کیواسطے

میرے ہی دل کو تاک لیا تو نے اے فلک
کیا اور دل نہین غم و حسرت کیواسطے

کیا قہر ہے کہ ہم ہون سزاوار قہر کے
اغیار ہون تمہاری عنایت کیواسطے

ساقی جناب شیخ بھی رونق فروز ہین
لانا مزے کی چھانٹ کے حضرت کیواسطے

تیری رضا کیواسطے ہین سب ریاضتین
ہم وہ نہین جو مرتے ہین جنت کیواسطے

رخسار رکھ کے قبر پہ بولے وہ پیار سے
دو پھول لاے ہین تری تربت کیواسطے

نعمت جہان کی ہو مبارک جہان کو
ہے آپ کا ۔ وفا تو محبت کیواسطے

مزہ دیتے ہین کیا یار ترے بال گھونگر والے　　تیری زلفین ہین بلدار تیرے نین ہین متوالے
تیری الفت کے قربان کیا مجھپہ کیا احسان　　پھر جان مین آئی جان جب ہاتھ گلے مین ڈالے
تیری فرقت مین اے یار بن بن پھرتا ہون مین خوار　　تلوون مین چبھے جب خار روئے پھوٹ کے پیر چھالے
تیرے ابرو ہین خمدار ترچھی نظرین ہین تلوار　　تیری چتون ہی طرار مرے دلپہ لگائے بھالے

دیکھ اپنے **وفا** کا حال دل غم سے ہوا پامال
ابرو مین گرہ مت ڈال او آنکھ لڑانے والے

دل نادان کو ہم سمجھائے جائین گے　　تری یاد مین ظالم بہلائے جائینگے
ہر گز نہ آتے گر یہ سمجھتے　　تیری محفل سے ہم اُٹھوائے جائینگے
تمھین ہم سے نفرت ہے غیرون سے الفت　　ہائے داغون پہ داغ کیسے کھائے جائینگے
اب تو فرقت مین جینا دوبھر ہوا ہے　　کب تک آنکھون سے آنسو بہائے جائینگے

کس روز اُس کا ہوگا بھروسہ
کب تک **وفا** کو آزمائے جائینگے

ستم بھی کرنا اور دل مین سمانا کس سے سیکھا ہے　　جو شیدا ہین ترے انکو ستانا کس سے سیکھا ہے
چھپاتے کیون ہو سب معلوم ہی غیرونکے گھر جانا　　مکرنا اور یہ باتین بنانا کس سے سیکھا ہے
اُترنا ہی نہین غصہ تمہارا بعد مردن بھی　　نشان قبر ٹھوکر سے مٹانا کس سے سیکھا ہے
بچا کر اپنے دامن کو جو آ بیٹھے تو کیا حاصل　　وہ آکر پہلو مین پہلو بچانا کس سے سیکھا ہے
ادا سے ناز سے غمزے سے کیسا لیلیا دلکو　　ستمگر آنکھ کے پردے مین آنا کس سے سیکھا ہے
بتاؤ تو نکالا ہے کہان سے تمنے یہ رستا　　نظر کی راہ سے دل مین سمانا کس سے سیکھا ہے
نظر کی طرح آتے ہو تو دل کی طرح جاتے ہو　　یہ آنا کس سے سیکھا ہے یہ جانا کس سے سیکھا ہے

ڈراتے ہو نظر سے میٹھی باتوں میں لبھاتے ہو
مرے روٹھے ہوئے دلکو منانا کس سے سیکھا ہے

وفا کو ٹالتے ہو وعدۂ امروز و فردا پر
نیا ہر روز کا تمنے بہانا کس سے سیکھا ہے

نہ سمجھا خاک بھی وہ کیا بت خود سر کو سمجھاتے
سمجھ جانا یقین تھا ہم اگر پتھر کو سمجھاتے
نہ روؤ چپ رہو ہے نزع میں بیمار الفت اب
بیا ماتم تھا کیونکر ہم یہ سارے گھر کو سمجھاتے
بچو اغیار کی چالوں سے دھوکے میں نہ آجاؤ
کہیں ملتا تو ہم یہ اُس پری پیکر کو سمجھاتے
ہوا اچھا کہ واپس لے لیا ہم نے دل مضطر
خدا شاہد کہاں تک اس بت کافر کو سمجھاتے
ہوئے اس گریہ بیجا سے ہم رسوا سر محفل
جو ہوتا ہوش کچھ ہمکو تو چشم تر کو سمجھاتے
بنا کر آئینہ کیوں کر دیا خود بین حسینوں کو
جو مل جاتا کسی صورت تو اسکندر کو سمجھاتے
اجل آئی شب وعدہ بڑا احسان کیا ہم پر
وگرنہ صبح تک کیونکر دل مضطر کو سمجھاتے
ٹھہرتا دست نازک سے اگر ہوتا تو کیوں ہی دیں
نہ قتل سے گلے ملکر ترے خنجر کو سمجھاتے

دم رخصت عجب عالت ہوئی ہے ای **وفا** اپنی
کبھی دل کو ہیں سمجھاتے کبھی دلبر کو سمجھاتے

یہ عشق ارادہ کر لے جی میں خلل نہ آئے
ہو کیسی ہی مصیبت ابرو پہ بل نہ آئے
پچھتاؤ گے کیئے پر اچھا نہیں ستانا
سینہ سے آہ میری باہر نکل نہ آئے
کیا دم کا ہے بھروسہ کر لے تو کچھ بھلائی
رکھیو یہ خیال ہر دم جب تک اجل نہ آئے
پیارے نبی کے صدقے مقبول یہ دعا ہو
ایمان میں وقت آخر یارب خلل نہ آئے
تیرا ہمیں ستانا لائیگا رنگ آخر
کیا ہو مزہ ستمگر تجھکو بھی کل نہ آئے
گلشن میں جا کے کیونکر بہلائیں دل کو اپنے
وہ گل نظر کے آگے جب ایک پل نہ آئے

صورت سے بھی **وفا** کی نفرت ہوئی ہے ایسی
دربان سے کہتے ہین وہ دیکھو نکل نہ آئے

لڑ کر نظر سے صاف جگر مین اتر گئی
تیری نگاہ ناز عجب کام کر گئی

ہر ابتدا کے واسطے لازم ہے انتہا
حد سے بڑھا قلق تو طبیعت بھی بھر گئی

ملتا نہین سراغ بھی ڈھونڈون کہان تجھے
اے عمر رفتہ چھوڑ کے مجھکو کدھر گئی

تکلیف مین ہے کوئی تو راحت مین ہے کوئی
یکسان کہان کسی کی یہان پر گزر گئی

فرقت مین ہاے موت بھی آئی نہین **وفا**
کمبخت نامراد کہان جا کے مر گئی

افسوس رات وصل کی یون ہی گزر گئی
کہنے کی تھی جو بات وہ دل سے اتر گئی

وہ پاس ہی نہ تھے کہ دم نزع دیکھتے
جو مرنے وقت مجھپہ قیامت گزر گئی

پوچھا جو مین نے یاد ہے کوٹھے کی بات بھی
شرما کے کہدیا مرے دل سے اتر گئی

پھرتے رہے ہمیشہ ہماری نگاہ مین
وہ جسطرف گئے وہین اپنی نظر گئی

آتا ہے گر تو آ و بھروسا نہین ہے کچھہ
جان حزین ہے شام گئی یا سحر گئی

اللہ رے کیا بناؤ ہے بنکر بگاڑ مین
چہرے پہ اُس کے زلف سلجھہ کر بکھر گئی

بیمار ہجر بچ نہ سکا صد ہزار حیف
ضائع ہوئی دوا تو دعا بے اثر گئی

شکوے گلے مین کٹ گئی جھٹ پٹ ہوئی سحر
کس طرح ہاے وصل کی شب مختصر گئی

تم جب بغل سے اُٹھکے سحر کو اُدھر گئے
کیا پوچھتے ہو پھر جو **وفا** پر گزر گئی

کون سے روز نہ وہ غیر کے مہمان ہونگے
کونسی رات نہ ہم غم سے پریشان ہونگے

کہدے لیلےٰ کہ کب ایفا ترے پیمان ہونگے
تیرے مجنون کے بھی پورے کبھی ارمان ہونگے

یار کا شکوہ کرین غیر کے آگے جاکر
ہاے اللہ وہ کس طرح کے انسان ہونگے

غیر کیوجہ سے بگڑے ہین بلا سے بگڑین
اب تو ہم اُن سے معافی کے نہ خواہان ہونگے

تیری عیاری وسفاکی وخون ریزی کو
سنکے بھی تجھپہ جو مائل ہون وہ نادان ہونگے

بزم دشمن کا کیا ذکر جو مین نے تو کہا
آپکے گھر مین بھی اکدن یہی سامان ہونگے

تم سلامت رہو او جان کے لینے والے
ہم بھلا موت کے شرمندۂ احسان ہونگے

میری حالت ہے کچھہ ایسی کہ جو دیکھین گے کبھی
آپ تو آپ ہین اغیار بھی گریان ہونگے

غیر سے رسم بڑہانا ہو مبارک اُن کو
ہم کہے دیتے ہین آخر کو پشیمان ہونگے

کیا خبر تھی کہ ترے عشق مین ہوگا یہ حال
پاؤن ہونگے مرے اور خار مغیلان ہونگے

کیا خبر تھی کہ **وفا** ہوگا گلے مین زنّار
ہم پرستار بتان ہوکے مسلمان ہونگے

کیون آسمان ہمکو تو یون ستا رہا ہے
پہلے ہی مٹ چکے ہین اب کیا مٹا رہا ہے

آیا ہے ابر گھر کر ساقی پلادے ساغر
وہ رعد اپنے کڑکے پیہم سنا رہا ہے

وہ جبر کر رہے ہین ہم صبر کر رہے ہین
نیرنگیان زمانہ کیا کیا دکھا رہا ہے

بیٹھے ہین گرد عاشق حلقہ مین ہے وہ مہوش
اطراف چاند کے اک ہالہ سا چھا رہا ہے

قسمت بگڑ گئی ہے دولت اُجڑ گئی ہے
گردون نئی جفائین پھر بھی دکھا رہا ہے

جلنے دے شب کا قصہ تو اور غیر سچا
ناحق جلے ہوؤن کو ظالم جلا رہا ہے

بیوجہ ہین جفائین انصاف کر ستمگر
کچھہ ظلم کی بھی حد ہے تو کیون ستا رہا ہے

ان دل لبھانیوالی باتون کو سچ نہ جانو
سمجھو رقیب اپنا اسکہ جما رہا ہے

کیا شکر ادا ہو مجھسے رب کریم تیرا
لطف وصال اُٹھالے قسمت سے شب ملی ہے

حریون سے دشمنون کے آپ بجارہا ہے
احوال درد فرقت تو کیون سنارہا ہے

اپنی وفا کا نقشہ ایسا جما **وفا** اب
سنتا ہون منفعل سا - وہ شوخ آرہا ہے

مری آہ مین تھے اثر کیسے کیسے
ملے آپ ہمکو بڑی دقتون سے
زبان پر ہین شکوے تو دل مین محبت
حسین کوی ہمسا نہ دیکھا نہ دیکھا
جدائی کے ایام تھے یا قیامت
بیان کیا کرین حال دل اپنا تم سے
فلک کیا کہون بس خدا تجھسے سمجھے
جو تھے مایۂ ناز اہل زمانہ
سکندر نہ دارا نہ کسری ہے باقی
نہ خوف جہنم نہ پرواے جنت

حسین آتے تھے میرے گھر کیسے کیسے
پھرے سالہا نامہ بر کیسے کیسے
یہ ہین رمز باہم دگر کیسے کیسے
نظر آے رشک قمر کیسے کیسے
تڑپتے تھے ہم رات بھر کیسے کیسے
کہ صدمے ہین شام و سحر کیسے کیسے
بگاڑے ہین لاکھون ہی گھر کیسے کیسے
وہ سب چل بسے نامور کیسے کیسے
ہوئے خاک نامی بشر کیسے کیسے
گنہ کرتے ہین جان کر کیسے کیسے

طبیعت ہو موزون **وفا** جب مزہ ہی
نکلجاتے ہین شعر تر کیسے کیسے

محتسب کی بات ٹالی جائیگی
لائینگے جب تلکو اُس محفل سے ہم
غنچہاے ناشگفتہ جا بجا ہین

توبہ بوتل توڑ ڈالی جائیگی
کچھ نہ کچھ پٹی پڑھالی جائیگی
اُس بت کمسن کو ڈالی جائیگی

دل تمھین بے عذر دینگے مگر
بیشتر قیمت بتالی جائیگی

کیا نہ جلکر خاک ہونگے مدعی؟
کیا؟ ہماری آہ خالی جائیگی

کب ہٹینگے رخ سے گیسو آپ کے
کب گھٹا یہ کالی کالی جائیگی

کشتۂ ابرو کے گھر مین عید ہے
نذر کو تیغ ہلالی جائیگی

اب مری آہون مین آئیگا اثر
اب زمین سر پر اٹھالی جائیگی

بزم سے دشمن نکالے جائینگے
یا مری حسرت نکالی جائیگی

آرہے ہین سنکے برق طور آج
اب نظر ان پر نہ ڈالی جائیگی

بیوفائی اب کرینگے تم سے غیر
کیا وفا کی بات خالی جائیگی

عذاب نار جہنم ہے بد عملی کے لئے
کشادہ ہے در فردوس متقی کیلئے

خیال چاہیئے عقبیٰ کا زندگی کے لئے
جہان سے جانا ہے لازم ہر آدمی کیلئے

یہ سر بنا ترے سجدے کے واسطے مولیٰ
یہ دل بنا ہے فقط تیری بندگی کیلئے

پلا دے ساقیٔ گلفام جلد جام شراب
ترستے کب سے ہین میخوار میکشی کیلئے

زکوۃ حسن سے ہمکو نہ کیجئے محروم
ضرور بذل و عطا چاہیئے سخی کیلئے

بھرے ہین دل مین کچھ اسدرجہ حسرت و اندوہ
جگہ ذرا سی بھی باقی نہین خوشی کیلئے

بنی ہین آنکھین مری محو دید ہونیکو
بنا ہے دل یہ حسینون سے دلگی کیلئے

کھلی چمن مین جو دم بھر تو ہو گئی پامال
شگفتہ ہونا قیامت ہے اس کلی کیلئے

وہ شوخ کہتا ہے دعوے سے کل حسینو نکو
زمانہ چاہیئے اک طرز دلبری کیلئے

تو اپنے پند و نصیحت کو رہنے دے ناصح
کہ مضطرب ہے طبیعت مری کسی کیلئے

خیال یار ہی رہبر ہے راہ الفت مین
قدم بڑہا مین نہ اب خضر رہبری کیلئے

نہین ہے شیرۂ انگور کی سب مجھے حاجت
تصور اُس کا ہی کافی ہے بیخودی کیلئے

جفا و جور سہون تا بکے کوئی حد بھی
کوئی تو چال اُٹھا رکھ فسون گری کیلئے

عجب ہے نعمت عظمیٰ یہ تندرستی بھی
یہی ہے لازم و ملزوم زندگی کیلئے

وفا ہے ایک زمانہ سے شایق دیدار
ہو کہ آمین خدا ارادہ دو گھڑی کیلئے

مٹی مین محبت تو ملائی نہین جاتی
مجنون کی طرح خاک اُڑائی نہین جاتی

اب ہجر کی تکلیف اُٹھائی نہین جاتی
بیوقت اجل بھی تو بلائی نہین جاتی

وہ اور ہین جو چاہ سے ڈر جاتے ہین ناصح
الفت کی بنا ہم سے توڑائی نہین جاتی

ہوتے ہین مرے قتل پہ سو بار وہ تیار
شمشیر نزاکت سے اُٹھائی نہین جاتی

ہر چند وہ بت ہمکو بہلا دے تو بہلا دے
یاد اُس کی مگر ہم سے بہلائی نہین جاتی

بوسہ گُل رخسار کا مانگا تو وہ بولے
یون حسن کی دولت تو لٹائی نہین جاتی

ہین چیر کے سینہ تمھین کس طرح دکھاؤن
جو دل کی حقیقت ہے سنائی نہین جاتی

رکھ دو مرے سینہ پہ ذرا دست حنائی
جو آگ لگائی ہے بجھائی نہین جاتی

کیا پیش نظر ہے کسی گلرو کا تصور
نرگس سے بھی اب آنکھ لڑائی نہین جاتی

کوشش ہے عبث اور ہے تدبیر بھی بیسود
قسمت کی بُرائی تو مٹائی نہین جاتی

دل مین جو تمنا ہے الٰہی وہ شب وصل
افسوس زبان تک بھی تو لائی نہین جاتی

مے پینے مین کیون عذر ہے ای ناصح نادان
کیا ڈر ہے اجل تو ابھی آئی نہین جاتی

وعدے پہ بھروسہ نہین اللہ رے یہ شک
جھوٹی تو قسم آپ سے کھائی نہین جاتی

اب تک ہے وہی حال مروت نہ حیا ہے — بے مہر کے دیدے کی صفائی نہین جاتی

آنی تھی وفا آ گئی اک بت پہ طبیعت
اب اور کسی سے یہ لگائی نہین جاتی

یا تو خوشی سے منت خنجر اٹھائیے — یا داغ روزگار جگر پر اٹھائیے
سن رکھیئے وصل کے لیے منت رقیب کی — ہاتھ آپ زندگی سے اٹھا کر اٹھائیے
جاتا ہون مین جو کوچے مین انکے کبھی تو وہ — کہتے ہین سب رقیبون کو بستر اٹھائیے
ہو جایین بدگمان نہ کہین غیر آپ سے — محفل سے دوستون کو سمجھہ کر اٹھائیے
قدمون پہ رکھدیا تو وہ جھنجلا کے بول اٹھے — یہ ہو گیا ہے آپ کو کیا سر اٹھائیے
داغ فراق دل پہ امید وصال مین — غیرون کے ہولئے وہ تو کیونکر اٹھائیے
کمبخت اس کے حال سے واقف نہین مگر — کہتا ہے دل کہ ناز ستمگر اٹھائیے
اس گلبدن کے کوچے مین جاتا ہو گر کبھی — پلکون سے خار راہ بھی چنکر اٹھائیے
عجب لطف ہے کہ سامنے سب کے رقیب کو — محفل مین آپ مجھکو بٹھا کر اٹھائیے
ہرچند کوہ سے بھی گران تر ہے بار عشق — ہمت مگر یہ کہتی ہے سر پر اٹھائیے
ساقی ہی جب نہین ہے تو کیا لطف میکشی — محفل سے جلد شیشہ و ساغر اٹھائیے
اٹھے جو قتل کو تو نزاکت نے یون کہا — پہلے تو آپ ہاتھ سے خنجر اٹھائیے
یہ بات یاد رکھیئے کہ عاقل کہین گے کیا — مجنون پہ بھولے سے بھی نہ پتھر اٹھائیے
بس التجا ہے آپ سے اتنی کہ بعد مرگ — لاشہ ہمارا بھی پیمبر اٹھائیے

لو اب تو غیر بھی یہی کہنے لگے وفا
تا چند ناز دلبر خود سر اٹھائیے

تمت

سنہ ۱۹۱۶ء

۸۹۱۵۲۳۱۶

وقار نواب محمد عمر خان و - م

مورخ سخن

۱۳۱۰/۵/۲۴ محمد اسمٰعیل